إمعان المواضيح

لحل مقدمة

مشكوة المصابيح

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ

احسان الحق فاروقی

مکتبہ دار الحرمین گوجرانوالہ

امعان المواضیح

[illegible]

مشکوٰۃ المصابیح

احسان الحق فاروقی

ناشر:
مکتبہ دارالحرمین
199-B، ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

نام کتاب: .... امعان المواضیح لحلِ مقدمۃ مشکوۃ المصابیح
مرتب: .... احسان الحق فاروقی
نظر ثانی: .... محمد مالک بھنڈر
ناشر: .... عاکف خواجہ
مکتبہ: .... دار الحرمین گوجرانوالہ
تعداد: .... ایک ہزار 1000
باراوّل: .... جون 2003ء
مطبع: .... نیر اسد پرنٹرز لاہور
قیمت: .... 50 روپے

ملنے کا پتے:

(1) احسان الحق فاروقی گاؤں وڈاکخانہ کنوہا تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی

(2) فیض اللہ اکیڈمی الفضل مارکیٹ 17 اُردو بازار لاہور۔

(3) مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

(4) جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

تقریظ

(خواجہ محمد عدنان)

الحمدلِلہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم : اما بعد!

علماء وطلباء کی نظر میں مشکوٰۃ کے مقدمے کا مشکل ہونا معروف ہے۔ اور پڑھنے کے دوران طلباء کو الفاظ کی بندش تراکیب ترجمہ اور مفہوم کو سمجھنے میں ایک تو سخت اُلجھن پیدا ہوتی تھی اور طویل عرصے سے اسکے حل کیلئے ایک ایسی جامع شرح کی ضرورت تھی جو اس کی مشکلات کو حل کردے۔ اللہ تعالیٰ بھائی احسان الحق فاروقی کو بہترین جزاء عطا فرمائے جنہوں نے اسکی مشکلات کو حل کرنے کیلئے کوشش کی اور امعان المواضیع کے نام سے بہترین شرح لکھ دی یہ اس قدر جامع اور مانع ہے کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نظر نہیں آئے گا اور ذہن میں پیدا ہونے والے ممکنہ سوالات کے بہترین جوابات دیئے گئے ہیں۔ میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب پڑھا ہے اور اس چیز پر اللہ کا شکریہ ادا کیا ہے کہ کتاب کی شرح میں جن ضروریات کا ہونا لازمی ہے وہ سب اس میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنف نے عبارت کا ترجمہ اس کی تشریح صیغے اور اس کی تراکیب بہت سلجھے ہوئے انداز میں تحریر کی ہیں اور مزید یہ کہ کتاب میں اہم نکات بیان کر کے اس کی عظمت کو اور بڑھا دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ذوالجلال مصنف کی اِس محنت کو اہلِ علم کے لئے فائدہ مند بنائے۔ اور مصنف کو دنیا وآخرت میں کامیابی عطا فرمائے آمین

والسلام: خواجہ محمد عدنان

مدرس جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

﴿پیش لفظ﴾

﴿ بسم اللہ الرحمان الرحیم ﴾

﴿الحمد للہ الذی انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ﴾

امابعد: کتاب المصابیح امام محی السنہ، ابومحمد، حسین بن مسعود الفراء البغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات میں سے اہم ترین کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے متعدد کتب احادیث سے احادیث جمع فرمائی ہیں تا کہ اگر کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی حدیث تلاش کرنی ہو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے لیکن اس میں امام صاحب نے احادیث کے رواۃ اور حوالہ جات ذکر نہیں فرمائے تھے جسکی وجہ سے احادیث کی تتبع وتلاش میں قدرے دشواری پیش آئی جس کی وجہ سے امام تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں احادیث کے رواۃ اور حوالہ جات ذکر فرما کر امت مسلمہ پر ایک احسانِ عظیم فرمایا اور اس کا نام "مشکاۃ المصابیح" رکھا۔ جو عالم اسلام میں غیر معمولی معرفت وشہرت کی حامل ہے۔ اس کی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہیکہ اس وقت ہر اک مکتبہ فکر کے مدارس میں اس کی شمولیت ضروری قرار دی جا چکی ہے۔ اس کا مقدمہ قدرے مشکل ہے جس کے اندر مخفی رموز کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ زیر نظر کتابچہ بھی اسی سلسلے میں ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ جس میں مشکاۃ المصابیح کے مقدمے کا ترجمہ، تشریح، ترکیب اور الفاظ کی لغوی اور نحوی، صرفی بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں نحوی صرفی بحث کی طرف توجہ زیادہ دی گئی ہے تا کہ طلبہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوسکے۔ کتاب پڑھنے والے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ کتاب میں جس جگہ بھی کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی ہمیں ضرور اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سلسلے میں اپنے استادِ محترم محمد مالک بھنڈر خواجہ عدنان صاحب کا خاص مشکور ہوں جنہوں نے میری ہر قسم کی رہنمائی فرمائی۔ اور جن جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے ان کے مصنفین کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جن کی وجہ سے مجھے ہر قسم کی سہولت میسر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس ادنیٰ سی کوشش کو ہمارے لئے باعث نجات بنائے آمین یا رب العالمین

احقر احسان الحق فاروقی

امعان المواضیح لحل مقدمۃ مشکوۃ المصابیح

قولہ: (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ).

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

تشریح: مشکوۃ المصابیح کے مولف علامہ الشیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب العمری التبریزی نے اپنی تالیف کا آغاز وابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا تاکہ قرآن مجید کی اقتداء ہوجائے اس لیے کہ قرآن مقدس کا آغاز بھی بسم اللہ کے ساتھ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث مقدسہ میں مذکور ہے۔ "(كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَاُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ) (ابوداؤد) کوئی اہم کام جو بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے" اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں محدثین کو کلام ہے لیکن نبی ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ آپ عموماً جملہ امور کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی رعایت رکھتے جو کئی احادیث سے ثابت شدہ ہے حدیث تسمیہ کا متن مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ چنانچہ لفظ بسم اللہ کی جگہ بِحَمْدِ اللّٰهِ اور بِذِكْرِ اللّٰهِ کے الفاظ آئے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث تو بحمد اللہ اور بذکر اللہ کے الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے تو پھر مولف رحمہ اللہ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے کتاب کی ابتداء کیوں نہ فرمائی یا بِذِكْرِ اللّٰهِ سے کیوں نہ فرمائی؟ جواب! اگرچہ ابتداء ایک امر بسیط ہے کہ اگر بِسْمِ اللّٰهِ سے ابتداء کی جائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ابتداء نہیں ہوسکتی اور اگر حمد سے کی جائے تو بِسْمِ اللّٰهِ سے نہیں ہوسکتی لیکن اس میں تطبیق چند طریقوں سے کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ بعض حضرات نے اس کی تطبیق یہ کی ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ میں ابتداء حقیقی ہے اور حمد میں ابتداء اضافی یا عرفی ہے یا دونوں میں ابتداء عرفی ہے لیکن اس تطبیق پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر واقعات متعدد ہوتے اور احادیث مختلف ہوتیں تو یہ تطبیق درست ہوسکتی تھی لیکن چونکہ حدیث ایک ہی ہے اختلاف صرف رواۃ کے الفاظ میں ہے اس لیے یہ جواب تکلف اور غلط فہمی پر مبنی ہے کہ یہ ایک حدیث نہیں متعدد احادیث ہیں یہ اعتراض (معارف السنن ص نمبر۲، ۳ جلد نمبر۱) میں

درج ہے۔

دوسری صورت تطبیق کی یہ ہے کہ ہر " اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ " کی ابتداء اللہ رب العزت کے ذکر سے ہونی چاہیے خواہ وہ بِسْمِ اللّٰهِ کی صورت میں ہو یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی صورت میں ہو۔ لیکن چونکہ بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع کرنے میں قرآن مجید اور نبی ﷺ دونوں کی اتباع ہے کہ نبی ﷺ اپنے خطوط اور رسائل کی ابتداء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے فرمایا کرتے تھے اور اسی لیے ائمہ مصنفین کا عمل رہا ہے کہ وہ اپنی کتابوں کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع فرمایا کرتے ہیں۔

اسی بناء پر مولف نے اپنی کتاب مشکوۃ المصابیح کی ابتداء بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے فرمائی ہے۔

ترکیب: ب حرف جر، اِسْم مضاف لفظ اللّٰه موصوف الرَّحْمٰن صفت اول الرَّحِيْم صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر اسم مضاف کا مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر با جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَقْرَأُ یا اَشْرَعُ فعل مقدر کے، اَقْرَأُ یا اَشْرَعُ فعل مضارع اسمیں ضمیر اَنَا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور معنی انشائیہ ہوا۔

نوٹ: بسم اللہ میں جار مجرور کس کے متعلق ہوگا اس بارے میں آٹھ احتمالات ہیں نقشہ یوں ہے

نمبر شمار	احتمال	مثال
۱:	اسم عام مقدم	شُرُوْعِی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۲:	اسم خاص مقدم	قِرَاءَتِی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۳:	اسم عام موخر	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شُرُوْعِی
۴:	اسم خاص موخر	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قِرَاءَتِی
۵:	فعل عام مقدم	اَشْرَعُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۶:	فعل خاص مقدم	اَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
۷:	فعل عام موخر	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَشْرَعُ
۸:	فعل خاص موخر	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَقْرَءُ

طلباء کرام کی آسانی کے واسطے کہا یہی جاتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ" جار مجرور ملکر متعلق فعل مقدم یا موخر کے لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس کا متعلق موخر ہوتا ہے اور اسم ہوتا ہے اور خاص ہوتا ہے۔ تا کہ حصر کا فائدہ ہو اور تا کہ جملہ اسمیہ بن کر استمرار پر دلالت کرے اور اس لیے کہ قول بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جب ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو یہ فعل یعنی اَقْرَأُ یا اَبْتَدِأُ یا اَشْرَعُ بصیغہ تکلم موزوں نہیں ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ہر کام کے مناسب صیغہ تکلم کو محذوف ماننا چاہیے، یعنی پڑھنے کا موقع ہے تو اَقْرَأُ اور لکھنے کا موقع ہو تو اَکْتُبُ اور کام کرنے کے وقت اَصْنَعُ یا اَفْعَلُ سمجھنا چاہیے۔

تحقیق: ب حرف جار ہے۔

حروف جارہ: لغوی لحاظ سے جر کا معنی (کھینچنا) ہے اور نصر باب سے ہے اور اصطلاحاً وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لیے وضع کئے گئے ہوں اور ان کو حروف الجر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں اور یہ (۱۷) حروف ہیں۔

یاد رہے بسم اللہ میں "با" کے بارے میں اختلاف ہے لیکن ہم دو قول درج کرتے ہیں۔

(۱): علامہ زمخشری صاحب الکشاف کی رائے کے مطابق مصاحبت کے لئے ہے (۲): قاضی بیضاوی کے نزدیک استعانت کے معنی مراد ہیں۔

اسم: صیغہ اِفْعٌ کے وزن پر مصدر، باب سَمَا یَسْمُوْ سَمْوًا و سُمُوًّا (بلند ہونا، اونچا ہونا، بلند کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اسم کی اصل میں اختلاف ہے۔ بصری کہتے ہیں کہ اصل میں سِمْوٌ (شرح جامی اردو/ص ۳۰) تھا یعنی ناقص واوی بروزن فِعْلٌ پھر واوٗ کو آخر سے حذف کر دیا اور اس کے عوض میں شروع میں ہمزہ لے آئے اِسْمٌ بروزن اِفْعٌ بن گیا۔ بصری کہتے ہیں کہ چونکہ اس کی جمع اَسْمَآءٌ اور تصغیر سُمَیٌّ آتی ہے۔ لہٰذا چونکہ جمع اور تصغیر سے کلمے کی اصل کا پتہ چلتا ہے تو اسم کی جمع اَسْمَآءٌ اور تصغیر سُمَیٌّ ہونا اس بات پر دلالت ہے کہ یہ ناقص سے ہے چونکہ سَمَا یَسْمُوْ کا معنی بلند ہونا

ہے لہٰذا اس اسم اصطلاحی کا نام اسم اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ اپنے دونوں مخالفوں (فعل اور حرف) سے بلند ہوتا ہے بلند دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے جبکہ فعل صرف مسند ہوتا ہے اور حرف نہ مسند اور نہ مسند الیہ ہوتا ہے دوم: اس طرح کہ یہ محتاج الیہ ہوتا ہے جبکہ فعل محتاج بہ اور حرف محتاج ہوتا ہے اور محتاج الیہ محتاج بہ اور محتاج دونوں سے بلند ہوتا ہے۔

کوفی: کوفی حضرات کا کہنا ہے کہ اِسْمٌ اصل میں وِسْمٌ (داغ دینا، علامت، داغ کا اثر) تھا بروزن فِعْلٌ از مثال واوی باب فَعَلَ یَفْعِلُ سے تو پھر واوٗ کو حذف کر کے اس کے عوض میں ہمزہ لے آئے تو اِسْمٌ بن گیا۔ دلیل کے طور پر علماء کوفہ کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ اسم اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے اس لئے اِسْمٌ وِسْمٌ سے بنا ہے لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ اگر اسم معنی پر علامت ہونے کیوجہ سے (اسم) ہے تو فعل بھی اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے تو فعل کو بھی اسم ہی کہنا چاہیے۔

نتیجہ: بصریوں کا موقف درست ہے اور راجح ہے اسی بناء پر ہم نے اسم کو ناقص سے ہی بیان کیا ہے۔

سوال: بِسْمِ اللّٰهِ میں لفظ اِسْمٌ کا ہمزہ کیوں حذف کر دیا گیا؟

جواب: کثرت استعمال کی وجہ سے بِسْمِ اللّٰهِ میں اسم کا ہمزہ وصل کتابت میں بھی حذف کر دیا گیا۔ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ میں چونکہ کثرت استعمال نہیں ہے اس لیے کتابت میں ہمزہ باقی رکھا گیا ہے۔

سوال: بسم اللہ کی جگہ بِاللّٰہِ کیوں نہ لایا گیا؟

جواب: لفظ اسم لانے کے دو فائدے ہیں اول یہ کہ اگر بِاللّٰہِ ہوتا تو طالب علم یہ گمان کرتا کہ یہاں باء قسمیہ کی ہے حالانکہ یہاں باء استعانت کی ہے تو اس امتیاز کو برقرار رکھنے کی وجہ سے بِسْمِ اللّٰهِ لایا گیا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ جیسے اللہ تعالی کے ذاتی نام سے استعانت اور تبرک حاصل ہوتا ہے ایسے ہی اللہ تعالی کے باقی تمام ناموں سے تبرک اور استعانت حاصل کر سکتے ہیں۔

اللّٰہ: لفظ اللّٰہ کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے سب سے پہلے یہ اختلاف ہے کہ آیا یہ عربی لفظ ہے یا عجمی لفظ ہے ایک جماعت کے نزدیک عجمی ہے اور ایک جماعت کے نزدیک عربی ہے۔

بہر حال اصح بات یہ ہے کہ عربی پھر عربی کہنے والوں میں بعض کہتے ہیں کہ مشتق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ علم غیر مشتق ہے مثلا امام سیبویہ اور یہی انسب و اقرب ہے مشتق ہونے کی صورت میں یہ کس مادہ سے مشتق ہے اس میں مختلف اقوال ہیں لیکن ہم دو مشہور قول ذکر کرتے ہیں۔

(۱): اَلِہَ یَاْ لَہُ اُلُوْ ھَۃً وَاُلُوْ ھِیَّۃً (بندگی کرنا)۔

(۲): اَلِہَ یَاْ لَہُ اَلَھًا (حیران ہونا)۔

تعلیل: لفظ اللّٰہ اصل میں اِلٰہٌ تھا تو اَلِہَ سے ہونے کی صورت میں بمعنی (عبادت کے لائق ذات اور اَلِـہَ کے ہونے کی صورت میں (ایسی ذات جس کے ادراک و معرفت میں عقل حیران ہو) اصل میں اِلَاہٌ تھا پھر اس پر تعریف کے لیے یعنی معرفہ بنانے کے لیے الف لام تعریف کا لگایا تو اَلِاِ لٰہُ ہو گیا پھر اِلٰہٗ کا ہمزہ حذف کر دیا تو اَلْ لَاہُ ہو گیا لام کو لام میں مدغم کر دیا تو لفظ اللّٰہ ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ پہلے اِلٰـہٌ تھا پھر ہمزہ حذف کر کے الف لام اس کے عوض لزوم شامل کیا گیا گویا کہ یہ الف لام جز وکلمہ ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :صیغۃ اسم مبالغہ فَعْلَانٌ وَفَعِیْلٌ کے وزن پر۔ باب رَحِمَ یَرْحَمُ رَحْمًاوَ رُحْمَۃً (ترس کھانا، رحم دل ہونا، شفقت کرنا، مغفرت کرنا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ،صحیح شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم، رَحمَانٌ کَثِیْرُ الرَّحْمَۃِ چونکہ لغوی طور پر الرَّحْمَۃُ کا معنی تعطف و مہربانی ہے چونکہ نبی آدم میں یہ تعطف و مہربانی رقت قلب (دل کی نرمی) کے سبب ہوتی ہے اور یہ تاثر (اثر قبول کرنے) کا درجہ ہے یعنی کسی اثر کی وجہ سے انسان رقت قلب و مہربانی کو اختیار کرتا ہے چونکہ یہ صفات محدوث ہیں یعنی رقت قلب اور میل نفسانی اور اللہ تبارک وتعالی صفات حدوث سے پاک ہے اس لیے ایسے الفاظ کا لغت کے اعتبار سے اللہ تعالی پر اطلاق نہیں ہوتا۔ اس پر اہل لغت نے فرق اس طرح فرمایا ہے کہ اگر اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو

رقت قلب ہی مراد ہے کیوں کہ بنی آدم کے دل کی تخلیق اسی طرح ہے اور اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات باری تعالیٰ کے لیے ہو تو محض فضل واحسان مراد ہوتا ہے چنانچہ لسان العرب میں ہے۔(وَالرَّحْمَةُ فِی بَنِیْ آدَمَ عِنْدَ الْعَرَبِ رِقَّةُ الْقَلْبِ وَ عِطْفُهٗ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عِطْفُهٗ وَاِحْسَانُهٗ وَرِزْقُهٗ) جلد۵ص ۲۲) عربوں کے نزدیک بنی آدم کی رحمت کے معنی ہیں دل کی نرمی اور عطوفت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے معنی ہیں اس کی مہربانی احسان اور روزی رسانی۔

سوال: لفظ الرحمن کو لفظ الرحیم پر مقدم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: چونکہ الرحمن میں الرحیم کی نسبت مبالغہ زیادہ ہے اس لیے مقدم کیا گیا ہے مبالغہ کی زیادتی کی دلیل کے لیے ایک قائدہ ہے کہ (کَثْرَةُ الْمَبَانِیْ تَدُلُّ عَلٰی کَثْرَةِ الْمَعَانِیْ) یعنی حروف کی کثرت معانی کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اس لیے چونکہ لفظ الرحمن کے الرحیم کی نسبت حروف زیادہ ہیں جو مبالغہ کی زیادتی پر دال ہیں ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ الرحمن کو الرحیم پر مقدم اس لیے کیا الرحمن ذات برحق کے لیے بمنزلہ علم ہو گیا ہے اور کسی اور پر بولنا جائز نہیں اور اسم اللہ بھی ایسا ہے اس لیے ان کو متصل ذکر کرنا مناسب تھا۔

سوال: مبالغہ کی کتنی قسمیں ہیں اور لفظ الرحمن میں لفظ الرحیم کی نسبت مبالغہ کس لحاظ سے زیادہ ہے؟

جواب: مبالغہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مُبَالَغَةٌ فِی الْکَیْفِ (۲) مُبَالَغَةٌ فِی الْکَمِیَّتِ یعنی کیفیت اور کمیت میں مبالغہ اور لفظ الرحمن میں دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ مبالغة فی الکیفیت کے لحاظ سے الرحمن سے مراد بڑی بڑی نعمتیں دیکر انعام فرمانے والا اور رحیم سے مراد چھوٹی چھوٹی نعمتیں عطا فرمانے والا اور مبالغة فی الکمیت کے اعتبار سے الرحمن وہ ذات ہے جو دنیا و آخرت میں رحمت کرنے والی اور الرحیم وہ ذات جو آخرت میں رحمت کرنے والی ہے گویا کہ رحمان میں زیادہ افراد کا اعتبار ہے اور رحیم میں کم افراد کا اعتبار ہے۔

نوٹ: مبالغة فی الکمیت کی ایک تفسیر یوں ہے کہ الرحمن وہ ذات جو مطیع و عاصی ہر ایک پر رحمت کرے اور الرحیم وہ ذات جو صرف مومن و مطیع پر رحمت کرے۔

فائدہ: لفظ الرحمن اور لفظ الرحیم پر نصب اور رفع بھی پڑھ سکتے ہیں نصب کی صورت میں یہ اعنی فعل محذوف کے مفعول بہ بنیں گے اور پھر جملہ بن کر لفظ اللہ موصوف کی صفت بنے گی رفع کی صورت میں ہو مبتدا کی دونوں خبریں بنیں گی پھر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت بنے گی۔

قولہ: (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ).

ترجمہ (ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے)

تشریح: حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو محمود کی تعظیم کے ارادے سے اس کے کسی ایسی اچھی صفت پر کی جائے جو اس کے اختیارات میں ہو۔ تعظیم کے ارادے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ بعض دفعہ کلمات تعریف تعظیم کی جگہ تعبیر کے لیے (عار دلانے کے لیے) استعمال کئے جاتے ہیں مثلا قرآن مقدس میں ہے ﴿ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾ (الدخان) (چکھ تو عذاب کو بے شک تو بڑا غالب سردار (دنیا میں سمجھا جاتا تھا) اس آیت مقدسہ میں دوزخی کو عزیز و کریم اس کی تعظیم کے طور پر نہیں کہا جائے گا بلکہ متکبر و منکرین کو عار دلانے کے لیے کہا جائے گا کہ وہ اپنے خیال میں ایسے ہی بنے تھے اور اختیاری کی قید اس واسطے ہے کہ بعض اوقات انسان کسی کی حمد ایسی بات پر یا ایسے امر پر کرتا ہے جو اس کے (انسان کے) اختیار میں نہیں ہوتی ہے بلکہ قدرتی و تخلیقی ہوتی ہے مثلا شکل کی خوبصورتی وغیرہ۔

سوال: حمد، مدح اور شکر میں کیا فرق ہے؟

جواب: ان کے درمیان مشہور فرق ہم بیان کیے دیتے ہیں یاد رہے کہ بعض لوگ ان میں کوئی فرق نہ ہونے کو بیان کرتے ہیں ہم ان تینوں کی الگ الگ تعریف و تشریح کیے دیتے ہیں

حمد: (هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيْلِ الْاِخْتِيَارِىْ نِعْمَةً كَانَ اَوْ غَيْرَهَا) یعنی تعریف کرنا اختیاری خوبی پر نعمت کے مقابلہ میں یا غیر نعمت کے مقابلے میں یعنی حامد پر محمود نے احسان و انعام کیا اس لیے حامد محمود کی تعریف کر رہا ہے یا محمود نے حامد پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ حامد محمود کے کسی ذاتی وصف یا ذاتی کمال پر تعریف کر رہا ہے جیسے خوبصورت ہونا محمود کا ذاتی کمال ہے۔

اور یہ حمد مورد کے اعتبار سے خاص ہے یعنی تعریف صرف زبان سے ہی ہوسکتی ہے کسی اور چیز کے ساتھ نہیں ہوسکتی جبکہ متعلق کے اعتبار سے عام ہے یعنی حمد کا تعلق احسان اور غیر احسان دونوں کے ساتھ ہے (نعمة کا ن او غیرھا) سے تعمیم کی گئی ہے۔

شکر: تعریف کرنا زبان سے یا دل اور جوارح سے نعمت کے مقابلے میں اختیاری خوبی پر یعنی محمود نے حامد پر احسان وانعام کیا اس لیے محمود کی حامد زبان سے دل سے یا جوارح (اعضاء) سے (یعنی کھڑے ہو کر یا اسی طرح کسی اور طریقے سے) تعریف کر رہا ہے لیکن احسان کا ہونا ضروری ہے یعنی شکر مورد کے لحاظ سے عام ہے جبکہ متعلق کے اعتبار سے خاص ہے گویا حمد اور شکر کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔

مدح: تعریف کرنا کسی کے افعال حسنہ پر زبان کے ساتھ ہے اختیاری خوبی پر یا غیر اختیاری خوبی پر حمد میں جمیل کے بعد الاختیاری کی قید ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس اچھے کام کی بناء پر تعریف کرنا مقصود ہو تو وہ اچھا کام محمود کے اختیار میں ہو اگر اس کے اختیار میں نہیں تو وہ مدح ہوگی جیسے کسی کپڑے کو دیکھ کر کہا جائے کہ کتنا اچھا کپڑا ہے کپڑے کی یہ خوبی غیر اختیاری ہے اور اسی طرح ہم مَدَحْتُ زَيْدًا عَلٰی حُسْنِہٖ کہہ سکتے ہیں لیکن حَمِدْتُ زَيْدًا عَلٰی حُسْنِہٖ نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ حمد کا تعلق اختیاری خوبی پر ہوتا ہے تو گویا حمد اور مدح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ مدح عام اور حمد خاص ہے جس میں فعل اختیاری کی قید ہے جبکہ مدح میں یہ تخصیص نہیں ہے فافہم۔

ترکیب: اَلْحَمْدُ مبتدا، لِ حرف جارہ، لفظ اللّٰہِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مختص اسم فاعل یا اسم مفعول کے یا (ثَابِتٌ اسم فاعل کے) مختص اسم مفعول اپنے نائب فاعل (جو اس کے اندر ھُوَ ضمیر ہے) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق: یاد رہے کہ الف لام دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱): جو اسم پر داخل ہو اسکو اسمی کہتے ہیں اسم سے مراد اسم فاعل و اسم مفعول ہے جیسے الضَّارِبُ اور المَضْرُوبُ یہ الف لام اَلَّذِیْ اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے۔ (۲): وہ الف جو اسم فاعل و اسم

مفعول پر داخل نہ ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں۔

(۱): زائدہ (۲): غیر زائدہ۔

غیر زائدہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) استغراقی: وہ الف لام جس کے مدخول سے اسکے تمام افراد مراد ہوں جیسے ﴿ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴾ میں الانسان پر الف لام استغراقی ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ لفظ کُل لگانا صحیح ہوتا ہے۔

(۲) جنسی: وہ الف لام جس کے مدخول سے ماہیت مراد ہو (افراد مراد نہ ہوں) جیسے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْءَةِ یعنی جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے۔ ویسے تو بعض عورتیں بھی مردوں سے بہتر ہوا کرتی ہیں لیکن جنس کے اعتبار سے مرد عورت سے بہتر ہے۔

(۳) عہد خارجی: جس کے مدخول کے افرد خارج میں متعین ہوں جیسے ﴿ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ ﴾ (مزمل ۱۶) اس مثال میں الرَّسُوْلَ پر الف لام عہد خارجی ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ اسکے مدخول کا تذکرہ ماقبل نکرہ ہونے کی صورت میں ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ اس الرَّسُوْلَ کا ماقبل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۴) عہد ذہنی: اسے کہتے ہیں جس کے افراد ذھن میں ہوں خارج میں متعین نہ ہوں۔ جیسے ﴿ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ﴾ اس مثال میں اَلذِّئْبُ پر الف لام عہد ذہنی ہے اس میں بعض افراد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

سوال: اَلْحَمْدُ پر کونسا الف لام ہے؟

جواب: الحمد پر الف لام ذہنی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ مقام حمد کے خلاف ہے چنانچہ مقام حمد یہ ہے کہ جمیع محامد ذات باری تعالی کے لیے ثابت کئے جائیں جبکہ عہد ذھنی کی صورت میں بعض افراد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ البتہ الف لام استغراقی، جنسی اور عہد خارجی تینوں بن سکتے ہیں۔

حَمْدٌ: مصدر بروزن فَعْلٌ باب حَمِدَ يَحْمَدُ حَمْدًا (تعریف کرنا، بدلہ دینا، تعریف والا ہونا، اللہ کی تعریف کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ

اقسام سے اسم ہے۔

لام: حرف جارہ ہے

قولہ :(نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ) .

ترجمہ: ہم حمد بیان کرتے ہیں اسکی اور ہم مدد طلب کرتے ہیں اس سے اور ہم مغفرت طلب کرتے ہیں اس سے۔

تشریح: جملہ اسمیہ مستانفہ کی شکل میں ذکر فرمایا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جملہ اسمیہ میں دوام اور استمرار پایا جاتا ہے جبکہ فعل میں حدوث وتجدد ہوا کرتا ہے اور جملہ اسمیہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ حمد کے لائق و مستحق ہے نہ کہ خاص وقت وحالت پر لیکن چونکہ اللہ تعالی کے احسانات وانعامات میں تجدد ہوتا ہے تو اسطرح مخلوق کی طرف سے حمد میں بھی تجدد ہوتا ہے اس لیے جملہ اسمیہ کے بعد فعلیہ بھی لایا گیا۔ مصنف رحمہ اللہ تعالی نے جمع متکلم کا صیغہ لایا جس سے اس طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی کی حمد کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اللہ تعالی کی خاص مدد واعانت کے بغیر کوئی امر بھی مکمل نہیں ہوسکتا اس لیے مصنف نے اللہ تعالی سے استعانت کی اے اللہ ہم حمد بیان کرنے میں بھی تیرے رحم واعانت کے طلب گار ہیں پھر مصنف رحمہ اللہ نے نستعینہ سے اس عقیدے کی طرف اشارہ فرمایا کہ اے اللہ ہم نافرنیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور جو کوتاہیاں غلطیاں ہم سے تیری مقدس حمد بیان کرنے میں ہوئی ہیں ہم ان کی تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں معاف فرمادے (امین)

ترکیب: نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ فعل مضارع اسمیں نحن ضمیر مستتر اسکا فاعل، ہ ضمیر منصوب متصل بفعل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ وَ عاطفہ، نَسْتَعِينُ فعل مضارع اسمیں نَحْنُ ضمیر مستتر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر منصوب متصل بفعل اسکا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول، وَ عاطفہ، نَسْتَغْفِرُ فعل مضارع اسمیں نَحْنُ ضمیر مستتر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر منصوب متصل بالفعل اسکا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے

دونوں معطوفوں سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

تحقیق: نَحْمَدُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معلوم، باب حَمِدَ یَحْمَدُ حَمْدًا اوَ مَحْمِدًا (تعریف کرنا، بدلہ لینا، تعریف والا ہونا)، از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

ہ: ضمیر منصوب متصل بالفعل برائے واحد مذکر غائب.

واؤ: حرف عاطفہ ہے یہ کل دس ہیں واؤ، فا، ثم، حتی، اما، او، ام، لا، بل، لکن۔ یہ وہ حروف ہیں جو دو فعلوں یا دو اسموں کو آپس میں حکم کے اندر جوڑتے ہیں یا دو جملوں کو جوڑتے ہیں چونکہ عطف کا معنی (مائل کرنا) ہوتا ہے اس لیے یہ حرف معطوف کو معطوف علیہ کی طرف جوڑتے ہیں۔ نحویوں کا قانون ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

نَسْتَعِیْنُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم باب اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ اِسْتِعَانَۃً (مدد مانگنا) از باب استفعال ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: نَسْتَعِیْنُ اصل میں نَسْتَعْوِنُ تھا پھر واؤ کی حرکت ماقبل عین کو دے کر کسرہ کی مناسبت سے یاء سے بدل دیا نستعین ہو گیا۔

قاعدہ: ہر واؤ یا یاء کہ اس کے ماقبل حرف ساکن ہو اور یہ واؤ یا یاء متحرک ہوں تو اس کی حرکت ماقبل کو دے دیں گے اگر واؤ اور یا متحرک مفتوح ہے تو ماقبل کو حرکت دینے کے بعد الف سے بدل دیں گے اور مضموم و مکسور ہونے کی صورت میں حرف ماقبل حرکت دیں گے الف سے نہیں بدلیں گے۔

نَسْتَغْفِرُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معلوم باب اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا (گناہ کی بخشش مانگنا) از باب استفعال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

قولہ: (وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا).

ترجمہ۔ اور ہم پناہ چاہتے ہیں اللہ کی اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے

تشریح: مصنف رحمہ اللہ تعالی پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے تیری عریف کی ادائیگی میں جو غلطی اور کوتاہی سرزد ہونے کے ساتھ اس میں دکھلاوے، شہرت، تصنع اور نیت کی خرابی سے پناہ طلب کرتے ہیں اور تمام اعمال پر جو خواہ ظاہر ہوں پوشیدہ ہوں ہم ان کے مرتکب ہونے اور حرام کام کرنے اور تیری اطاعت سے سرگردانی کرنے سے پناہ طلب کرتے ہیں اور تیری مغفرت کے طلب گار ہیں ہمیں بخشش سے نواز (آمین)۔

ترکیب: وَ عاطفہ، نَعُوْذُ فعل مضارع اسمیں نحن ضمیر مستتر اسکا فاعل، ب حرف جر، لفظ اللہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل نَعُوْذُ کے، مِنْ حرف جارہ، شُرُوْرِ مضاف، اَنْفُسِ مضاف الیہ مضاف، نَا ضمیر مضاف الیہ، اَنْفُسِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر شُرُوْرِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مِنْ حرف جار کا مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، وَ حرف عطف، مِنْ حرف جارہ، سَیِّئَاتِ مضاف، اَعْمَالِ مضاف الیہ مضاف، نَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر سَیِّئَاتِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مِنْ حرف جار کا مجرور جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر نَعُوْذُ فعل کے متعلق ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نَعُوْذُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معلوم باب عَاذَ یَعُوْذُ عَوْذًا اَوْ مَعَاذًا (پناہ چاہنا، لازم ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: نَعُوْذُ اصل میں نَعْوُذُ تھا پھر واؤ کی حرکت ماقبل عین کو دے دی تو نَعُوْذُ ہو گیا۔

مِنْ: حرف جارہ،

شُرُوْرِ: شَرٌّ کی جمع ہے فُعُوْلٌ کے وزن پر باب شَرَّ یَشُرُّ شَرًّا وَ شَرَارَةً (شری ہونا، شرانگیز ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَنْفُسٌ: اَفْعُلٌ کے وزن پر نَفْسٌ کی جمع قلت ہے لیکن یہاں قلت مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے۔

نا: ضمیر مجرور بالاضافۃ

سَيِّئَاتٌ :سَيِّئَةٌ کی جمع سالم ہے باب سَاءَ يَسُوْءُ سُوْءً ا (بدگمانی کرنا، غمگین کرنا، بے جا سلوک کرنا) ازباب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی ومہموز اللام، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے سَيِّئَةٌ اسم مصدر ہے۔

اوراسکا معنی بدی و بدکاری ہے۔

تعلیل: سَيِّئَاتٌ اصل میں سَيْوِئَاتٌ تھا۔ پھر واو کو بھی یاء سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں مدغم کردیا توسَيِّئَاتٌ ہوگیا۔

قاعدہ: ہر جگہ جہاں واو اور یاء اکٹھے ہوں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو اور ان میں سے کوئی بھی کسی سے بدلا ہوا نہ ہو تو واو کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کردیں گے۔ جیسے سَيِّدٌ جو اصل میں سَيْوِدٌ تھا۔

اَعْمَالٌ :اَفْعَالٌ کے وزن پر عمل کی جمع قلت ہے باب عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا (کام کرنا، محنت کرنا، عامل بننا، حاکم بننا، صدقہ جمع کرنے کی کوشش کرنا) ازباب فَعِلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قولہ: (مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ).

ترجمہ: ''جس شخص کو اللہ ھدایت دے تو نہیں کوئی اس کو گمراہ کرنے والا اور جس شخص کو گمراہ کر دے وہ (اللہ) تو نہیں کوئی ھدایت دینے والا اس کو''

تشریح: اس سے قبل جملے میں غلطیوں کوتاہیوں اور شرور اور سیئات کی نسبت کسب وفعل کے لحاظ سے اپنی ذات ونفس کیطرف کی ہے لیکن ان تمام شرور وسیئات کا حقیقی خالق تو صرف رب العزت کی ذات باری تعالی ہے اس لیے اب مصنف رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان گناہ گار ضرور ہے اگرچہ وہ شرور اور سیئات کرنے والا ہے لیکن پھر بھی شرور اور سیئات کا خالق تو نہیں ہے خالق تو اللہ تعالی ہی ہے۔ جس شخص کو وہ ھدایت سے نوازنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس شخص کو گمراہ نہیں کرسکتی اور جس شخص کو وہ گمراہ کردے تو پھر دنیا کی کوئی قوت اس کو ھدایت نہیں دے سکتی۔

ترکیب: مَن شرطیہ [illegible]

مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فَ جزائیہ، لا نفی جنس، مُضِلّ اس کا اسم، لِ جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ثَابِتٌ کے ہو کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط کی جزاء، شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، مَنْ شرطیہ، یُضْلِلْ فعل، ھُوَ ضمیر اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فَ جزائیہ، لَا لائے نفی جنس، ھَادِیَ اس کا اسم، لَ جارہ، ہٗ مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ثابت ہو کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ۔

نوٹ: یاد رکھیئے کہ مَنْ یہاں پر بعض کے نزدیک موصولہ ہے جو شرط کے معنی کو متضمن ہے اس صورت میں من موصولہ مبتدا ہوگا اور مابعد اس کی خبر۔

نوٹ: مَنْ شرطیہ کو مبتدا بنا کر مابعد کو اس کی خبر بنا سکتے ہیں۔

تحقیق: مَنْ: شرطیہ۔

یَھْدِ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب ھَدَی یَھْدِیْ ھَدْیًا وَ ھِدَایَۃً (رہنمائی کرنا، راہ بتانا، پہنچانا، راہ سے آگاہ کرنا، آدمی کا ھدایت پانا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

فا: جزائیہ ہے۔

لا: لائے نفی جنس ہے

مُضِلَّ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب اَضَلَّ یُضِلُّ اِضْلَالًا (گمراہ کرنا، ضائع کرنا، تباہ کرنا، دفن کرنا، غائب کرنا) از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں مُضْلِلٌ تھا۔ پھر پہلے لام کی حرکت ماقبل ض کو دے کر دوسرے لام میں مدغم کر دیا تو مُضِلٌّ ہو گیا۔ پھر لائے نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہو گیا۔

قاعدہ : اگرکسی کلمے میں دوحرف ایک جنس کے اکھٹے ہوجائیں اور دونوں متحرک ہوں اوران دونوں کا ماقبل حرف ساکن ہوتو دونوں حرفوں میں سے پہلے حرف کی حرکت ماقبل کودے کرادغام کردیاجاتا ہے۔

يُضْلِلُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم مثبت، باب اَضَلَّ يُضِلُّ اِضْلَالًا (گمراہ کرنا،ضائع کرنا،تباہ کرنا،دفن کرنا،غائب کرنا) از باب افعال ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ،شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ،سہ اقسام سے فعل ہے۔

هَادِیَ:صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب هَدَى يَهْدِيْ هَدْيًا وَهِدَايَةً (رہنمائی کرنا،راہ بتانااور پہنچانا،راہ سے آگاہ کرنا،آدمی کاھدایت پانا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔

قولہ :وَاَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَكُوْنُ لِلنَّجَاةِ وَسِيْلَةً وَلِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ كَفِيْلَةً.

ترجمہ:اور میں گواہی دیتاہوں کہ کوئی الہ (معبود برحق) نہیں اللہ کے علاوہ ایسی گواہی جونجات کے لیے وسیلہ ہواور درجات کی بلندی کے لیے ضمانت ہو۔

تشریح: یہاں پر مصنف رحمہ اللہ نے صدق دل سے گواہی کا اظہار فرمایا ہے کہ میں اللہ کی وحدانیت کی گواہی بھی دیتاہوں اور مصنف رحمہ اللہ نے یہاں پر صیغہ واحد کالایا،اس لیے کہ ایک تو شہادت ایک باطنی عمل ہے جس کا تعلق دل سے ہے اور چونکہ انسان صرف اپنے دل کے حال سے ہی واقف ہوسکتا ہے کسی دوسرے کے دل کی بات کاعلم نہیں ہوسکتا اس لیے صرف اپنی ہی گواہی دی جبکہ اس سے قبل حمدواستعانت واستغفار میں جوکہ ظاہری افعال سے تعلق رکھتے ہیں ان میں جمع کا صیغہ لائے تھے پھر یہ بھی کہ مصنف رحمہ اللہ نے چاہاہو کہ شہادت کا یہ لفظ احادیث کے موافق ہوجائے پھر شہادت کی صفت بیان فرمارہے ہیں کہ شہادت میں ایسی تاثیروتکرار ہو کہ میری نجات کے لیے کافی ہوجائے اور میرے درجات کی بلندی کے لیے ضامن بن جائے۔

ترکیب : وحرف عطف،اَشْهَدُ فعل مضارع،اَنَا ضمیر مستتر مرفوع متصل اسکا فاعل اَنْ مصدریہ،لَا

ئے نفی جنس، الٰــہ موصوف اِلَّا بمعنی غَیْر مضاف لفظ الـلّٰـہِ مضاف الیہ لفظاً مرفوع تقدیراً مجرور، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف کی صفت، موصوف صفت ملکر لائے نفی جنس کا اسم خبر مَـوْجُـوْدٌ محذوف، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اَنْ کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہوکر اَشْـهَـدُ فعل کا مفعول بہ شَهَا دَةً موصوف تَـكُـوْ نُ فعل ناقص اس میں هِيَ ضمیر اسکا اسم جو شَهَا دَةً کی طرف راجع ہے، لِ حرف جارہ، النَّجَا ةِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا وَ سِيْلَةً کے وَ سِيْلَةً مصدر اپنے فاعل جو اسمیں ضمیر ہے اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، لِ حرف جار، رَفْـعِ مصدر مضاف، الـدَّ رَجَـا تِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق مقدم كَـفِـيْـلَةً کے، كَـفِـيْـلَةً صیغہ صفت مشبہ کا اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اور معطوف ملکر تَـكُـوْ نُ فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ فعلیہ ہوکر موصوف کی صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر اَشْهَدُ فعل کا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَشْهَدُ : صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معلوم باب شَهِدَ يَشْهَدُ شَهَا دَةً (گواہی دینا) از باب فَعِلَ يَفْعَلُ ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَنْ : مصدریہ ہے اور اپنے مدخول کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

الا : حرف استثناء ہے۔

شَهَـا دَةً : فَعَا لَةٌ کے وزن پر مصدر ہے باب شَـهِـدَ يَشْـهَـدُ شَهَا دَةً (گواہی دینا) از باب فَعِلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تَكُوْنُ : فعل ناقص ہے یاد رہے کہ فعل معنی کے لحاظ سے دو قسموں میں تقسیم ہے۔

(۱) فعل تام: وہ فعل جو اپنے فاعل کے لیے اپنے مصادر کی صفت کو ثابت کرتا ہے جیسے ضـــرب زید اس مثال میں ضرب فعل تام ہے جس نے اپنے مصدر کے اندر پائے جانے والی صفت ضرب کو اپنے فاعل زید کے لیے ثابت کیا ہے۔

(۲) فعل ناقص: فعل ناقص وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کے لیے اپنے مصدر کی صفت کو ثابت نہیں

کرتا بلکہ کسی دوسری صفت کوثابت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا میں کَانَ فعل ناقص ہے اور اپنے فاعل (اسم) زید کے لیے اپنے مصدری معنی کو ن کوثابت نہیں کرتا بلکہ اسکی خبر سے جوصفت (قیام) ہے اسکوثابت کرتا ہے۔

تعداد افعال ناقصہ: مشہور قول افعال ناقصہ کے تیرہ ہونے کا ہے جو یہ ہیں

كان ۔ صار ۔ظل۔ بات۔ اصبح ۔ اضحی۔امسی ۔ ما زال ۔ ما انفك ۔ ما برح ۔ ما فتئي ۔ ما دام۔ ليس ۔

(۲): بعض کے نزدیک صرف چار ہیں جو یہ ہیں۔

راح۔ عاد ۔ آض ۔ غدا ۔

(۳): بعض کہتے ہیں کہ افعال ناقصہ صرف چار ہیں۔

كان ۔صار ۔ ليس۔ مادام اور باقی ان کے متعلقات ہیں۔

النَّجَاةِ :مصدر بروزن فَعَاةٌ باب نَجَا يَنْجُوْ نَجَاةً وَنَجَاءً (خلاصی پانا،نجات پانا) ازباب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے ناقص واوی،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں نَجْوَةٌ بروزن فَعْلَةٌ تھا پھر قاعدے کے تحت واؤ کوالف سے بدل دیا نجاة ہوگیا اسی لیے بروزن فَعَاةٌ کہا گیا ہے۔

قاعدہ :ہر واؤ یا یاء کہ متحرک ہوں اوران کا ماقبل مفتوح ہوتوان کوالف سے بدل دیتے ہیں۔

وَسِيْلَةٌ : فَعِيْلَةٌ کے وزن پر مصدر ہے باب وَسَلَ يَسِلُ وَسِيْلَةً (اللہ تک تقرب حاصل کرنا) ازباب فَعَلَ يَفْعِلُ ، ہفت اقسام سے مثال واوی،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔وسیلة: (ذریعہ تقرب،درجہ،مرتبہ)

رَفْعِ :مصدر بروزن فَعْلُ باب رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا (اٹھانا،کسی کومجلس میں آگے بڑھانا،کلمے پر رفع کی علامت لگانا،لینا،چھپانا) ازباب فَعَلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔

الدَّرَجاتِ جۃ کی جمع مونث سالم ہے باب دَرَجَ یَدْرُجُ دُرُوجًا وَ دُرَجانًا (سیڑھیاں چڑھنا، بوڑھے کا چلنا، ختم ہونا، مرجانا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے یہ باب ض سے بھی آتا ہے درجۃ کا معنی (سیڑھی، رتبہ، مرتبہ) ہے۔

کَفِیْلَۃٌ: فَعِیْلَۃٌ کے وزن پر کَفِیْلٌ کا مونث، صیغہ صفت مشبہ، باب کَفَلَ یَکْفُلُ کَفْلاً وَ کَفَالَۃً (کسی کے نان و نفقہ اور خبر گیری کا ذمہ دار ہونا، لگا تار روزے رکھنا، کسی چیز کو اپنی طرف ملانا، کسی آدمی کا کسی حال کا ضامن ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

کفیل :ذمہ دار، مماثل، ہم پلہ، ضامن کو کہا جاتا ہے

قولہ :(وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ بَعَثَهٗ وَ طُرُقُ الْاِیْمَانِ قَدْ عَفَتْ اٰثَارُهَا وَ خَبَتْ اَنْوَارُهَا وَ وَهَنَتْ اَرْكَانُهَا وَجُهِلَ مَكَانُهَا).

ترجمہ:''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس (اللہ) کے بندے اور اس کے رسول ہیں کہ (اللہ تعالی نے) بھیجا آپ ﷺ کو اس حال میں کہ ایمان کے راستے تحقیق مٹ چکے تھے ان کے نشانات اور مدھم پڑ گئی تھی ان کی روشنی اور کمزور پڑ گئے تھے ان کے ستون اور نامعلوم ہو چکی تھی ان کے (ابھرنے کی جگہ''.

تشریح: مصنف اللہ تعالی کی وحدانیت والوہیت کی گواہی دینے کے بعد اب نبی محترم رسول اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عبودیت و رسالت کی گواہی دے رہے ہیں۔ لفظ محمد نبی اکرم ﷺ کے تمام مقدس اسماء میں سے مشہور ترین نام ہے۔ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے بھی مقدس اسماء گرامی ہیں وہ تمام محض علم نہیں جو صرف تعریف و تعیین مسمی پر دلالت کریں بلکہ وہ صفات سے مشتق اسماء ہیں جو بھی صفات آپ ﷺ کے ساتھ قائم ہیں ان پر دلالت کرتے ہیں اس لیے لفظ محمد دراصل اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ لیکن وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کیا گیا ہے اور اس میں صفتی معنی موجود ہیں یعنی صَاحِبُ الْخِصَالِ الْحَمِیْدَۃِ.

نکتہ: اگرچہ "محمود" اور "محمد" کا ماخذ و مادہ حمد ہی ہے لیکن چونکہ لفظ محمود ثلاثی مجرد سے ہے اور محمد ثلاثی مزید فیہ سے، اس لیے حروف کی زیادتی کی بناء پر محمد محمود سے ابلغ ہے" پھر نبی محترم محمد کریم ﷺ کی عبدیت و رسالت کی گواہی دے رہے ہیں۔

سوال: نبی اور رسول میں فرق کیا ہے؟

جواب: بعض لوگ ان میں فرق نہیں کرتے ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

﴿اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾.

کہ اس آیت کے پڑھنے والے کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے انبیاء پر ایمان نہ لایا بلکہ نبی و رسول تمام پر ایمان لانے والا سمجھا جائے گا۔ اور جو لوگ ان میں فرق کرتے ہیں ان کی دلیل بھی قرآن مقدس کی ایک آیت ہے۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ﴾. اس آیت میں نبی کا عطف رسول پر پڑ رہا ہے اور عطف تقاضائے غیریت کرتا ہے۔ اس لیے نبی اور رسول غیر غیر ہیں یعنی ان میں فرق ہے پھر رسول اور نبی کی تعریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کچھ کہتے ہیں کہ رسول صاحب شریعت ہوتا ہے جبکہ نبی اسکا مبلغ ہوتا ہے لیکن وحی دونوں پر آتی ہے بعض کہتے ہیں کہ رسول صاحب کتاب ہوتا ہے جب کہ نبی بغیر کتاب کے اللہ تعالی کے احکام بتلاتے ہیں ہم حافظ ابن تیمیہ کا اس بارے میں ایک قول نقل کئے دیتے ہیں ان کے نزدیک عموم و خصوص (مطلق) کا فرق ہے نبی عام اور رسول خاص ہے اور وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالی کسی کو غیب کی خبریں دے کر نبی بنا دے تو وہ اس وقت نبی اللہ رہتا ہے جب تک اس کو کسی کافر قوم تک خدائی احکام پہنچانے کا حکم نہ ملا ہو۔

البتہ جب وہ کسی کافر قوم تک الہی احکام پہنچانے پر مامور ہو جائے تو نبی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ بھی بن جاتا ہے چنانچہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما الصلاۃ والسلام کے درمیان جو برگزیدہ بندے گزرے ہیں وہ سب انبیاء تھے رسول ان میں سے کوئی نہ تھا وہ صرف اس پر مامور تھے کہ شریعت پر خود بھی عمل کریں اور مومنوں کی جو جماعتیں ان کے سامنے تھیں ان کو بھی عمل کرنے کی تلقین کریں جب حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا دور آیا اور کفر ظاہر ہوا تو اب

ان کی ٰ فلاح کے لئے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے اور وہ رسول اللہ کہلائے اسی لیے ان کو حدیث میں ((اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰه)) فرمایا گیا ہے (ترجمان السنہ، ۴۴۳/۳)۔

وَطُرُقُ الْاِيْمَانِ میں واؤ حالیہ ہے اور بیان فرمار ہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں کائنات کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا گیا کہ ایمان کے تمام راستوں اور تمام ذریعوں کے نشان تک مٹ چلے تھے جہالت و بربریت کی انتہاء ہو چکی تھی نہ کوئی نبی نہ کوئی کتاب موجود تھی صحیح حالت میں اور علم کا اقتباس ممکن نہ تھا اسلام کے تمام ارکان کمزور ہو چکے تھے۔ یعنی توحید اور رسالت، قیامت، قبر کا عذاب، موت اور موت کے بعد اٹھنا، کسی شخص کو بھی یاد نہ تھا، نہ اسلام کا نام ہی کوئی جانتا تھا ظلم و جہالت و بربریت کا اندھیرا تھا جس کی وجہ سے اسلام و ایمان کی راہوں کے نشانات تک آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے ظلم کا دور دورہ تھا انسانیت جہنم کے گڑھے کے کنارے کھڑی تھی اور کوئی اس کو بچانے والا نہ تھا یعنی اسلام کی طرف بلانے والا نہ تھا۔

ترکیب: وَ حرف عطف، اَشْهَدُ فعل مضارع اسمیں اَنَا ضمیر (مرفوع متصل مستتر) فاعل اَنَّ حرف مشبہ بالفعل، مُحَمَّدًا اسکا اسم عَبْدُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر، معطوف علیہ، وَ عاطفہ، رَسُوْلُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر موصوف، الذی اسم موصول بَعَثَ فعل ماضی اسمیں ھو ضمیر مستتر مرفوع متصل اسکا فاعل (جو رَاجِعٌ اِلَى اللّٰهِ ہے) ہٗ ضمیر منصوب متصل ذوالحال، وَ حالیہ، طُرُقُ مضاف، الْاِيْمَان مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، قد حرف تحقیق، عَفَتْ فعل ماضی اٰثَارُ مضاف ھَا ضمیر اسکا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، خَبَتْ فعل ماضی، اَنْوَارُ مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف اول، و حرف عاطفہ، وَھَنَتْ فعل ماضی، اَرْکَانُ مضاف، ھَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر، جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی، وَ عاطفہ، جُهِلَ فعل ماضی مجہول، مَكَانُ مضاف، ھَا ضمیر مضاف الیہ،

مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ضمیر سے حال ذوالحال حال ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت موصوف صفت ملکر اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اَشْهَدُ فعل کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نوٹ: اَلَّذِیْ اسم موصول، صرف لفظ ''رَسُوْلُ'' سے بھی صفت بن سکتی ہے پھر موصوف صفت ملکر معطوف ہونگے۔ لفظ ''رَسُوْلُ'' کے بعد مضاف الیہ بننے والی ضمیر سے بھی الذی صفت بنا سکتے ہیں۔

اَنَّ: حرف مشبہ بالفعل: یہ چھے حروف ہیں۔ اِنَّ ۔ أَنَّ ۔ كَاَنَّ ۔ لٰكِنَّ ۔ لَعَلَّ ۔ لَيْتَ کا عمل یہ حرف مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں اور اپنے اسم (مبتدا) کو نصب اور خبر (خبر) کو رافع دیتے ہیں۔

سوال: ان کو حروف مشبہ بالفعل کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ حروف فعل سے پانچ طرح سے مشابہت رکھتے ہیں وہ یہ ہیں

(۱) معنوی مشابہت: کہ جس طرح اِنَّ، اَنَّ کے اندر تحقیق کا معنی ہے اسی طرح (حَقَّقَ) کے اندر بھی تحقیق کا معنی پایا جاتا ہے اسی طرح (لیت) کے اندر (تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی) اور (لعل) کے اندر (تَرَجّٰی یَتَرَجّٰی) اور لکن میں (اِسْتَدْرَكَ يَسْتَدْرِكُ) اور كَاَنَّ کے اندر (شبه يشبه تشبيها) کے معنی پائے جاتے ہیں۔

(۲) لفظی یا صوری مشابہت: وزن میں بھی یہ حروف فعل کے مشابہ ہیں جیسے اِنَّ بروزن فِرَّ۔ اَنَّ بروزن مَدَّ۔ كَاَنَّ بروزن لَعَنَّ۔ لٰكِنَّ بروزن ضَارِبْنَ۔ لَيْتَ بروزن لَيْسَ۔ لَعَلَّ بروزن لَعَنَّ ہے۔

(۳) مبنی برفتحہ ہونے کے لحاظ سے بھی فعل ماضی کے مشابہ ہیں۔

(۴) تعداد حروف کے اعتبار سے جتنے حروف فِرَّ میں ہیں اتنے ہی اِنَّ میں بھی ہیں وکذا البواقی۔

عمل کرنے میں جس طرح سے فعل اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ بھی اپنے ایک معمول کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں۔

سوال:۔ اِنَّ کب پڑھتے ہیں اور اَنَّ کب پڑھتے ہیں؟

جواب: ہم ایک مختصر قاعدہ ذکر کرتے ہیں جس سے وضاحت ہو جائے گی مقامات کا ذکر اختصار کی وجہ سے نہیں کر رہے۔ جب یہ کسی کا معمول بن رہا ہو تو اَنَّ پڑھیں گے اور جب معمول نہ بن رہا ہو تو اس وقت اِنَّ پڑھیں گے۔ مثال سے وضاحت ہو جائے گی کہ (اَشْهَدُ اَنَّ) میں اَنَّ مفعول بہ بن رہا ہے یعنی معمول بن رہا ہے تو اس لیے اس کو اَنَّ پڑھا ہے جبکہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَـدِيـرٌ﴾ میں اِنَّ کسی کا معمول نہیں بن رہا تو اس کو اِنَّ پڑھا ہے۔ فافہم۔

یاد رہے کہ جب ان پر مَا کَافَّة داخل ہو تو اس وقت یہ عمل نہیں کرتے جیسے ﴿ اِنَّـمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ لیکن لیت کبھی عمل کرتا ہے کبھی نہیں کرتا۔

مُحَمَّدًا: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول باب حَمَّدَ يُحَمِّدُ تَحْمِيدًا (اللہ تعالیٰ کی بار بار تعریف کرنا) از باب تـفـعـيـل ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے محمد: بہت عمدہ خصلتوں والا.

عَبْدُ: فَعْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ باب عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً وعُبُوْدَةً (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا، عبادت کرنا، خدمت کرنا، ذلیل ہونا، خشوع وخضوع اختیار کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

رَسُوْلُ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مصدر بمعنی اسم مفعول (مُرْسَلٌ) باب اَرْسَلَ يُرْسِلُ اِرْسَالًا (بھیجنا، چھوڑنا، بلا قید بولنا)، از باب افـعـال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی سے مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلَّذِیْ: اسم موصولہ برائے واحد مذکر۔

اسمائے موصولہ کی اقسام: اسمائے موصول کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **مخصوص:** اَلَّذِی ۔ اَللَّذَان ۔ اَللذَیْن ۔ اَلَّذِیْنَ ۔ اَلَّتِیْ ۔ اَللَّتَان ۔ اَللَّتَیْنِ ۔ اَلَّاتِیْ ۔ اَللَّوَاتِیْ۔

(۲) غیر مخصوص: مَا ۔ مَنْ ۔ اَیٌّ ۔ اَیَّۃٌ ۔ مَاذَا ۔ الف لام ۔ ذُوطائیہ ۔

تعریف: هُوَ مَا دَلَّ عَلٰی مَعْنَاهُ بِوَاسِطَةِ الصِّلَةِ ۔ (یعنی جو اسم اپنے معنی پر صلہ کے واسطے سے دلالت کرے) اردو میں یوں تعریف کی جاتی ہے کہ وہ اسم جو جملے کا جزو تام نہ بن سکے مگر صلہ سے ملکر جملہ کا جزو تام بنتا ہے حروف سے مشابہت کی بناء پر مبنی ہوتے ہیں

سوال: اسم موصول حقیقی اور اسم موصول مشبہ کی تعریفیں کریں؟

جواب: اسم موصول حقیقی: وہ اسم موصول جو جملہ خبریہ پر داخل ہوتے ہیں۔ مثلا الذی وغیرہ۔
اسم موصول مشبہ: جو جملہ شبہ پر داخل ہو اور جملہ خبریہ پر داخل نہ ہو۔ مثلا (الف لام اسمی) جیسے الضَّارِبُ بمعنی الذی ضَرَبَ اس اسم موصول مشبہ کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول بنتے ہیں یاد رہے کہ صلہ جملہ خبریہ ہوا کرتا ہے اور اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹا کرتی ہے گر اسم فاعل و مفعول صلہ بن رہے ہوں تو جملہ شبہ ہو کر بنتے ہیں جملہ خبریہ نہیں اس لیے نہیں بنتے کہ یہ صیغہ صفت ہے اور صیغہ صفت جملہ نہیں بنتا اس لیے مشبہ موصول کے لیے ایسی چیز کا انتخاب کیا گیا ہے کہ جو لفظا مفرد لیکن معنا جملہ ہوتی ہے۔

بَعَثَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم باب بَعَثَ يَبْعَثُ بَعْثًا و تَبْعَثًا (تنہا بھیجنا، دوسرے کے ساتھ بھیجنا، ابھارنا، برانگیختہ کرنا، نیند سے جگانا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

طُرُقٌ: فُعُلٌ کے وزن پر طَرِيْقٌ کی جمع ہے باب طَرَقَ يَطْرُقُ طَرْقًا (رات کو آنا، ہتھوڑا مارنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے. طریق راستے کو کہتے ہیں اور مذکر و مونث دونوں کے لیے مستعمل ہے۔

اَلْاِيْمَانِ: مصدر بروزن اِفْعَالٌ باب اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا (امن دینا، یقین کرنا، تصدیق کرنا، تابعدار اور مطیع ہونا) از باب افعال ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اِیمانٌ اصل میں اِاْمانٌ تھا پھر دوسرے ہمزہ کو (ی) سے بدل دیا تو ایمان ہو گیا۔

قاعدہ: اگر کسی کلمے میں ایک ہمزہ ساکن ہو اور اس سے ماقبل ایک اور ہمزہ متحرک ہو تو ساکن ہمزہ کو ماقبل متحرک ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسے امَنَ.

قَدْ: یہ حرف حروف غیر عاملہ میں سے ہے اور اس کو حرف توقع کہتے ہیں جب یہ کلمہ ماضی پر داخل ہوتا ہے تو دو معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(۱): یہ کہ وہ تحقیق کا اور ماضی کو حال سے قریب کرنے کا فائدہ دیتے ہوئے توقع اور امید کا فائدہ دیتا ہے یعنی یہ اس امر کا فائدہ بھی دے کہ مخاطب صدور فعل کے خبر کی توقع اور امید رکھتا ہو جیسے آپ اگر کسی شخص سے کہیں جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہو (قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ۔ تحقیق امیر سوار ہو گیا) یعنی امیر کے سوار ہونے کی جو تم توقع رکھتے تھے وہ پوری ہو گئی اور امیر سوار ہو گیا ہے۔

(۲): یہ کہ وہ تحقیق و تقریب مذکور (یعنی ماضی کو حال کے قریب کرنا) کا فائدہ دیتے ہوئے توقع نہ دے جیسے آپ ایسے شخص کو کہیں جو امیر کے سوار ہونے کی امید نہیں رکھتا کہ (قد رکب الامیر).

اور جب کلمہ قد مضارع پر داخل ہو تو کبھی تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلْجَوَّادُ قَدْ یَبْخَلُ (سخی کبھی بخل کرتا ہے) اور کبھی تحقیق کا بھی فائدہ دیتا ہے جیسے ﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ﴾ (تحقیق اللہ جانتا ہے)

عَفَتْ: صیغہ واحد مونث غائب فعل ماضی مثبت معلوم باب عَفَا یَعْفُوْ عَفْوًا (معاف کرنا، مٹنا، ہلاک ہونا، مرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے

تعلیل: عَفَتْ اصل میں عَفَوَتْ تھا پھر واؤ کو الف سے بدل دیا اور الف اور تائے ساکنہ جمع ہو گئے تو الف کو گرا دیا عَفَتْ ہو گیا۔

قاعدہ: ہر واؤ یا یاء جو متحرک ہو ماقبل اس کے مفتوح ہو تو اس واؤ یا یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں جیسے قَالَ ۔ بَاعَ اس کو قال کے قانون سے پہچانا جاتا ہے۔

اٰثَارُ: اَثَرٌ کی جمع ہے بروزن اَفْعَالٌ باب اَثَرَ یَاْثِرُ اَثْرًا (بیان یا نقل کرنا، کسی کا احترام و اکرام کرنا، کسی کام میں یکسوئی سے لگ جانا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش

اَثَرٌ کا معنی (نشانی، علامت، حدیث، سنت) ہوسکتا ہے اگر اثر تفعیل باب تَاْثِیْرٌ سے مشتق ہو۔
تعلیل: اٰثَارٌ اصل میں آأثَارٌ تھا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا تو اٰثار ہو گیا۔ خَبَتْ: صیغہ واحد مونث غائب فعل ماضی مثبت معلوم، باب خَبَا یَخْبُوْ خَبْوًا (آگ یا حرارت کا ٹھنڈا ہونا، بجھنا، مندی پڑنا، فرو ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔
اَنْوَار: نُوْرٌ کی جمع بروزن اَفْعَالٌ جمع قلت کا وزن ہے نُوْرٌ مصدر بمعنی اسم فاعل مُنَوَّرٌ باب نَارَ یَنُوْرُ نُوْرًا و نِیَارًا (روشن کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔
وَهَنَتْ: صیغہ واحد مونث غائب فعل ماضی مثبت معلوم باب وَهَنَ یَهِنُ وَهْنًا (کمزور کرنا، آدھی رات میں داخل ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔
اَرْکَانُ: اَفْعَالٌ کے وزن پر رُکْنٌ کی جمع قلت و مکسر ہے باب رَکَنَ یَرْکُنُ رُکُوْنًا کسی کی طرف مائل ہونا، جھکنا، آرام لینا، کسی پر بھروسہ کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔
رُکْنٌ: (عزت، قوت، بڑا معاملہ، غلبہ، جس سے قوت حاصل کی جائے) کے معنی میں آتا ہے۔
جُهِلَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت مجہول باب جَهِلَ یَجْهَلُ جَهْلًا و جَهَالَةً (نا جاننا، ان پڑھ ہونا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔
مَکَانُ: اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر ہے باب کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا (واقع ہونا، پایا جانا، ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مکان: (جائے وقوع، مقام، جگہ) کے معانی میں آتا ہے۔

سوال: عَفَتْ، خَبَتْ، وَهَنَتْ فعل ماضی اور واحد مونث کا صیغہ ہے جبکہ ان کے فاعل اثار، انوار، ارکان سب جمع کے صیغے ہیں کیا وجہ ہے؟

جواب: ان کے لیے قاعدہ ہے کہ (کُلُّ جَمعٍ فِیْ حُکْمِ التَّانِیْثِ) ہر جمع تانیث کے حکم میں ہوتی ہے اس بناء پر الفاظ جمع عموماً مونث مستعمل ہوتے ہیں مگر ہر وہ جمع جس کے حروف اس کے واحد کے حروف سے کم ہوں اس کی تذکیر بھی جائز ہے ایسے ہی اسم تفضیل خواہ مذکر ہو یا مونث جب تفضیل من کے ساتھ استعمال ہوگی تو تذکیر و تانیث اس میں برابر ہو جاتی ہے جیسے (الصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ) اس لیے یہاں بھی فعل مونث لائے گئے ہیں

قولہ: (فَشَیَّدَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُهٗ مِنْ مَعَالِمِهَا مَا عَفَا وَشَفٰی مِنَ الْعَلِیْلِ فِیْ تَأْیِیْدِ کَلِمَةِ التَّوْحِیْدِ مَنْ کَانَ عَلٰی شَفَا).

ترجمہ: پس بلند کیا آپ نے (آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو) ان راستوں کی ان علامات کو جو مٹ چکی تھیں اور نجات دی بیمار کو کلمہ توحید کی تایید کرتے ہوئے اس کو جو گھڑے کے کنارے پر تھا (یعنی آگ کے گھڑے کے کنارے پر)۔

تشریح: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلی عبارت میں فرماتے ہیں کہ محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت مبعوث کیا گیا جب اسلام اور اسلام کے ماننے والے ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتے تھے۔ تو اس صورت حال میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا اظہار شروع فرمایا تھا جس کی روشنی اور نورانیت کی وجہ سے ہر طرف امن و سکون کی فضائیں چلنا شروع ہو گئیں اور ان مٹے ہوئے اسلام و ایمان کے نشانات کو پھر سے اجاگر فرمایا پس جس گمراہی اور لادینیت کی وجہ سے لوگ جہنم کی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے بلکہ جہنم کے گھڑے کے کنارے جا پہنچے تھے اس جہنم کے گھڑے کے کنارے سے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچ کر باہر نکالا اور جنت کے باغات کی طرف روانہ کر دیا جو لوگ غیر اسلامی نظام کے بخار اور خوست میں مبتلا تھے ان کو اسلام کی گھٹی دی اور اسلام کی راہ دکھا کر ایک احسان عظیم فرمایا۔

ترکیب: فَ عاطفہ، شَیَّدَ فعل ماضی (ھو) ضمیر اسمیں اسکا فاعل، مِن حرف جار، مَعَالِمِ مضاف، ھَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل شَیَّدَ کے، مَا موصولہ، عَـفَـا فعل، اسمیں ھو ضمیر اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول بہ فعل شَیَّدَ کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، شَفَی فعل ماضی، اسمیں ھو ضمیر اسکا فاعل، مِنْ حرف جارہ، اَلْعَلِیْلِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل شَفَی کے، فِیْ حرف جار، تَأْیِیْدِ مضاف، کَلِمَةِ مضاف الیہ مضاف، التَّوْحِیْدِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق شفی کے، مَنْ موصولہ، کَانَ فعل ناقص، اسمیں ھُوَ ضمیر اسم، عَلٰی حرف جار، شفا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قَائِمًا محذوف کے، قائما اسم فاعل کا صیغہ اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر کان کی خبر، کَانَ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَنْ موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل شـفـی کے، شـفـی فعل اپنے فاعل دونوں متعلقوں اور مفعول بہ سے ملکر جملہ خبریہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ عاطفہ۔

(صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ)

صَـلَـوَاتُ مضاف، لفظ اللّٰہِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، سَلَامُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا، عَلٰی حرف جار، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثَابِتٌ کے ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ معترضہ ہوا۔

شَیَّدَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب شَیَّدَ یُشَیِّدُ تَشْیِیْدًا (عمارت کو بلند کرنا، دیوار پر چونے کا پلستر کرنا، جسم پر خوشبو ملنا) از باب تـفـعیل ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

مَعَالِمِ: مَعْلَمٌ کی جمع بروزن مَفَاعِلُ باب عَلَمَ یَعْلُمُ عِلْمًا (نشان لگانا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

معلم: ثنائی ہوتے ہیں

عَفَا: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم

شَفٰی: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب شَفٰی یَشْفِیْ شِفَاءً ا (اللہ تعالی کا کسی کے مرض کو کھو دینا، زائل کر دینا، صحت یاب کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ، ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: شفٰی اصل میں شَفَیَ تھا پھر (ی) متحرک ماقبل مفتوح کے قانون کے تحت (ی) کو الف سے بدل دیا تو شفٰی ہو گیا۔ قانون۔ ہر واؤ یا (ی) جو متحرک ہو اور ان کا ماقبل مفتوح ہو تو واؤ اور ی کو الف سے بدل دیتے ہیں مثلاً دعا قال رمی شفی .

الْعَلِیْلِ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے باب عَلَّ یَعِلُّ عِلَّۃً (بیمار، مریض ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

علیل کی جمع اَعِلَّاءٌ آتی ہے

فِیْ: حرف جارہ ہے۔

تَأْیِیْدِ: مصدر بروزن تفعیل باب اَیَّدَ یُؤَیِّدُ تَاْیِیْدًا (قوی کرنا، ثابت کرنا) از باب تفعیل، ہفت اقسام سے مہموز الفاء اور اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

کَلِمَۃٌ: فَعِلَۃٌ کے وزن پر کَلِمٌ سے مشتق ہے باب کَلَمَ یَکْلِمُ کَلِمًا (زخمی کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

سوال: کیا لفظ کلمۃ اسم جنس ہے یا جمع ہے؟

جواب: اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔

بصریوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ اسم جنس ہے (دلیل یہ ہے کہ قرآن مقدس میں آتا ہے ﴿اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ﴾ (سورۃ فاطر/ ۱۰) یہاں پر اسم جنس (کلم) ہے اس لیے کہ اگر اسم جنس نہ ہو بلکہ جمع ہو تو اس کی صفت جو طیب ہے اسکو طیبۃ ہونا چاہیے تھا کیونکہ جمع مکسر کی صفت

واحد مونث ہوتی ہے اور یوں ہوتا (الیہ یصعد الکلم الطیبۃ) تو اس طرح معلوم ہوا کہ یہ اسم

جنس ہے نہ کہ جمع۔

کوفیوں کا مذہب: یہ اسم جنس نہیں بلکہ جمع ہے دلیل یہ ہے کہ اگر یہ اسم جنس ہوتا تو اسکا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے جب کہ کلمہ کا تین پر اطلاق ہوتا ہے یا تین سے زائد پر۔

کوفیوں کا بصریوں کے اعتراض کا جواب: بصریوں کے سوال کا کوفیوں نے جواب یہ دیا کہ یہ طیب (جو مذکورہ آیت میں ہے) کلم کی صفت نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے لفظ بعض محذوف جو موصوف ہے اور طیب اسکی صفت ہے تو گویا عبارت یوں ہوئی (الیہ یصعد بعض الکلم الطیب) .دوسرا جواب یہ ہے کہ الکلم کی صفت الطیب اس لیے آئی ہے کہ جو جمع کہ اس پر (ۃ) لگانے سے واحد بن جائے تو اس کی صفت تذکیر و تانیث میں برابر ہے۔

اَلتَّوْ حِيْدِ : تفعیل کے وزن پر مصدر ہے باب وَحَّدَ یُوَحِّدُ تَوْحِیْدًا (ایک بنانا، ایک اللہ پر ایمان لانا، یکتا کہنا، لا الہ الا اللہ کہنا) از باب تفعیل ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

شَفَا : اسم جامد ہے شفا کنوئیں وغیرہ کے کنارے کو کہتے ہیں۔ یہ قرب ہلاکت کے لیے ضرب المثل ہے اسی لیے قرآن مقدس میں ارشاد ربانی ہے ﴿عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ (۳/۱۰۳) (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے) اسکی تثنیہ: شَفَوَانِ اور جمع اَشْفَاءٌ ہے۔

الشفا: غروب ہونے والے چاند کی کور ہر چیز کا کنارہ۔

صَلَوَاتٌ: مصدر صَلٰوةٌ کی جمع مونث سالم ہے باب صَلّٰی یُصَلِّیْ تَصْلِیَةً وَ صَلٰوةً (دعا کرنا، برکت دینا، اچھی تعریف کرنا، نماز پڑھنا) از باب تفعیل ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

صَلٰوةٌ :صَلَوَةٌ سے قَالَ کے قانون کے تحت صَلٰوةٌ بن گیا رسم الخط کے قاعدے کے تحت واؤ کو الف سے بدل دیا جاتا ہے لیکن پانچ الفاظ اس قاعدے کے خلاف ہیں (۱) صَلٰوةٌ، زَکٰوةٌ، مِشْکٰوةٌ، حَیٰوةٌ، رِبٰو۔

صلوۃ کے لغوی معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مشترک لفظی ہے۔

مشترک لفظی: یہ ہے کہ لفظ کی ہر معنی کے لیے وضع علیحدہ علیحدہ ہو اس لحاظ سے یہ چار معانی کے لیے آتا ہے رحمت، دعا، استغفار، تسبیح۔ بعض کہتے ہیں مشترک معنوی ہے۔

مشترک معنوی: یہ ہے کہ لفظ کی وضع ایک مفہوم کلی کے لیے ہو جس کے افراد و اجزاء زیادہ ہوں۔ تو اس لحاظ سے لفظ صلوۃ کی وضع ایک معنی یعنی (اضافۃُ الخیر) کیلئے ہے جس کے افراد وہی چار ہیں جو اوپر ذکر کئے جا چکے ہیں یعنی رحمت، دعا، استغفار، تسبیح.

بہر حال دونوں ہی مشترک لفظی و معنوی درست ہیں۔

سوال: مشترک کے لیے تو قانون ہے کہ جب تک تعیین کے لیے کوئی دلیل و قرینہ موجود نہ ہو اس وقت تک توقف اختیار کیا جاتا ہے لہذا آپکے پاس لفظ صلوۃ کے معانی کی تعیین کا کوئی قرینہ موجود ہے؟

جواب: جی کیوں نہیں ہمارے پاس قرینہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر لفظ صلوۃ کی

(۱): انسان کی طرف نسبت ہو تو دعا مراد ہوگی۔

(۲): اللہ کی طرف نسبت ہو تو رحمت مراد ہوگی۔

(۳): ملائکہ کی طرف نسبت ہو تو استغفار مراد ہوگا۔

(۴): وحوش و طیور (پرند چرند) کی طرف نسبت ہوگی (تو تسبیح مراد ہوگی)۔

محترم نبی ﷺ پر صلوۃ و سلام عقلا و نقلا ضروری ہے عقلا تو اس بناء پر کہ آپ ﷺ ہمارے لیے رہبر و رہنما، قائد و محسن ہیں، اور احسان کرنے والے اور رہنمائی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

نقلا اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾۔

سَلَام: فَعَالٌ کے وزن پر مصدر ہے باب سَلَّمَ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا (السلام علیکم کہنا، کسی کو آفت سے بچانا، کسی کو کسی کے سپرد کرنا، حوالہ کر دینا، راضی ہونا، فرماں بردار ہونا، خالص ہونا) از باب تفعیل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قو له:(وَ اَوْضَحَ سَبِيْلَ الْهِدَايَةِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَسْلُكَهَا).

ترجمہ:اور آپ نے واضح کر دیا ھدایت کا راستہ اس کے لیے جو اس (راستے) پر چلنا چاہے۔

تشریح:یعنی رسول محترم نبی ﷺ نے اپنے نورانی ارشادات و نورانی تعلیمات کے ذریعے رہنمائی وہدایت کے تمام راستوں کو کھول کھول کر واضح فرما دیا کہ اب ان پر چلنے والے کوئی گمراہی کا راستہ اختیار نہ کرلیں اور جو شخص بھی حقیقت کو ڈھونڈ نا چاہے اس کو پالے اللہ کی معرفت اس کو حاصل ہو اور وہ حق اور سچ دین پر چلتے ہوئے جنت کی طرف رواں دواں چلتا چلے اور اسکی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

ترکیب: وَ عاطفہ، اَوْضَحَ فعل ماضی، اسمیں هُوَ ضمیر مستتر (متصل مرفوع بالفعل) فاعل، سَبِيْلَ مضاف، الْهِدَايَةِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل او ضح کا، لِ حرف جارہ، مَنْ اسم موصولہ، اَرَادَ فعل ماضی اسمیں بھی هو ضمیر فاعل جو مَنْ کی طرف لوٹتی ہے، اَنْ مصدریہ، يَسْلُكَ فعل مضارع اسمیں ھو اسکا فاعل، هَا ضمیر منصوب متصل بالفعل اسکا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اَنْ مصدریہ کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ ہوا فعل اَرَادَ کا، اَرَادَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مَنْ موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر لام حرف جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اَوْ ضَحَ کے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا۔

اَوْ ضَحَ :صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَوْ ضَحَ يُوْضِحُ اِيْضَاحًا (ظاہر و واضح کرنا، واضح ہونا) از باب افعال ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

سَبِيْلَ: اسم جنس ہے اصل میں اس راستے کو کہتے ہیں جس میں آسانی سے چلا جا سکے اس کی جمع سُبُلٌ، سُبْلٌ، اَسْبُلٌ، اَسْبِلَةٌ، سُبُوْلٌ آتی ہے

اَلْهِدَايَةِ: فِعَالَةٌ کے وزن پر مصدر ہے باب هَدٰى يَهْدِىْ هِدَايَةً (رہنمائی کرنا، راہ بتانا اور پہنچانا، راہ سے آگاہ کرنا، آدمی کا ہدایت پانا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش

اقسام سے ثلاثی مجرد ... اقسام سے اسم ہے۔

اَرَادَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَرَادَ یُرِیْدُ اِرَادَۃً (چاہنا، خواہش کرنا، رغبت کرنا، کسی امر پر اکسانا) از باب افعال ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اَرَادَ اصل میں اَرْوَدَ تھا پھر واو متحرک مفتوح ماقبل ساکن ہونے کی وجہ سے واوٗ کی حرکت ماقبل کو دے کر واوٗ کو الف سے بدل دیا تو اَرَادَ ہوگیا۔

یَسْلُکَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب سَلَکَ یَسْلُکُ سَلْکًا و سُلُوْکًا (داخل ہونا، راستے کو پکڑتے ہوئے چلے جانا، کسی چیز کو داخل کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

قولہ: (وَاَظْهَرَ كُنُوْزَ السَّعَادَةِ لِمَنْ قَصَدَ اَنْ يَمْلِكَهَا)۔

ترجمہ: ''اور ظاہر کیے آپ نے سعادت (خوش بختی) کے خزانے اس کے لیے جو انکا مالک بننا چاہے''۔

تشریح: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کی عظیم تعلیمات کو بخوبی طور پر بیان فرمایا ہے اور وضاحت بھی فرمادی تاکہ جو شخص بھی، اسلام کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسلام پر چلنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے اس میں دنیاوی و اخروی فائدہ ہے۔

كنوز السعادة سے مراد: علم وعمل کے خزانے، اخلاق و کردار، تہذیب و تمدن اسلام کے خزانے جن کو حاصل کرنے سے اخروی خزانے حاصل ہونگے، اور اگر ان خزانوں کا مالک کوئی بنے گا تو تب ہی اخروی خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔

ترکیب: وَ عاطفہ، اَظْهَرَ فعل ماضی، هُوَ ضمیر مستتر اسکا فاعل، كُنُوْزَ مضاف، السَّعَادَةِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ لِ جارہ، مَنْ اسم موصول، قَصَدَ فعل ماضی، اسمیں ضمیر هو فاعل (جو مَن کی طرف لوٹتی ہے) اَنْ مصدریہ، يَمْلِكَ فعل، اسمیں هُوَ ضمیر فاعل، هَا ضمیر منصوب متصل بالفعل مفعول بہ (جو کنوز کی طرف لوٹتی ہے)، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوکر اَنْ کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہوکر مفعول بہ ہوگا قَصَدَ فعل کا، قَصَدَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَنْ موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر لِ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق فعل اَظْهَرَ کے، اظہر فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ.

اَظْهَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَظْهَرَ يُظْهِرُ اِظْهَارًا (اظہار کرنا، ظاہر کرنا، پیٹھ پیچھے ڈالنا، کتاب کو از بر پڑھنا) از باب افعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

كُنُوْز : فُعُوْلٌ کے وزن پر كَنْزٌ کی جمع ہے، کنز مصدر ہے باب كَنَزَ يَكْنِزُ كَنْزًا (مال جمع کرنا، ذخیرہ کرنا، زمین کے اندر دفن کرنا مشک بھرنا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

کنوز : ہر ذخیرہ کی ہوئی عمدہ چیز، زمین میں دفن کیا ہوا مال، وہ چیز جس میں مال محفوظ کیا جائے)

السَّعَادَةِ :فَعَالَةٌ کے وزن پر مصدر ہے۔باب سَعِدَ يَسْعَدُ سَعَادَةً (نیک بخت ہونا، خوش نصیب ہونا، کسی کام پر مدد کرنا) از باب فَعِلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَصَدَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب قَصَدَ يَقْصِدُ قَصْدًا (کسی کی طرف توجہ کرنا، کسی پر اعتماد کرنا، کسی کی طرف چلنا، سیدھا ہوکر چلنا، کسی کام پر مجبور کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

يَمْلِكُ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب مَلَكَ يَمْلِكُ مِلْكًا (مالک ہونا، غالب ہونا، اپنے اوپر قابو رکھنا۔عورت سے نکاح کرنا، آٹے کو اچھی طرح گوندھنا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قولہ : (أَمَّا بَعْدُ).

ترجمہ: ''حمد وثناء کے بعد''

تشریح: یہ کلمہ کلام کے دو اسلوبوں کے درمیان ربط پیدا کرنے کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے یعنی ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کی طرف انتقال کے لیے فصل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس کو فصل خطاب بھی کہتے ہیں۔

ترکیب: اَمَّا بَعْدُ کی تقدیری عبارت نکال کر پھر اسکی ترکیب ہوا کرتی ہے تو اسکی تقدیری عبارت۔

"مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ الْحَمْدِ وَ الصَّلٰوةِ"

ترکیب: مَهْمَا اسم شرط مبتدا، يَكُنْ فعل ناقص، مِنْ زائدہ، شَيْءٍ اسم فعل ناقص کا، بَعْدَ ظرف مضاف، الْحَمْدِ معطوف علیہ، وَ عاطفہ، الصَّلٰوةِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف ہوا ثَبَتَ فعل محذوف کے، ثَبَتَ فعل ماضی اسمیں ھو ضمیر اسکا فاعل جو شَيْءٍ کی طرف لوٹ رہی ہے ثَبَتَ فعل اپنے فاعل اور ظرف یا مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر يَكُنْ فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر، مہما اسم شرط مبتدا اپنی خبر سے ملکر شرط ہوئی۔

اگلے جملے یعنی (فَاِنَّ التَّمَسُّكَ الخ) سے شرط کی جزاء بنے گی پھر شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ بن جائے گا۔

تحقیق: (اَمَّا) یہ ہمزہ مفتوحہ اور میم مشددہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور کبھی ثقل کی وجہ سے پہلی میم کو "ی" سے بدل دیتے ہیں تو اس صورت میں "اَيْمَا" بن جاتا ہے یہ حرف شرط، تفصیل اور تاکید کے واسطے آتا ہے اس وقت 'اَمَّا بَعْدُ' میں یہ شرط کے لیے مستعمل ہے۔ اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ 'اما' استیناف کے لیے آتا ہے یعنی کہ اسکے مابعد کا تذکرہ اس کے ماقبل اجمالا نہیں ہوتا، نہ خارجی طور پر اور نہ ذہنی طور پر، اور جو 'اما' اوائل کتب میں لایا جاتا ہے (جیسے اس مشکوۃ المصابیح میں ہے) وہ 'اما' استینا فیہ ہی ہے دوسرا طریقہ یہ کہ 'اما' کسی چیز کی تفصیل کے لیے آتا ہے لیکن اس چیز کا تذکرہ 'اما' کے ماقبل بھی اجمالا ہوا کرتا ہے چاہے خارجی طور پر ہو یا ذہنی طور پر ہو۔ جیسے (بعد) یہ ظرف مکان ہے اور ظرف مکان میں سے بعض وہ ہیں جو 'مَقْطُوْعٌ عَنِ الْاِضَافَةِ' یعنی جو اضافت سے قطع کیے گئے ہیں اس طرح کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا

گیا ہواور یہ قبل 'بعد 'تحت 'فوق 'قدام 'وراء' خلف ہیں۔ان کی تین حالتیں ہیں۔دو حالتوں میں یہ معرب ہوتے ہیں۔اور ایک حالت میں مبنی ہوتے ہیں۔ان حالتوں کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ یہ مضاف ہوتے ہیں اور مضاف کے لیے مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے یا توان کا مضاف الیہ لفظوں میں موجود ہوگا جیسے۔جئتُ من قبلِ زید و من بعدِ عمر و (میں آیا زید سے پہلے اور عمرو کے بعد) یا پھران کا مضاف الیہ لفظوں میں موجود نہ ہوگا بلکہ محذوف ہوگا اور پھر لفظوں سے حذف کرنے کے بعد ذہن میں بھی اس کا تصور موجود نہ ہوگا ایسے مضاف الیہ کو نَسيًا مَنسِيًّا کہیں گے یعنی ایسے مضاف کا مضاف الیہ نسیا منسیا ہوگا جیسے رُبَّ بَعْدٍ كَانَ خَيْرًا مِنْ قَبْلٍ (بہت سے بعد قبل سے بہتر ہیں) یا انکا مضاف الیہ محذوف منوی ہوگا یعنی لفظوں سے تو حذف ہوگا لیکن متکلم کی نیت میں موجود و مقصود ہوگا۔جیسے۔﴿ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ﴾ اَىْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَىْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَىْءٍ اس مثال میں مضاف الیہ ''كُلِّ شَىْءٍ ''محذوف منوی ہے اور بیان کی گئی تین حالتوں میں سے پہلی دو حالتوں میں لفظ بعد معرب ہوتا ہے جبکہ تیسری حالت میں مبنی ہوتا ہے۔اور بناء (مبنی ہونا) کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ بعد مضاف الیہ کا محتاج ہے اور مضاف الیہ کے محتاج ہونے میں حرف سے مشابہت رکھتا ہے اور اس تیسری صورت میں یعنی مضاف الیہ کے محذوف ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی خفت حاصل ہو جاتی ہے لہذا یہ بعد (اور اس کے اخواۃ) مبنی علی الضم ہی ہوتے ہیں اس لیے کہ ضمہ سب سے زیادہ ثقیل ہے اور مبنی علی السکون لازمی نہ ہونے کی وجہ سے مبنی علی الحركة ہی مناسب ہے جو لازمی ہے۔

ان ظروف کو غایات کہا جاتا ہے اس کی مزید تفصیل نحو کی کتابوں میں موجود ہے۔

مہما: یہ اسمائے شرطیہ میں سے ہے جن کا تذکرہ پہلے بھی ہو چکا ہے کچھ تفصیل یہاں بھی ملاحظہ فرمائیے مزید تحقیق یہ کہ وہ جازم جو دو فعلوں کے لیے آتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱)۔جو بالاتفاق حرف ہے۔وہ۔''اِنْ'' ہے۔

(۲) جو بالاتفاق اسم ہیں وہ یہ ہیں ''مَنْ، مَا، مَتٰى، اَىٌّ ، اَيْنَ، اَيَّانَ ،اَنّٰى، حَيْثُمَا'' ہیں

(۳) جو اصح مذہب پر حرف ہے وہ ''اِذْمَا'' ہے۔

(۴) جو اصح مذہب پر اسم غیر ظرف ہے وہ ''مہما'' ہے۔

فائدہ: بعض کے نزدیک ''کَیْفَ اور لَوْ'' بھی کبھی جزم دیتے ہیں لیکن یہ شاذ و نادر ہے۔

یَکُنْ: یہ فعل ناقص ہے اصل میں یَکُوْنُ تھا مہما شرطیہ نے اس کو جزم دی ہے تو جزم کی صورت میں 'نون'' ساکن ہو گیا پھر 'واؤ اور نون'' میں اجتماع ساکنین لازم آیا اس جمع ساکنین کی وجہ سے 'واؤ' کو حذف کر دیا تو 'یکن' ہو گیا۔

شَيْءٌ: فعل کے وزن پر اسم ہے باب شَاءَ یَشَاءُ شَیْئًا (ارادہ کرنا، چاہنا، اللہ تعالیٰ کا مقدر کرنا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ، ہفت اقسام سے اجوف یائی اور مہموز اللام، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اس کی اصل میں بعض اہل لغت یہ بیان فرماتے کے یہ ''سَمِعَ یَسْمَعُ'' باب سے ہے اس کی جمع اَشْیَاءٌ آتی ہے۔

بعض کے نزدیک شيء وہ چیز ہے جس کا علم ہو سکے اور اس کے متعلق خبر دی جا سکتی ہو اور اکثر متکلمین کے نزدیک یہ اسم مشترک ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے ماسوا پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور موجودات و معدومات سب کو شي کہہ سکتے ہیں۔

بعض کے نزدیک شي صرف موجود چیز کو کہتے ہیں اصل میں چونکہ 'شاء' کا مصدر ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے متعلق شي کا لفظ استعمال ہو گا تو 'شاء' یعنی اسم فاعل کے معنی میں استعمال ہو گا اور جب غیر اللہ کے لیے استعمال ہو گا تو 'مَشِیْئٌ' یعنی اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہو گا۔ جیسے۔ آیت کریمہ ہے۔ ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾

(۹-۶۲) میں لفظ شي چونکہ غیر اللہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے یہ عموم پر محمول ہو گا اس سے کسی قسم کا استثناء نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ یہ شيء مصدر بمعنی اسم مفعول ہو گا۔ اور آیت کریمہ ﴿اَیُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً﴾ (۶/۱۱۹) میں شَيْءٍ بمعنی اسم فاعل ہے۔

قولہ: (فَاِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِهٖ لَا يَسْتَتِبُّ اِلَّا بِالْاِقْتِفَاءِ لِمَا صَدَرَ مِنْ مِشْكٰوتِهٖ)۔

ترجمہ۔پس مضبوطی سے پکڑنا آپ کی سیرت کو نہیں درست ہو سکتا مگر اس چیز کی اتباع کرنے کے ساتھ جو آپ کے سینہ (مبارک) سے صادر ہوئی۔

تشریح: کسی علم میں کوئی کتاب تصنیف کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس علم میں ایک مستقل کتاب لکھی جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک مستقل کتاب تو نہ لکھی جائے بہر حال کسی کتاب کو لے کر اس کی شرح لکھی جائے یا اس کتاب میں کچھ اضافہ کر کے اس کو نئی کتاب کی شکل دی جائے۔

پہلی صورت میں مصنف کتاب کے مقدمہ میں یا دیباچہ میں تین چیزوں کا تذکرہ کرتا ہے۔

(۱) :سبب تالیف (۲):سبب انتخاب فن (۳): کیفیت مصنف یعنی تصنیف کیوں کی اور اس فن کو کیوں اختیار کیا اور اس کتاب کی کیفیات وخصوصیات کیا ہیں.

دوسری صورت تالیف میں مصنف دیباچہ میں چار امور کا ذکر کرتا ہے.

(۱):سبب تالیف (۲):سبب انتخاب فن (۳):سبب انتخاب متن (۴): کیفیت مصنف.

مشکوۃ المصابیح چونکہ ایک مستقل تصنیف نہیں بلکہ ایک دوسری کتاب 'کتاب المصابیح' پر اضافہ ہے اس لیے صاحب مشکوۃ نے اپنی کتاب میں چاروں امور کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ سبب انتخاب فن کی نشاندہی فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں ''نبی ﷺ کے اسوہ اور سیرت کو پکڑنا اور اعتبار کرنا درست نہیں ہو سکتا مگر اس چیز کی مکمل طور پر پیروی کرتے ہوئے جو نبی ﷺ کے سینہ اطہر سے ظاہر ہوئی ہے اس طرح اللہ رب العزت کی رسی (قرآن حکیم) کو مضبوطی سے پکڑنا اور اس پر مکمل اعتماد و عمل کرنا تب ہی ممکن ہوگا جب اسکی وضاحت احادیث نبوی ﷺ سے ہو'' تو چونکہ احادیث کو سمجھنا نبی ﷺ کی سیرت کو اختیار کرنے کے لیے ایک سیڑھی کی مانند ہے اور علم حدیث کے ذریعے ہی قرآن مجید کی تعلیمات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اس لیے اس فن کا انتخاب کیا۔

مشکاۃ: لغت میں (غیر نافذ طاقچہ) کو کہتے ہیں یعنی ایسا دیوار کا طاقچہ جو آر پار نہ ہو سکے جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے قلب اطہر کو روشن چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے پھر یہ

مبارک دل سینہ اقدس میں رکھا ہوا ہے تو سینہ اقدس کو "مشکوۃ" یعنی طاقچہ سے تشبیہ دی گئی گویا آپ کا سینہ مبارک دو جہتوں والا ہے۔ ایک جہت سے قلب منور سے نور کا اقتباس کرتا ہے اور دوسری جہت سے مخلوق پر اسی نور مقتبس کا اضافہ کرتا ہے یہ تشبیہات سب قرآن کریم کی ایک آیت مقدسہ سے ماخوذ کی گئی ہیں جس میں ارشاد ربانی ہیں۔ ﴿اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ (سورۃ النور/۳۵) اور یہ مندرجہ بالا تفصیل صرف اسی صورت میں ہے جب بهدیه کی ضمیر نبی ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہو کیونکہ بعض اس ضمیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹاتا ہے مثلاً ملا علی قاری (المرقاۃ ۱/ ۱۰،۹)۔

ترکیب: چونکہ اما بعد کی تقدیری عبارت کو شرط بنایا تھا لہذا اس شرط کی اب جزاء بیان ہو رہی ہے۔

فَ جزائیہ، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، التَّمَسُّكَ مصدر، بِ جارہ، هَدْيِ مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر ب جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا التمسك مصدر کا، التمسك مصدر اپنے متعلق سے ملکر اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کا اسم ہوا لَا يَسْتَتِبُّ فعل مضارع، ھو ضمیر مستثنی منہ جو التمسك کی طرف راجع ہے، اِلَّا حرف استثناء، بِ جارہ، الِاقْتِفَاءِ مصدر، لِ حرف، ہ، مَا موصولہ، صَدَرَ فعل اسمیں ھو ضمیر اسکا فاعل جو راجع ہے مَا موصولہ کی طرف، مِنْ جارہ، مِشْكٰوةِ مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر بِ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا صدر فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ما موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر ل جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا الاقتفاء مصدر کے، الاقتفاء مصدر اپنے متعلق سے ملکر ب جارہ کا مجرور، جار مجرور ملک متعلق ہوا ثَابِتًا محذوف کے، ثابتا صیغہ اسم فاعل اپنے اندر ھو ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنی ہوا، مستثنی منہ اپنے مستثنی سے ملکر لا یستتب فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر ہوئی، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، اسکے بعد والا جملہ یعنی "وَالِاعْتِصَامَ ۔۔۔ كَشْفِهٖ" معطوف بنے گا، پھر معطوف علیہ اور معطوف ملکر شرط کی جزاء

بنے گی، پھر شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو جائے گا۔

تحقیق: التَّمَسُّک : مصدر بروزن تفعل، باب تَمَسَّكَ يَتَمَسَّكُ تَمَسُّكًا (چمٹنا، مضبوطی سے پکڑنا، کنجل مارنا) ازباب تفعل، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ سے اقسام سے اسم ہے۔

هُدٰى :فَعَلٌ کے وزن پر مصدر باب هَـدٰی يَهْدِیُ هَدْيًا (رہنمائی کرنا، راہ بتلانا، ہدایت دینا، آدمی کا ھدایت پانا) ازباب فَعَلَ يَفْعِلُ ہے۔

لَا يَسْتَتِبُّ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل نفی مضارع معلوم، باب اِسْتَتَبَّ يَسْتَتِبُّ اِسْتِتْبَابًا (درست ہونا، درست طریقے پر جاری رہنا، کمزور اور عاجز ہونا) ازباب استفعال، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی ، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اصل میں لَا يَسْتَتْبِبُ تھا۔ پھر مضاعف کے قاعدے کے تحت جو (ص ۵) پر بیان ہو چکا ہے پہلی با کی حرکت دوسری تا کو دے دی پھر پہلی با کو دوسری با میں مدغم کر دیا تو لَا يَسْتَتِبُّ بن گیا۔

اَلْاِقْتِفَاءُ : مصدر بروزن افتعال ،باب اِقْتَفٰی يَقْتَفِیُ اِقْتِفَاءً ا (کسی کی پیروی و اتباع کرنا، پیچھے چلنا، پیچھا کرنا)، ازباب افتـعـال، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں اِقْتِفَاوٌ تھا۔ پھر واوٌ کو ہمزہ سے بدل دیا اس لیے کہ واوٌ الف زائدہ کے بعد واقع ہوئی ہے تو اِقْتِفَاءٌ ہو گیا۔

قاعدہ: جب واوٌ یا یاء لام کلمہ میں الف زائدہ کے بعد واقع ہو تو ان کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں بشرطیکہ ان کیساتھ ۃ تانیث لازم متصل نہ ہو جیسے کِسَاءٌ ،رِدَاءٌ اصل میں کِسَاوٌ ،رِدَایٌ تھا اس کے برخلاف شِـفَـايَةٌ اور هِـدَايَةٌ کے اندر ی کو ہمزہ سے نہ بدلا اس لیے کہ ان کے آخر میں تائے تانیث لازمی آئی ہے۔

سوال: عَدَاءَةٌ اور سَـقَاءَةٌ اصل میں عَدَاوَةٌ اور سَقَايَةٌ تھا ان میں کیا تائے تانیث نہیں ہے

جواب: یادرکھیں یہاں پر تائے تانیث لازمی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے اس لیے واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیا۔

صَدَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب صَدَرَ یَصْدُرُ صَدْرًا اور صَدَرَ یَصْدِرُ صَدْرًا (واپس پھرنا، جانا، پیدا ہونا، واقع ہونا، نتیجہ نکلنا، سینہ پر مارنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ اور یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

مِشْكٰوةِ: یہ عجمی لفظ ہے اور اسم جامد ہے۔

تعلیل: یہ اصل میں مِشْكَوَةٌ تھا۔ پھر قال کے قانون کے تحت واؤ کو الف سے بدل دیا تو مِشْكٰوةٌ ہو گیا۔

قوله : (وَالِاعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللّٰهِ لَا يَتِمُّ اِلَّا بِبَيَانِ كَشْفِهٖ)۔

ترجمہ: ''اور مضبوطی سے پکڑنا اللہ کی رسی کو نہیں درست ہو سکتا مگر آپ ﷺ کی سنت کے بیان کے ساتھ''۔

تشریح: حبل اللّٰه سے مراد قرآن مجید ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حَبْلُ اللّٰهِ الْقُرْآنُ'' (الدر المنثور ۔۲/۶۰) اسی طرح مرفوع روایات میں بھی تصریح ہے حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ارشاد ہے ''كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ'' (الدر المنثور ۲/۶۰)
بیان کی اضافت کشف کی طرف اضافت بیانیہ ہے یعنی بِبَيَانٍ هُوَ كَشْفُهٗ۔

سوال: اضافت بیانیہ کی تعریف کریں۔

جواب: اضافت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱): اضافت بیانیہ؛ جو بتقدیر مِن ہوا کرتی ہے۔

(۲): اضافت لامیہ؛ جو بتقدیر لام ہوتی ہے۔

(۳): اضافت ظرفیہ؛ جو بتقدیر فی ہوا کرتی ہے۔

اضافت بیانیہ کی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے

(۱): مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو۔

(۲): مضاف بمنزلہ مبتدا ہو اور مضاف الیہ بمنزلہ خبر ہو۔

اضافت لامیہ: یعنی اگر مضاف اپنے مضاف الیہ کا جزو ہو یا مضاف مضاف الیہ کا مملوک ہو یا مضاف مضاف الیہ پر مشتمل ہو یا مضاف مضاف الیہ کا رشتہ دار ہو تو اضافت بتقدیر لام ہوتی ہے اور اس کو اضافت لامیہ کہتے ہیں

جزو کی مثال: یَدُ زَیْدٍ۔

مملوک کی مثال: غُلَامُ زَیْدٍ، ثَوْبُ زَیْدٍ۔

مضاف الیہ پر مشتمل کی مثال: جُلُّ الْفَرَسِ۔

رشتہ دار کی مثال: اَبُوْ زَیْدٍ۔

اضافت بتقدیر فی: اگر مضاف مضاف الیہ کا غیر ہو کہ دونوں کے مابین علاقہ ظرفیت ہو یعنی مضاف الیہ مضاف کی ظرف ہو تو اس صورت میں اضافت بتقدیر فی ہوتی ہے جیسے 'مَکْرُ اللَّیْلِ' میں لفظ "اللَّیْلِ" ظرف ہے لفظ "مَکْرُ" کا، اس لیے اس کی تقدیری عبارت "مَکْرٌ فِی اللَّیْلِ" ہوگی۔

چونکہ قرآن مجید کے مجملات احادیث نبوی کی تفصیل اور بیان کے بغیر نہیں سمجھے جا سکتے مثلاً قرآن کریم میں نماز کا ذکر مجمل ہے۔ تعداد رکعات' ارکان اور شرائط' اسی طرح واجبات' سنن' مفسدات اور مکروہات سب احادیث سے معلوم ہوتے ہیں، اس لیے فرمایا کہ قرآن کریم کا اعتصام آپ ﷺ کے بیان کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا اور نبی ﷺ کی سنت مقدسہ قرآن کریم کا بیان کاشف ہے، چنانچہ قرآن مجید نے نبی ﷺ کی صفات میں سے یہ صفت بھی بتائی ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالی کی نازل کردہ آیات کو بیان کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾ (سورۃ النحل ٤٤) گویا کہ تمام امور شرعیہ' احکام دینیہ' حلال حرام کی پہچان وغیرہ کی تفصیلات میں نبی ﷺ

کے بیان کی طرف احتیاج ہے اور اس کے بغیر شریعت کا سمجھنا ممکن نہیں۔

ترکیب: وَ عاطفہ، الِاعْتِصَامَ مصدر، بِ حرف جار، حَبْلِ مضاف، لفظ اللّٰہِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر بِ جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق الاعتصام مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر اِنَّ محذوف کا اسم، لَا یَتِمُّ فعل، اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل جو الاعتصام کی طرف راجع ہے مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء، بِ جار، بَیَانِ مضاف، کَشْفِ مضاف الیہ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، کشف مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بیان مضاف کا مضاف الیہ، بیان مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بِ جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتٌ محذوف کے، ثابت صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر لا یتم فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پچھلے اِنَّ کا معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط کی جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

تحقیق: اَلْاِعْتِصَامَ: مصدر بروزن افتعال باب اِعْتَصَمَ یَعْتَصِمُ اِعْتِصَامًا (مضبوطی سے پکڑنا، چمٹنا) از باب افتعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم، اس کا مادہ عصم ہے۔ اَلْاِعْتِصَامَ پر دو اعراب پڑھ سکتے ہیں یعنی رفع اور نصب، رفع التمسک کے لفظ پر عطف ڈالتے ہوئے اور نصب التمسک کے محل پر عطف ڈالتے ہوئے۔

حَبْلِ: مصدر فَعْلٌ، باب حَبَلَ یَحْبُلُ حَبْلًا (رسی سے باندھنا، پھندے سے پکڑنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

یہاں پر حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا﴾۔ (۳/۱۰۳)

لَا یَتِمُّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معلوم باب تَمَّ یَتِمُّ تَمًّا (پورا ہونا، پورا کرنا، جاری ونافذ کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اصل میں لَا یَتَــمِــمُ تھا۔ پھر میم کی حرکت ماقبل کو دے دی اور دوسری میم میں مدغم کر دیا لَا یَتِمُّ ہو گیا۔

بَیَانِ: مصدر بروزن فَعَالٌ ، باب بَانَ یَبِیْنُ بَیْنًا وَبَیَانًا وَبَیْنُوْنَۃً (ظاہر ہونا، واضح ہونا از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

بیان اس فصیح گفتگو کو کہتے ہے جو ما فی الضمیر کو اچھی طرح واضح اور نمایاں کر دے.

کَشْفِ: فَعْلٌ کے وزن پر مصدر، باب کَشَفَ یَکْشِفُ کَشْفًا وَکَاشِفَۃً (ظاہر کرنا، کھولنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قوله: (وَکَانَ کِتَابُ الْمَصَابِیْحِ الَّذِیْ صَنَّفَہُ الْإِمَامُ مُحْیِ السُّنَّۃِ قَامِعُ الْبِدْعَۃِ اَبُوْ مُحَمَّدِنِ الْحُسَیْنُ بْنُ مَسْعُوْدِ نِ الْفَرَّاءُ الْبَغْوِیُّ رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَتَہٗ اَجْمَعَ کِتَابٍ صُنِّفَ فِیْ بَابِہٖ وَاَضْبَطَ لِشَوَارِدِ الْاَحَادِیْثِ وَاَوَابِدِ ھَا)۔

ترجمہ۔ اور تھی کتاب المصابیح جس کو تصنیف کیا امام محی السنۃ (سنت کو زندہ کرنے والے) قامع البدعۃ (بدعت کو کاٹنے والے اور ختم کرنے والے) ابو محمد حسین بن مسعود الفرآء البغوی (اللہ ان کے درجات بلند کرے) نے ایک جامع کتاب جو اس باب (حدیث کے متعلق) میں لکھی گئی ہے اور بہت ضبط کرنے والی نادر احادیث کو اور نایاب احادیث کو“۔

تشریح: مصنف رحمہ اللہ انتخاب متن (مصابیح) کا سبب بتا رہے ہیں اور اس پر اضافہ اور الحاق کی وجہ بیان کرر ہے ہیں کہ چونکہ کتاب المصابیح جس کی تالیف امام محی السنۃ نے فرمائی تھی فن حدیث کی جامع ترین کتاب تھی۔ جس میں موصوف نے نہایت ہی حسن وخوبی کے ساتھ منتشر اور متفرق احادیث کو جمع فرمایا البتہ مصنف نے اختصار اپنانے کی وجہ سے اسانید کو حذف کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ کتب حدیث کے حوالہ جات بھی نقل نہ فرمائے تھے اور مصنف کا احادیث کو بغیر اسانید وحوالہ جات کے نقل کرنا اگر چہ مؤلف کے ثقہ ہونے کی وجہ سے معتبر ہے لیکن بعض ناقدین نے اس پر اعتراض کیا اس لیے میں نے اللہ تعالی سے مدد چاہی اور اس کی توفیق کا طلب گار رہا چنانچہ ائمہ متقنین کے طرز پر روایات کو حوالہ کتاب اور سند کے ساتھ ذکر کر دیا۔ گویا کہ صاحب

مشکوۃ نے جامعیت مصابیح کی وجہ سے مصابیح کا انتخاب کیا اور اسمیں بعض خامیوں کو دور کرنے کے لیے اس پر مزید اضافہ کیا تو یہی وجہ اس متن کے انتخاب کی ہوئی اور یہی وجہ تالیف کا سبب بنی۔

"مصابیح" کو اضبط "زیادہ ضبط کے قابل" اس لیے کہا گیا چونکہ اسمیں اسانید بھی نہیں ہیں اور نہ ہی حوالہ کتب اور نہ ہی الفاظ کا اختلاف تکرار وغیرہ تھا تو اس حیثیت سے یہ حفظ کرنے کے لحاظ سے زیادہ آسان تھی یعنی اَقْرَبُ اِلٰی الْحِفْظِ اور اس کے اندر احادیث کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔

اضبط کے دو معانی بن گئے:

(۱): حفظ و ضبط کے لائق (۲): زیادہ تعداد احادیث پر مشتمل شوارد کی اضافت احادیث کی طرف 'اضافۃُ الصفۃِ الی الموصوفِ' کے قبیل سے ہے یعنی الاحادیثُ الشارِدَۃُ اور اَوَابِدُ کا شوارد پر عطف تفسیری ہے۔ شوارد شاردۃ کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں (بھاگنے والا اونٹ) اسی طرح اوابد اٰبِدَۃٌ کی جمع ہے اور اس کے معنی وحشی جانور کے ہیں۔ اس مقام پر یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال کیے گئے ہیں یعنی وہ احادیث جو کتب اصول میں روایت کی گئی ہیں لیکن طالب علم کو ان کی جگہ معلوم نہیں کہ کہاں مذکور ہیں۔ ان کو بھاگنے والے اونٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گویا کہ یہ طالب علم سے بھاگی ہوئی ہیں، وہ احادیث جن کے معانی مقصودہ طالب علموں سے پوشیدہ ہیں ان کو وحشی جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے گویا کہ وہ احادیث طالب علموں سے مانوس نہیں بلکہ متوحش ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ احادیث کو وحوش سے تشبیہ اس لیے دی گئی جس طرح وحشی جانور موقعہ ملتے ہی بھاگتے ہیں ٹھہرتے نہیں اسی طرح احادیث بھی بہت جلد ضبط سے نکل جاتی ہیں اور بھول جاتی ہیں ذرا غفلت کی وجہ سے حافظہ سے غائب ہو جاتی ہیں۔

مُحْیِ السُّنَّۃِ: محی السنۃ کا معنی سنت کو زندہ کرنے والا ہے اور کتاب المصابیح کے مصنف کا لقب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب آپ نے حدیث کی کتاب 'شرح السنۃ' مکمل کی تو ایک روز

خواب میں نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوے اس وقت آپ کو نبی ﷺ نے اس دعائیہ جملے سے مخاطب کیا"اَحیَاكَ اللّٰه كَمَا اَحیَیتَ سُنَّتِی" (جس طرح تم نے میری سنت کو زندہ کیا (اپنی تصنیف کے ذریعے) اسی طرح اللہ بھی تم کو زندہ رکھے)، اسی وقت سے آپ نام کے بجائے محی السنۃ کے لقب سے زیادہ مشہور ہو گئے (اشعة اللمعات ١/٢٦، معجم البلدان ١/٤٦٨)۔

قَامِعُ الْبِدْعَةِ: یہ بھی مصنف رحمہ اللہ کا لقب ہے۔ جو غالبا مصنف مشکاۃ نے اپنی طرف سے موصوف کی شان کی وجہ سے دیا ہو یعنی بدعتوں کا کاٹنے والا۔

ترکیب: وَ حرف عطف یا مستانفہ، كَانَ فعل ناقص، كِتَابُ مضاف، الْمَصَابِيحِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، الَّذِیْ اسم موصولہ، صَنَّفَ فعل، هٗ ضمیر منسوب متصل مفعول بہ، الْإِمَامُ موصوف، مُحْيِي مضاف، السُّنَّةِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اول، قَامِعُ مضاف، الْبِدْعَةِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ثانی، موصف اپنی دونوں صفات سے ملکر مبدل منہ، اَبُو مضاف، مُحَمَّدٍ مصاف الیہ، مصاف مضاف الیہ ملکر متبوع، الْحُسَيْنُ موصوف، اِبْنُ مضاف، مَسْعُوْدٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اول، الفَرَّاءُ صفت ثانی، الْبَغَوِیُّ صفت ثالث، موصوف اپنی تینوں صفات سے ملکر تابع عطف بیاں، متبوع اپنے تابع سے ملکر مبدل منہ کا بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر صَنَّفَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر الذی اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر موصوف کی صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر كَانَ فعل ناقص کا اسم، اَجْمَعَ مضاف، كِتَابٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، صُنِّفَ فعل مجہول اس میں ضمیر ھو جو اجمع کی طرف لوٹ رہی ہے نائب فاعل، فِیْ جارہ، بَابِ مضاف، هٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فِیْ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق صنف فعل مجہول کے، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر موصوف کی صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، اَضْبَطَ مضاف اس کا مضاف الیہ محذوف ہے جو كُتُبٌ ہے، لِ حرف جارہ

،شَوَارِدِ مضاف، الْاَحَادِیْثِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ ،وَ عاطفہ، اَوَابِدِ مضاف، ھَا ضمیر جو الْاَحَادِیْثِ کی طرف لوٹ رہی ہے مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر لِ جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اضبط اسم تفضیل کے، اضبط مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مطوف ہوا اجمع کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر کان فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَتَہٗ : یہ جملہ معترضہ ہے اس لیے علیحدہ ترکیب کی جارہی ہے رَفَعَ فعل ماضی، لفظ اللّٰہ فاعل، دَرَجَۃَ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا رفع فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوا۔ اس لیے دعا بھی انشاء کی اقسام سے ہے۔

تحقیق: کِتَابٌ : فِعَالٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب کَتَبَ یَکْتُبُ کَتْبًا وَ کِتَابًا وَ کِتَابَۃً (لکھنا، واجب قرار دینا، کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْمَصَابِیْحِ : مِصْبَاحٌ کی جمع ہے چراغ کو کہتے ہیں یہ جمع منتہی الجموع کا وزن ہے جو غیر منصرف کا ایک سبب ہے اور دو سببوں کے قائم مقام ہے غیر منصرف اور منصرف دونوں معرب کی اقسام میں سے ہیں۔

اسباب منع صرف: اسباب منع صرف کی تعداد میں اختلاف ہے۔

(۱): بعض کے نزدیک صرف حکایت اور ترکیب ہیں۔

(۲): بعض کے نزدیک نو ہیں جو مشہور ہیں اور وہ یہ ہیں. عدل, وصف تانیث , معرفہ , عجمہ , جمع, ترکیب, وزن فعل, الف و نون زائدتان۔

(۳): بعض کے نزدیک دس ہیں نو مذکورہ اور ایک مراعات الاصل ۔

(۴): بعض کے نزدیک گیارہ ہیں نو مذکورہ ایک مراعات الاصل اور ایک شبہ الف

مقصورہ۔ جیسے ارعی اس کا الف اصلی نہیں ہے۔

(۵): بعض کے نزدیک تیرہ ہیں نو مذکورہ اور باقی یہ ہیں۔ حکایت ترکیب 'مراعات الاصل' شبہ الف مقصورہ۔

سوال: سب سے اصح کونسا مذہب ہے؟

جواب: سب سے اصح مذہب نو کا ہے اور اکثر یہ ہی استعمال ہوا کرتا ہے۔

سوال: المصابیح میں اسباب منع صرف میں سے کون سے دو اسباب ہیں یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو۔

جواب: المصابیح میں جمع منتہی الجموع ہے جو دو اسباب کے قائم مقام ہے ایک جمع دوسرا لزوم جمع؟

صَنَّفَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب صَنَّفَ يُصَنِّفُ تَصْنِيفًا (کتاب کو تصنیف کرنا، صنفیں بنانا، ایک دوسرے سے ممیز کرنا)، از باب تفعیل، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَلْإِمَامُ: فِعَالٌ کے وزن پر اسم ہے باب أَمَّ يَؤُمُّ أَمًّا وَإِمَامَةً وَإِمَامًا (قوم کا امام بننا، قصد کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے یہ مونث مذکر دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے بمعنی پیش امام' وہ جس کی اقتداء کی جائے، پیشوا' اس کی جمع اَيِمَّةٌ یا اَئِمَّةٌ آتی ہے۔

مُحْيِي: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب اَحْيٰى يُحْيِي اِحْيَاءً ا (زندہ کرنا) از باب اِفعال، ہفت اقسام سے لفیف مقرون، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: مُحْيٍ اصل میں مُحْيِيٌ تھا پھر دوسری یاء کی حرکت قاعدہ کے تحت گرادی تو 'مُ حْ يِ يْ نْ' سے 'مُ حْ ی یْ نْ' ہوگیا پھر اجتماع ساکنین سے دوسری یاء کو گرادیا تو 'مُ حْ يِ نْ' یعنی مُحْيٍ ہوگیا۔

قانون: ہر وہ واؤ یا یاء جو مکسور یا مضموم کسی لفظ کے آخر میں ہوں اور ان کا ماقبل بھی مکسور یا مضموم ہو

...واو یا یاء کی ... کو ساکن کردیں گے جیسے یَدْعُوْ جو اصل میں یَدْعُوُ تھا اور مُحْيٍ جو اصل میں مُحْيِيٌ تھا۔

اَلسُّنَّةِ: مصدر بروزن فُعْلَةٌ، باب سَنَّ يَسُنُّ سَنًّا وَسُنَّةً (چھری کو تیز کرنا، طریقہ اختیار کرنا، طریقہ مقرر کرنا، جاری کرنا)، از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَامِعُ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب قَمَعَ يَقْمَعُ قَمْعًا (مغلوب وذلیل کرنا، سر کی چوٹی پر مارنا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے یہاں پر مراد کاٹنے والا ہے۔

اَلْبِدْعَةِ: مصدر بمعنی اسم مفعول باب بَدَعَ يَبْدَعُ بِدْعًا وَبِدْعَةً (کوئی شے ایجاد کرنا، کوئی چیز بغیر نمونے کے بنانا، وہ چیز جو بغیر کسی سابق مثال کے بنائی جائے، مذہب میں نئی رسم) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَبُوْ مُحَمَّدٍ: مصنف رحمہ اللہ کی کنیت ہے۔

اَبُوْ: یہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے اور وہ یہ ہیں (اب، اخ، حم، ھن، فم، ذو مال) ان کا اعراب رفع واؤ کے ساتھ نصب الف کے ساتھ اور جر یا کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے جاءنی اخوك، رأیت اخاك، مررت باخیك۔

ان کی اصل اس طرح ہے کہ اب (باپ)، اخ (بھائی)، حم (عورت کے رشتے دار خاوند کے خاندان سے یعنی دیور)، ھن (عورت یا مرد کی شرمگاہ) یہ سب ناقص واوی سے ہیں اصل میں ابو، اخو، حمو، ھنو تھے۔ پھر واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا فم (منہ) یہ اجوف واوی سے ہے اصل میں فوہ تھا ہ کو خلاف قیاس حذف کر دیا اور واؤ غیر حالت اضافت میں میم سے بدل جاتی ہے جیسے فم میں ہے اور حالت اضافت میں بدستور قائم رہتی ہے۔ جیسے فوك، ذو (صاحب) یہ لفیف مقرون سے ہے۔ اصل میں ذو و تھا آخری واؤ کو حذف کر دیا اور بعض کے نزدیک ذُوَیٌ تھا بدلیل ذُوَیَانِ وذُوَیَاتٌ یہ ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے اسی واسطے

یہ جب بھی کہیں مثال کے لیے استعمال ہوتا ہو تو مال کی طرف مضاف کر کے استعمال کیا جاتا ہے

جیسے ذو مال اور کبھی شاذ طور پر ضمیر کی طرف مضاف کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔لیکن بغیر اضافت کے کبھی بھی استعمال نہیں ہوتا۔

ان کے اعراب کی چار شرائط ہیں۔

(۱):مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں۔

(۲):مضاف ہوں غیر مضاف نہ ہوں۔

(۳):مفرد ہوں تثنیہ اور جمع نہ ہوں۔

(۴):مضاف الی غیر یائے متکلم ہوں یائے متکلم کی طرف نہ ہوں۔

مُحَمَّدٍ:صیغہ واحد مذکر اسم مفعول باب حَمَّدَ يُحَمِّدُ تَحْمِيْدًا (تعریف کرنا، اللہ تعالیٰ کی بار بار تعریف کرنا، الحمد للہ زبان سے کہنا) از باب تفعیل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْحُسَيْنُ :فُعَيْلٌ کے وزن پر حَسَنٌ کی تصغیر ہے باب حَسُنَ يَحْسُنُ حُسْنًا (خوب صورت ہونا) از باب فَعُلَ يَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اِبْنُ :لفظ اِبْنٌ کا معنیٰ 'بیٹا' ہے اور یہ دو علموں کے درمیان ہو تو عموماً پہلے علم کی صفت اور دوسرے کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے عبد اللہ بن عمر تو اس مثال میں عبد اللہ موصوف اور بن مضاف اور عمر مضاف الیہ ہے پھر مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف کی صفت ہوگا۔

سوال:لفظ اِبْنُ کا ہمزہ کتابةً کب حذف ہوتا ہے؟

جواب:اِبْنٌ کے ہمزے کو کتابةً حذف کرنے کے لیے تین شرائط ہیں۔

(۱):لفظ اِبْنٌ دو علموں کے درمیان ہو تو اسکا ہمزہ حذف ہوگا۔

(۲):پہلے علم کی صفت ہو تو بھی ہمزہ حذف ہوگا۔

(۳):اگر سطر کے شروع میں ہو تو بھی ہمزہ حذف ہوگا۔

سوال: لفظ ابنٌ کی اصل کیا ہے نیز تعلیل وقاعدہ بھی بتائیں؟

جواب: اسکی اصل کے بارے میں اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں دو مذہب ہیں

(۱): اصل اسکی بَنْیٌ ہے (التاج ۔ ب ن ی) ۔

(۲): اصل اسکی بَنْوٌ یا بِنْوٌ ہے۔ (المفردات)

پہلے قول کے مطابق ناقص یائی ہے اور دوسرے قول کے مطابق ناقص واوی ہے۔

تعلیل: تعلیل میں اکثر لوگ واو یا یاء کو خلاف قیاس حذف کر کے اس کے عوض میں ہمزہ وصلی شروع میں لاتے ہیں تو ابن بن جاتا ہے۔

مَسْعُوْدٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب سَعِدَ یَسْعَدُ سَعْدًا وَ سَعَادَةً (نیک بخت ہونا، خوش نصیب ہونا، کسی کام پر مدد کرنا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

الْفَرَّ آءُ: یہ آپ کے والد صاحب کی صفت ہے وہ پوستین بنایا کرتے تھے یا پوستین کی تجارت کیا کرتے تھے لہذا یہ کتاب کی عبارت میں 'مَسْعُوْدٌ' کی صفت ہے اس لیے مجرور پڑھا جائے گا جبکہ 'البغوی' مرفوع پڑھا جائے گا اس لیے کہ یہ 'الحسین' کی صفت ہے بعض لوگوں نے 'الفراء' کو خود 'محی السنۃ' کی صفت قرار دیا ہے گویا کہ وہ خود یہ کام کیا کرتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاندانی نسبت ہو خود ان کے والد صاحب بھی یہ کام نہ کرتے ہوں بلکہ خاندان میں کسی وقت یہ کام ہوتا رہا ہو جس کی وجہ سے اس خاندان کے افراد کو 'الفراء' کہا جاتا ہو۔

نوٹ:۔ ہماری ترکیب میں 'الفراء' کو 'الحسین' کی ہی صفت بنایا گیا ہے۔

البغوی: یہ 'بغ' یا 'بغشور' کی طرف نسبت ہے جو 'مرو' اور 'ہرات' کے درمیان 'خراسان' کے علاقے میں ایک گاؤں ہے اگر 'بغشور' کی طرف نسبت ہو تو 'بغشوری' کہنا بھی جائز ہے اور 'بغوی' بھی اس لیے کہ مرکب امتزاجی کی طرف نسبت میں دونوں طریقے جائز ہیں پورے مرکب کی طرف نسبت کریں یا آخری جزو کو حذف کرنے کے بعد پہلے جزو کی طرف نسبت کریں جیسے بغشور سے بغشوری 'بعلبک' اور 'بعلبکی' دونوں جائز ہیں 'بغ' کی نسبت واو کا اضافہ 'بغی'

کے بجائے 'بغوی' نسبت کی گئی ہے اس لیے کہ 'بغی' کا معنیٰ 'زانیہ' کے ہیں اس لیے التباس سے بچنے کے لیے واؤ کو بڑھایا یہ 'اسماء محذوفة الاعجاز' کے قاعدے کے مطابق ہے جیسے دم سے دَمَوِيٌّ اور اب سے اَبَوِيٌّ وغیرہ ہیں ان میں بھی واؤ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

رفع الله درجته: کی تحقیق آئے گی۔

اَجْمَعَ: صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل، باب جَمَعَ يَجْمَعُ (جمع کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ یہ کَانَ کی خبر بن رہی ہے اس لیے منصوب ہے۔

اسم تفضیل: وہ اسم جو مصدر سے بنایا گیا ہو تاکہ اس بات کو ظاہر کرے کہ معنی مصدری ایک شی میں دوسری شیٔ کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جیسے۔ زيد افضل من عمرو ۔ (زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے) اب یہاں پر 'افضل' اسم تفضیل ہے جو فضل مصدر سے بنایا گیا ہے جس نے یہ بات بتلائی ہے کہ ذات زید میں مصدری معنی یعنی فضل ذات عمرو کی نسبت زیادہ ہے اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

(۱): من کے ساتھ جیسے زيد افضل من عمرو ۔

(۲) الف لام: کے ساتھ جیسے جاء نی زيد ن الافضل (آیا میرے پاس زید جو بہت فضیلت والا ہے۔)

(۳): اضافت کے ساتھ یعنی مضاف ہو کر جیسے زيد افضل القوم (زید قوم میں سب زیادہ افضل ہے)

بَابِ: (یہ اسم مصدر ہے باب بَوَّبَ يُبَوِّبُ تَبْوِيبًا (ابواب میں تقسیم کرنا) از باب تفعیل، ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔ اصل میں بَوَبٌ تھا پھر قال کے قاعدہ کے تحت واؤ کو الف سے بدل دیا تو بَابٌ ہو گیا۔

اَضْبَطَ: صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل، باب ضَبَطَ يَضْبِطُ ضَبْطًا (چمٹنا، غلبہ پانا، قوی ہونا، مضبوط ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے

اس کا عطف 'اجمع' پر ہے اس لیے منصوب ہے۔

شَوَارِدِ: یہ شَارِدَۃٌ کی جمع ہے جمع منتہی الجموع باب شَرَدَ یَشْرُدُ شَرُدًا (بدکنا، چمکنا، اللہ کی اطاعت سے نکلنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے یہ غیر منصرف ہے اور اضافت کی وجہ سے کسرہ آیا ہے۔

اَلْاَحَادِیْثِ: حدیث کی خلاف قیاس جمع ہے۔ حدیث کا باب حَدَّثَ یُحَدِّثُ تَحْدِیْثًا (حدیث بیان کرنا، روایت کرنا، خبر دینا) از باب تفعیل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے یہ غیر منصرف ہے اس لیے کہ جمع منتہی الجموع کا وزن ہے۔ لیکن کسرہ الف لام کی وجہ سے آیا ہے۔

اَوَابِدِ: یہ اٰبِدَۃٌ کی جمع منتہی الجموع ہے باب اَبَدَ یَاْبِدُ اُبُوْدًا و اَبِدَ یَاْبَدُ اَبَدًا (غریب لغت استعمال کرنا، جنگلی ہونا) از باب فعل یفعل، ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ یہ بھی غیر منصرف ہے اور اس کا عطف چونکہ شوادر پر ہے اور مضاف ہے اس لیے مکسور ہے۔

سوال: ھا ضمیر کا مرجع 'الاحادیث' ہے لیکن 'الاحادیث جمع ہے اور ھا ضمیر واحد مونث کے لیے آتی ہے دونوں میں مطابقت نہیں ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب: عَفَتْ اٰثَارُھَا کی بحث میں جواب موجود ہے۔ فارجع ان شئت۔

قولہ: (وَلَمَّا سَلَكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَرِيْقَ الْاِخْتِصَارِ وَحَذَفَ الْاَسَانِيْدَ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ النُّقَّادِ).

ترجمہ: ''اور جب وہ چلے اختصار کے راستے پر اور انہوں نے سندوں کو حذف کر دیا تو بعض تنقید کرنے والوں نے ان کے کام کے بارے میں کلام کیا''

تشریح: چونکہ صاحب مصابیح نے اپنی کتاب میں نہ تو راویوں کا ذکر کیا تھا یعنی نہ تو سند ذکر کی نہ ہی حوالہ کتب تو مصنف کا یہ فعل اختصار کی وجہ سے تھا لیکن اس پر بعض محدثین ناقدین نے اعتراض کیا، اس لیے کہ کسی بھی حدیث پر اس وقت صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ کا حکم نہیں لگا سکتے جب تک

اس کی سند کو نہ پرکھا جائے جب تک سند نہ دیکھ لی جائے کہ یہ حدیث کس راوی نے روایت کی ہے اور پھر ہی اس حدیث پر عمل ہو سکے گا جبکہ اس کی حیثیت کا یقین ہوگا اگر چہ نقل حدیث کے معاملے میں صاحب مصابیح ثقہ وصدوق محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں، اسلئے ان کا کسی حدیث کو بغیر سند کے نقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے سند کے ساتھ نقل کیا ہو۔

ترکیب: وَ عاطفہ، لَمَّا ظرف شرط کو متضمن ہے اور تَکَلَّمَ کا مفعول فیہ ہے، سَلَكَ فعل ماضی، اس کے اندر هُوَ ضمیر صاحب مصابیح کی طرف لوٹ رہی ہے فاعل، (مُحيِ السُّنَّةِ کی طرف لوٹا دیں تب بھی ٹھیک ہے اور اگر ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی کی طرف لوٹائیں تب بھی ٹھیک ہے کیونکہ مراد ایک ہی ذات ہے) طَرِيْقَ مضاف، الْإِخْتِصَارِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر فعل کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، حَذَفَ فعل، هُوَ ضمیر فاعل، (جو مصنف کی طرف لوٹ رہی ہے) الْاَسَانِيْدَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر شرط، تَكَلَّمَ فعل ماضی، فِيْ جارہ، هِ ضمیر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئی تَكَلَّمَ کے، بَعْضُ مضاف، النُّقَّادِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا تَكَلَّمَ کا، تَكَلَّمَ فعل اپنے فاعل، لَمَّا ظرف اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: رَضِيَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ فاعل عَنْ جارہ، ہُ ضمیر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق رَضِيَ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ معترضہ ہوا۔

نوٹ: اگر حَذَفَ فعل کو حَذْفٌ مصدر بھی پڑھیں تو ٹھیک ہے اس صورت میں یہ مضاف ہوگا اور اس کا عطف طریق پر ہوگا معطوف علیہ معطوف سے مل کر مفعول بہ بنیں گے سَلَكَ کے۔

تحقیق: لَمَّا یہ حروف جوازمہ میں سے ہے یعنی جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں لیکن بعض مقام پر یہ شرط کے معنی کو بھی متضمن ہوتا ہے جس وقت اس کا معنی جب کا ہوتا ہے اور ماضی کے دو جملوں پر آتا ہے اور دونوں جملے شرط جزا بنتے ہیں ابن سراج اور ابن جنی اور فارسی وغیرہ کا قول ہے کہ لما

حرف شرط نہیں بلکہ اسم ظرف ہے حین کا ہم معنی، ابن مالک نے کہا لما اذ کی طرح ہوتا ہے اذ کا مدخول کبھی جملہ ماضیہ ہوتا ہے اور لما کا بھی، لما کی جزا کا فعل ماضی ہونا بالاتفاق صحیح ہے بلکہ جمہور علماء نحو کے نزدیک شرط ہے جیسے ﴿فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ﴾ (الاسراء/٦٧) (جب اس نے بچا کر تم کو خشکی تک پہنچا دیا تو تم نے روگردانی کی)۔ لما استثنائیہ بھی آتا ہے اِلَّا کا ہم معنی (مگر) کے معنی میں، جیسے ﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ (الطارق/٤) (کوئی نفس ایسا نہیں کہ اس کے اعمال کا نگران نہ ہو) ہم نے یہ ترجمہ لما نافیہ کا کیا ہے جیسا کہ بعض لوگ اس جگہ قائل ہیں محل استثناء کے لحاظ سے ترجمہ یوں ہوگا کوئی نفس نہیں مگر اس پر نگران مامور ہے۔

سوال: لَمَّا اصل میں کیا تھا؟

جواب: بعض لوگ قائل ہیں کہ لما مصدر ہے اصل میں لما تھا اور لماً کا معنی ہے جمعاً، تنوین گرادی گئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ لَمَّا بروزن فَعْلٰی صفت کا صیغہ ہے لَمٌّ سے (جمع کرنے والا) رسم الخط کے لحاظ سے لمّٰی لکھنا چاہیے لیکن ی کو بصورت الف لکھا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اصل لما کی لَ مَنْ مَا تھی پھر نون کو گرا کر میم کو میم میں ادغام کر دیا ایک قول کے مطابق لَنْ مَا تھا پھر نون کو میم میں ادغام کر دیا مزید تفصیل لغات القرآن میں ملاحظہ فرمائیں۔

الاِخْتِصَار: مصدر (اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنا، کلام کو مختصر کرنا، قریب ترین راستہ اختیار کرنا) از باب افتعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

حَذَفَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت، حَذَفَ يَحْذِفُ حَذْفاً (گرانا، کاٹنا، لاٹھی یا پتھر سے مارنا، چلنے میں قریب قریب قدم رکھنا، حذف کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ، ہفت اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

الاَسَانِيْد: اسناد کی جمع ہے اَفَاعِيْلُ کا وزن ہے جو منتہی الجموع کا وزن ہے اور نصبی حالت کی وجہ سے فتح آیا ہے مگر اس وقت یہ منصرف ہے غیر منصرف نہیں، اس لئے کہ اس پر الف لام داخل ہے۔

اِسْنَادِ: مصدر ہے (علم مناظرہ میں حوالہ دینا، پہاڑ پر چڑھنا، پہاڑ پر چڑھانا، کسی کی طرف منسوب

کرنا) از باب افـعـال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: یہ جملہ معترضہ ہے اور جملہ معترضہ وہ ہے جس کا تعلق نہ پہلے کلام سے ہو نہ اگلے کلام سے ہو۔

رَضِيَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، رَضِيَ يَرْضٰى رِضًى وَرِضْوَانًا (پسند کرنا) از باب فَعِلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

سوال: رَضِيَ کے آخر میں 'ی' ہے جبکہ آپ نے ناقص واوی کہا ہے تعلیل یا قانون سے وضاحت فرمائیے۔

جواب: اصل میں رَضِيَ رَضِوَ تھا پھر واؤ کو ی سے بدل دیا رضی ہو گیا۔

قانون: ہر وہ واؤ جو کلمہ کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہو تو وہ ی سے بدل جاتی ہے جیسے دُعِيَ، رَضِيَ، اصل میں دُعِوَ اور رَضِوَ تھا۔

تَكَلَّمَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، تَكَلَّمَ يَتَكَلَّمُ تَكَلُّمًا (بات کرنا، کلام کرنا، بولنا) از باب تَفَعُّلٌ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

بَعْضُ: کل کے اعتبار سے شیء کے کسی جزء کو بعض کہتے ہیں اسی لیے کل کے مقابل بولا جاتا ہے اس کا معنی (کچھ، ٹکڑا) ہے باب بَعَّضَ يُبَعِّضُ تَبْعِيضًا (حصہ بنانا، الگ الگ کر کے جزء بنانا) از باب تفعل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

النُّقَّادِ: فُعَّالٌ کے وزن پر نَاقِدٌ کی جمع ہے باب نَقَدَ يَنْقُدُ نَقْدًا (کلام کی خوبی اور برائی ظاہر کرنا، پرندے کا چونچ مارنا، تنقید کرنا، چپکے چپکے دیکھنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قولہ: (وَإِنْ كَانَ نَقْلُهُ وَإِنَّهُ مِنَ الثِّقَاتِ كَالْإِسْنَادِ).

ترجمہ:''اور اگر چہ تھا ان کا نقل کرنا (بلا اسناد) اور اس حال میں کہ وہ ثقات میں تھے سند بیان کرنے کی مانند''

تشریح: اصل میں عبارت یوں ہونی چاہیے تھی وَاِنْ كَانَ نَقْلُهٗ كَالْاِسْنَادِ وَاِنَّهٗ مِنَ الثِّقَاتِ (اور اگر چہ ان کا نقل کرنا (بلا سند کے) سند بیان کرنے کی مانند ہے اور بے شک وہ ثقات میں تھے، ہم نے ترجمہ اوپر والی عبارت کے لحاظ سے کیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ صاحب مشکاۃ کی توثیق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور عظمت وشان بیان فرما رہے ہیں کہ امام صاحب نے اگر چہ سند ذکر نہیں کی لیکن چونکہ امام صاحب صدوق وثقہ محدثین میں سے ہیں اس لیے ان کا سند نہ ذکر کرنا گویا کہ سند ذکر کرنے کے مانند ہے۔

ترکیب: وَ عاطفہ، اِنْ شرطیہ متصلہ، كَانَ فعل ناقص، نَقْلُ مضاف، ہٗ ضمیر ذوالحال، وَ حالیہ، ان حرف مشبہ بالفعل، ہٗ ضمیر اس کا اسم، مِنْ جارہ، الثِّقَاتِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے محذوف ثَابِتٌ کے، ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی حرف مشبہ بالفعل کی، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر حال ہوگا، ذوالحال حال مل کر كَانَ کا اسم، كَ حرف جار، الْاِسْنَادِ مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثابتاً کے، ثابتاً اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی کان فعل ناقص کی، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ خبریہ ہو کر شرط، اس کی جزا محذوف ہے اس لیے کہ اِنْ وصلیہ یا متصلہ کی جزا ہمیشہ محذوف ہوتی ہے اور جملہ سابقہ اس پر دلالت کرتا ہے اور وہ جزا محذوف یہاں تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ النُّقَّادِ پوری عبارت یوں ہوئی، و ان کان نقلہ و انہ من الثقات کالاسناد تکلم فیہ بعض النقاد.

اس کا مفہوم یوں بنے گا کہ اگر چہ مصنف کی سند نہ بیان کرنا سند بیان کرنے کی مانند ہے لیکن پھر بھی بعض ناقدین نے تنقید کی ہے۔

و انہ من الثقات، کان کے اسم نَقْلُ سے بھی حال بن سکتا ہے لیکن اس وقت اَنَّ کے بجائے اِنَّ پڑھیں گے۔

نوٹ: و ان کان نقلہ ..... کالاسناد لکن لیس .... کالاغفال. کی ایک اور ترکیب ہے

اور وہ یہ کہ لکن شرط جزاء بن کر مستدرک منہ لکن حرف استدراک اور آگے مستدرک، مستدرک منہ اور مستدرک مل کر جملہ استدراکیہ فعلیہ ہو جائے گا۔

نَقْلٌ: مصدر، نَقَلَ یَنْقُلُ نَقْلًا (ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنا، روایت کرنا، ترجمہ کرنا، کتاب نقل کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

الثِّقَاتِ: عِلَاتٌ کے وزن پر ثِقَةٌ کی جمع ہے از باب وَثَقَ یَثِقُ ثِقَةً وَوُثُوقاً وَ مَوْثِقاً (اعتبار کرنا، بھروسہ کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: ثِقَاتٌ چونکہ ثِقَةٌ کی جمع ہے، اس لیے ہم ثقہ کی تعلیل کئے دیتے ہیں، ثِقَةٌ اصل میں وِثْقٌ تھا، بروزن فِعْلٌ، پھر 'واؤ' کو حذف کر کے اس کے آخر میں 'ۃ' زائد کردی تو ثِقَةٌ ہو گیا، 'ث' کو ساکن ہونے کی وجہ سے کسرہ دے دیا۔

قاعدہ: جو مصدر 'فِعْلٌ' کے وزن پر ہو، اگر اس کا 'فا' کلمہ 'واؤ' ہو، اور اسکے مضارع میں تعلیل ہو چکی ہو تو اس 'واؤ' کو حذف کر دیتے ہیں، اور 'عین' کلمے کو کسرہ دے دیتے ہیں اور آخر میں 'تاء' بڑھا دیتے ہیں، جیسے عِدَةٌ، زِنَةٌ، سِعَةٌ جو اصل میں وِعْدٌ، وِزْنٌ، وِسْعٌ تھا۔

مگر مضارع مفتوح العین کے مصدر میں کبھی فتحہ بھی دے دیتے ہیں، مثلاً سِعَةٌ کو سَعَةٌ بھی پڑھتے ہیں، اس لیے کہ یہ باب مضارع مفتوح العین ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مذکورہ تینوں مصادر اصل وضع میں مفتوح الواؤ بھی ہیں اور مکسور الواؤ بھی ہیں یعنی وِعْدٌ، وِزْنٌ اور وِسْعٌ اور وَعْدٌ، وَزْنٌ، وَسْعٌ، تو جو مصدر مفتوح الواؤ ہے، تو اس میں تعلیل نہیں کی جاتی اور وہ اصل وضع کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے اور جو مصدر مکسور الواؤ ہے تو اس میں قاعدے کے تحت تعلیل کر دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب لغت میں یہ مصادر بکسر الواؤ نہیں ملتے کیونکہ ان کے مکسور 'واؤ' کے حذف کرنے کے بعد 'ۃ' آخر میں بڑھا دی جاتی ہے اور 'عین'

کلمہ کو کسرہ دے دیا جاتا ہے باقی تفصیل زنجانی للتفتازانی اور شرح شافیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

قَوْلُہٗ: (لٰکِنْ لَیْسَ مَافِیْہِ اَعْلَامٌ کَالْاَغْفَالِ).

ترجمہ: ''لیکن نہیں وہ چیز جس میں نشان لگے ہوں اس کی مانند جس میں نشان نہ لگے ہوں''۔

تشریح: 'اَعْلَامٌ' 'عَلَمٌ' کی جمع ہے اور 'عَلَمٌ' کسی چیز کی علامت اور اثر کو کہتے ہیں، ایسی علامت واثر جس سے کوئی چیز پہچانی جائے اور دوسرا 'اَعْلَامٌ' اس سڑک کو بھی کہتے ہیں جس میں سنگ میل ہوتے ہیں، اس کے مقابلے میں 'اَغْفَالٌ' وہ چیز جس پر کوئی نشان نہ ہو اور وہ زمین یا سڑک جس پر علامت واثر نہ ہو کہ جس سے وہ پہچانی جا سکے یعنی مجہول زمین، اور بعض نسخوں میں ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ بھی آئے ہیں، یعنی 'اِعْلَامٌ' اور 'اِغْفَالٌ' اس وقت لفظا تو مصدر ہیں اور معنیٰ ایک دوسرے کی ضدیں ہیں، یہاں مصنف رحمہ اللہ 'اِعْلَامٌ' سے مراد اپنی کتاب "مشکاۃ المصابیح" لے رہے ہیں جس میں نشان لگے ہوئے ہیں یعنی راوی کا نام اور حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اور 'اِغْفَالٌ' سے مراد "کتاب المصابیح" ہے، جس میں امام بغوی رحمہ اللہ نے نہ راوی کا نام ذکر فرمایا تھا اور نہ ہی حوالہ جات دیئے تھے۔

اس کلام سے امام تبریزی یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ 'اَغْفَالٌ' کے بعد یعنی مشکاۃ المصابیح میں راویوں کے نام اور حوالہ جات دینے سے کتاب کی افادیت میں زیادتی ہوئی ہے، جبکہ پہلی کتاب یعنی کتاب المصابیح اس زمین کی مانند تھی جس پر کوئی نشان نہ لگایا گیا ہو اور وہ نہ پہچانی جائے، حقیقت میں اس کلام سے امام تبریزی رحمہ اللہ، امام بغوی رحمہ اللہ کے قصور کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور اپنی کتاب کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں، لیکن حقِ عبارت یہ تھا کہ کہا جائے

"لٰکِنْ لَیْسَ مَافِیْہِ اَغْفَالٌ کَالْاَعْلَامٌ"

لیکن امام تبریزی رحمہ اللہ نے قلب کلام اور امام بغوی رحمہ اللہ کی شان وشوکت کی بناء پر اور اپنی کسر نفسی کی بناء پر یہ عبارت یوں لائی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے کتاب میں حدیث کے شروع میں راوی کا نام نہ لکھا اور آخر میں کتب احادیث کا حوالہ نہ دیا۔

ترکیب: لٰکِنْ، حرف مشبہ بالفعل مخففہ (یہ مخففہ ہونے کی صورت میں حرف عطف ہوتا ہے) اس لیے لٰکِنْ حُرف عطف، لَیسَ فعل ناقص، مَا موصولہ، فی جارہ، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابت محذوف کے، ثَابت صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، اَعلَامٌ متبدا موخر، مبتدا مؤخر اور خبر مقدم ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مَا موصولہ کا صلہ، موصولہ صلہ ملکر لَیسَ کا اسم، کَ حرف جار، اَلاَغفَالِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً کے، ثابتا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکرشبہ جملہ ہوکر لَیسَ کی خبر ہوئی لَیسَ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ خبریہ ہوا۔

تحقیق: اَعلَامٌ: اگر ہمزہ کے 'فتح' کے ساتھ ہو تو عَلَمٌ کی جمع ہے اور عَلَمٌ کی جمع عِلَامٌ بھی آتی ہے، اس کا معنی (راہ کا نشان، اونچا پہاڑ، علامت، نشان، منارہ)۔

اور اگر ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ہو تو مصدر بروزن اِفعَال ہے، باب اَعلَمَ یُعلِمُ اِعلَاماً، (جتانا، اطلاع دینا، لڑائی کی علامت لگانا، علامت لگانا)، از باب اِفعَال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلاَغفَالِ: یہ بھی اگر ہمزہ کے فتح کے ساتھ ہو تو غُفلٌ کی جمع اور غُفلٌ (بضم الغین اوسکون الفاء) کا معنیٰ، (بے علامت، بے حسب آدمی، جس شعر کا قائل معلوم نہ ہو، غیر آباد زمین)۔

اور اگر ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اِفعَالٌ کے وزن پر مصدر، باب اَغفَلَ یُغفِلُ اِغفَالًا، (چھوڑ دینا، غافل نام رکھنا، غافل شمار کرنا، نقطے لگانا)، از باب اِفعَال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَولُہٗ: (فَاستَخَرتُ اللّٰہَ وَاستَوفَقتُ مِنہُ فَاَعلَمتُ مَا اَغفَلَہٗ).

ترجمہ: ''پس میں نے اللہ تعالی سے استخارہ کیا، اور اس سے توفیق طلب کی، پس میں نے نشان

لگایا ان چیزوں پر جن کو چھوڑ اتھا ان (امام بغوی رحمہ اللہ صاحب) نے"۔

تشریح: امام تبریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان حالات میں پھر میں نے پختہ ارادہ کیا، کہ میں یہ کام ضرور کروں گا، یعنی ان احادیث میں راویوں کے نام ذکر کروں گا، اور انکے حوالہ جات ذکر کروں گا، تو پھر میں نے اس پختہ عزم وارادہ کے بعد اللہ رب العزت سے استخارہ کیا اور کائنات کے ربّ سے مدد طلب کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص اعانت وامداد کے سوا کوئی کام صحیح طریقے پر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، اور پھر میں نے ان روایات پر راویوں کے نام ذکر کئے اور کتب احادیث سے انکے حوالہ جات بھی نقل کر دیئے۔

ترکیب: فَ عاطفہ، اِسْتَخَرْتُ فعل ماضی، تُ ضمیر مرفوع متصل اس میں اس کا فاعل لفظ اللّٰہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اِسْتَوْفَقْتُ فعل ماضی، اس میں تُ ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، مِنْ حرف جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، اِسْتَوْفَقْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہو کر پھر معطوف علیہ، فَ عاطفہ، اَعْلَمْتُ فعل ماضی، تُ ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، مَا اسم موصول اَغْفَلَ فعل ماضی، اس میں ھو ضمیر اسکا فاعل، ہٗ ضمیر منصوب متصل، مفعول بہ، اَغْفَلَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر اَعْلَمْتُ فعل کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تحقیق: اِسْتَخَرْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ اِسْتِخَارَۃً (بھلائی و خیر طلب کرنا، کسی کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ بہتر کام اسکے حق میں پسند فرمائے)، از باب اِسْتِفْعَال ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اِسْتَخَرْتُ اصل میں ''اِسْتَخْيَرْتُ'' تھا یعنی ''اِسْ تَ خْ یَ رْ تُ''، پھر 'ی' کی حرکت 'خ' کو دے دی اور 'ی' کو 'الف' سے بدل دیا، تو 'اِسْ تَ خَ ا رْ تُ' ہو گیا، پھر جمع

ساکنین کی وجہ سے 'الف' کو گرادیا تو 'اِسْتَخْرَتُّ' یعنی اِسْتَخْرَتُ ہوگیا ہے۔

قاعدہ: وہ 'واوٗ' یا 'یاءٗ' کہ انکا ماقبل ساکن ہو اور وہ خود متحرک ہوں تو انکی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں، اب اگر وہ 'واوٗ' یا 'یاءٗ' مفتوح ہوں تو انکی حرکت ماقبل کو دے کر انکو 'الف' سے بدل دیتے ہیں، جیسے 'یُقَالُ' یُبَاع اور اِسْتَخَرْتُ، کہ اصل میں یُقْوَلُ، یُبْیَعُ اور اِسْتَخْیَرْتُ تھا، اور اگر وہ 'واوٗ' یا 'یاءٗ' مکسور یا مضموم ہوں تو اُن کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں، ان کو الف سے نہیں بدلتے بلکہ اپنی حالت پر رہنے دیتے ہیں، جیسے یَقُوْلُ، یَبِیْعُ، کہ اصل میں یَقْوُلُ اور یَبْیِعُ تھا۔

اِسْتَوْفَقْتُ : صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِسْتَوْفَقَ یَسْتَوْفِقُ اِسْتِیْفَاقاً (اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہنا) از باب اِسْتِفْعال ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَعْلَمْتُ : صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَعْلَمَ یُعْلِمُ اِعْلَاماً (جتانا، اطلاع دینا، لڑائی میں رنگی اُون کا نشان گھوڑے پر لگانا، نقش ونگار بنانا، علامت لگانا)، از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَغْفَلَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَغْفَلَ یُغْفِلُ اِغْفَالاً (چھوڑ دینا، غافل نام رکھنا، غافل شمار کرنا، کتاب پر نقطے نہ لگانا)، از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

قولہ: (فَاَوْدَعْتُ کُلَّ حَدِیْثٍ مِنْهُ فِیْ مَقَرِّهٖ، کَمَا رَوَاهُ الْاَئِمَّةُ الْمُتْقِنُوْنَ وَالثِّقَاتُ الرَّاسِخُوْنَ مِثْلُ اَبِیْ عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِبْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیِّ وَ اَبِی الْحُسَیْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْقُشَیْرِیِّ وَاَبِیْ عَبْدِاللهِ مَالِكِ بْنِ اَنَسِ نِ الْاَصْبَحِیِّ وَاَبِیْ عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِبْنِ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِیِّ وَاَبِیْ عَبْدِ اللهِ اَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ حَنْبَلِ نِ الشَّیْبَانِیِّ وَاَبِیْ عِیْسٰی مُحَمَّدِبْنِ عِیْسٰی التِّرْمَذِیِّ وَاَبِیْ دَاوٗدَ سُلَیْمَانَ بْنِ الْاَشْعَثِ السِّجِسْتَانِیِّ وَاَبِیْ عَبْدِالرَّحْمَانِ اَحْمَدَبْنِ شُعَیْبِ نِالنَّسَائِیِّ وَاَبِیْ عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِبْنِ یَزِیْدَبْنِ مَاجَةَ

اَلْقَزْوِيْنِيّ، وَاَبِىْ مُحَمَّدٍعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَانِ الدَّارِمِيّ وَ اَبِىْ الْحَسَنِ عَلِيّ بْنِ عُمَرَالدَّارقُطْنِيّ وَاَبِىْ بَكْرٍ اَحْمَدَبْنِ حُسَيْنِ نِ الْبَيْهَقِيّ وَاَبِى الْحُسَيْنِ رَزِيْنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدَرِيّ وَغَيْرِهِمْ وَقَلِيْلٌ مَاهُوَ).

ترجمہ: ”اور میں نے رکھ دیا (چھوڑ دیا) ہر حدیث کو اس (مصابیح سے) اس کی جگہ پر جس طرح روایت کیا اس کو ضابط اور ثقہ ماہر فن اماموں نے مثلاً ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری اور ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری اور ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی اور ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی اور ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی اور ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی اور ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی اور ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی اور ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی اور ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی اور ابوحسن علی بن عمر دارقطنی اور ابوبکر احمد بن حسین بیہقی اور ابوحسین رزین بن معاویہ عبدری اور انکے علاوہ اور بھی اور وہ تھوڑے ہیں“۔

تشریح: امام تبریزی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں کہ میں نے جس طرح امام بغوی رحمہ اللہ نے احادیث کو ذکر فرمایا تھا اسی طرح اسی جگہ پر بغیر تقدیم و تاخیر کے ان احادیث کو ذکر کیا اور جس طرح محدثین نے ان احادیث کو روایت کیا اسی طرح میں نے ان کو لکھا ہے۔

پھر امام تبریزی رحمہ اللہ محدثین کے نام ذکر فرماتے ہیں کہ کن محدثین نے ان روایات کو روایت کیا، ہم ان محدثین کا تذکرہ کتاب کے شروع میں ہی کر آئے ہیں، وَغَيْرُهُمْ وَقَلِيْلٌ مَاهُوَ، سے مراد چند ایسے محدثین ہیں جن کا تذکرہ کتاب میں موجود ہے مگر وہ بہت کم ہیں، مثلاً امام ابن عبدالبر (ص،544)، امام ابن جوزی (ص،544)، امام حمیدی، امام بغوی، رحمۃ اللہ علیہم۔

ترکیب: فَ حرف عطف، اَوْدَعْتُ فعل ماضی، تُ، ضمیر مرفوع متصل، اسکا فاعل، كُلَّ مضاف، حَدِيْثٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل اَوْدَعْتُ کا، مِنْ جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اَوْدَعْتُ کے، فِیْ حرف جارہ، مَقَرِّ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَوْدَعْتُ فعل کے، كَ جارہ،

مَـا موصولہ، رَوٰی فعل ماضی، ہٗ ضمیر منصوب متصل، مفعول بہ، اَلْاَئِمَّۃُ موصوف، اَلْمُتْقِنُوْنَ صفت، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَلثِّـقَـاتُ موصوف، اَلـرَّاسِـخُوْنَ صفت، موصوف صفت ملکر معطوف، معطوف علیہ اور معطوف ملکر مبدل منہ، مِثْــــــــلُ مضاف، اور اَبِیْ......اَلْعَبْدَرِیِّ، تمام ملکر مضاف الیہ، مِثْلُ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، غَیْرُ مضاف، ھُمْ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، قَلِیْل صیغہ صفت مؤکد، مَازائدہ غیر کافہ برائے تاکید، مؤکد تاکید ملکر خبر مقدم، ھُوَ مبتدا مؤخر، خبر مقدم مبتدا ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر پھر معطوف ہوا مِثْلُ، مِثْلُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبدل منہ کا بدل ہوا، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فِعل کا فاعل، رَوٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَـــا موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر کاف جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثالث ہوا اَوْدَعْـــتُ فعل کے، فِعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور تینوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اب ہم تمام ناموں کی الگ الگ ترکیب کرتے ہیں۔

(۱): مِثْلُ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدِبْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیِّ

مِثْلُ مضاف، اَبِیْ مضاف الیہ مضاف، عَبْدِ مضاف الیہ مضاف، لفظ اللہ مضاف الیہ، عَبْدِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا اَبِیْ مضاف کا، اَبِیْ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر متبوع، مُحَمَّدِ موصوف، اِبْن مضاف، اِسْمَاعِیْلَ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اوّل، اَلْبُخَارِی صفت ثانی، محمد موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر تابع عِطف بیان، متبوع اپنے تابع عطف بیان سے ملکر معطوف علیہ، اگلے تمام نام معطوف اوّل، ثانی، ثالث وغیرہ سے تعبیر کیے جائیں گے۔

(۲): وَاَبِی الْحُسَیْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْقُشَیْرِیِّ

ترکیب: وَ حرف عطف، اَبِیْ مضاف، اَلْحُسَیْنِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر متبوع،

باقی ترکیب پچھلی ہے۔ مُسْلِم موصوف اپنی اِبْنِ الْحَجَّاج اور اَلْقُشَيْرِی دونوں صفات سے ملکر تابع عطف بیان، متبوع اپنے تابع عطف بیان سے ملکر معطوف اوّل۔

(۳): وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ مَالِكِ بْنِ اَنَسِ نِ الْاَصْبَحِيِّ

ترکیب: بالکل پہلی ترکیب کی طرح ہے، معطوف ثانی۔

(۴): وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيِّ

ترکیب: بالکل پہلی ترکیب کی طرح ہے، معطوف ثالث۔

(۵): وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ اَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ حَنْبَلِ نِ الشَّيْبَانِيِّ

ترکیب: وَ عاطفہ، اَبِیْ مضاف، عَبْدِ مضاف الیہ مضاف، لفظ اللہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اَبِی کا مضاف الیہ، اَبِیْ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر متبوع، اَحْمَدَ موصوف، ابْن مضاف، مُحَمَّدِ موصوف، اِبْنِ مضاف، حَنْبَلِ مضاف الیہ، اِبْنِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مُحَمَّدِ موصوف کی صفت، موصوف صفت ملکر اِبْنِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف اَحْمَدَ کی صفتِ اول اَلشَّيْبَانِيِّ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر تابع عطف بیان، متبوع اپنے تابع عطف بیان سے ملکر معطوف رابع۔

(۶): وَاَبِیْ عِيْسٰى مُحَمَّدِبْنِ عِيْسٰى التِّرْمِذِيِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۱) کی طرح ہے، معطوف خامس۔

(۷): وَاَبِیْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنِ الْاَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۲) کی طرح ہے، معطوف سادس۔

(۸): وَاَبِیْ عَبْدِالرَّحْمَانِ اَحْمَدَبْنِ شُعَيْبِ نِ النَّسَائِيِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۱) کی طرح ہے، معطوف سابع۔

(۹): وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدِبْنِ يَزِيْدَبْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۵) کی طرح ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اس میں اِبْنِ مَاجَه، مُحَمَّدٍ کی ہی صفت ہے نہ کہ یَزِیْدَ کی، پھر مُحَمَّدٍ موصوف اپنی تینوں صفات سے ملکر تابع عطف بیان بنے گا، پھر متبوع تابع ملکر معطوف ثامن ہوگا۔

(۱۰): وَاَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَانِ الدَّارِمِیِّ

ترکیب: وَ عاطفہ، اَبِیْ مضاف، مُحَمَّدٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر متبوع، عَبْدِ مضاف، لفظ اللّٰهِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف، اِبْنِ مضاف، عَبْدِ مضاف الیہ مضاف، اَلرَّحْمَانِ مضاف الیہ، عَبْدِ مضاف اپنے الرَّحْمَانِ مضاف الیہ سے ملکر اِبْنِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف کی صفت اوّل، اَلدَّارِمِیِّ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر تابع عطف بیان، متبوع اپنے تابع سے ملکر معطوف تاسع ہوا۔

(۱۱): وَ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِیِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۲) کی طرح ہے، معطوف عاشر۔

(۱۲): وَاَبِیْ بَكْرٍ اَحْمَدَبْنِ حُسَیْنِ نِ الْبَیْهَقِیِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۲) کی طرح ہے، معطوف احد عشر،

(۱۳): وَاَبِی الْحُسَیْنِ رَزِیْنِ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْعَبْدَرِیِّ

ترکیب: ترکیب نمبر(۲) کی طرح ہے، معطوف اثنا عشر۔

معطوف علیہ (اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِبْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیِّ) اپنے تمام معطوفوں سے ملکر مِثْلُ مضاف کا مضاف الیہ ہوا، باقی ترکیب پیچھے گزر چکی ہے۔

تحقیق: اَوْدَعْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَوْدَعَ یُوْدِعُ اِیْدَاعًا (امانت رکھنا، کسی سے بھید کہنا اور اس کو راز میں رکھنے کے لیے کہنا)، از باب اِفْعَال، ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

کُلَّ: لفظ کُل لفظاً واحد ہے اور معنیً کے لحاظ سے جمع ہے اس لیے اس کا استعمال دونوں طرح سے

ہوتا ہے، جیسے کُلُّ الْقَوْمِ حَضَرَ اور کُلُّ الْقَوْمِ حَضَرُوْا، دونوں درست ہیں، یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے، بعض اہل لغت کے نزدیک مؤنث کے لیے 'کُلَّةٌ' کا لفظ آتا ہے، (قاموس) یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) افرادی (۲) مجموعی

(۱) افرادی: ہمیشہ نکرہ مفردہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، جس کا ترجمہ ہوتا ہے (ہر ایک)، جیسے ﴿کُلُّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ﴾ (الاسراء/۱۳)، ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ﴾ (البقرة/۲۰) (بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے) وغیرہ وغیرہ۔

(۲) کُلٌّ مجموعی: معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے، اس وقت مجموعہ افراد پر دلالت کرتا ہے، اس وقت اس کا ترجمہ (سب، پورا) ہوتا ہے، جیسے کُلُّ الْقَوْمِ حَضَرُوْا، یعنی (تمام، پوری، سب قوم حاضر ہوئی)، یا اس ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے، جو معرف باللام کی طرف راجع ہو، جیسے ﴿سَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ﴾ (الحجر/۳۰) "سب فرشتوں نے سجدہ کیا"۔

کبھی لفظ کُلٌّ سے ایک چیز کے افراد کا مجموعہ مراد ہوتا ہے، جیسے کُلُّ الرُّمَّانِ (پورا انار)، یعنی اس کے سب اجزاء، چھلکا، پتے، دانہ وغیرہ۔

کبھی کُلٌّ سے ذات اور خصوصی صفات کا مجموعہ مراد ہوتا ہے، اس وقت اس کا ترجمہ ہوتا ہے (کامل) جیسے ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ﴾ (الاسراء/۲۹) "ہاتھ کو کامل طور پر بالکل نہ پھیلا دو"۔

اسی طرح ایک شاعر کا قول ہے،

لَیْسَ الْفَتٰی کُلَّ الْفَتٰی اِلَّا الْفَتٰی فِی آدَابِهٖ

(سوائے باادب جوان کے کوئی کامل جوان نہیں)

کبھی کُلٌّ بمعنی بعض بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے ﴿ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا﴾ (البقرة/۲٦۰) "بعض پہاڑوں پر اُن کا ایک ایک حصہ رکھ دو" (قاموس)۔

کُلٌّ کا مضاف ہونا ضروری ہے، اگر مضاف الیہ مذکور نہ ہو تو محذوف مانا جائے گا، جیسے ﴿کُل

مِنَ الصَّابِرِيْنَ﴾ (الانبیاء/۸۵) "یہ سب صبر کرنے والے ہیں"۔ کُلٌ حَضَرَ (سب حاضر ہوئے)۔

کہا گیا ہے کہ جب کُلٌ کا مضاف الیہ مقدر ہو اور مفرد نکرہ ہو تو محذوف مضاف الیہ مفرد لانا واجب ہوتا ہے، جیسے کُلٌّ حَضَرَ اَیْ کُلُ اَحَدٍ حَضَرَ۔

اور جب لفظ کُلٌّ جمع معرفہ کے ساتھ مضاف ہو تو مضاف الیہ جمع لانا واجب ہوگا، جیسے ﴿کُلٌّ مِنَ الصَّابِرِيْنَ﴾ اَیْ کُلُّهُمْ مِنَ الصَّابِرِيْنَ، اضافت نہ ہونے کی صورت میں اسی لفظ کُلٌّ پر (جو مثالوں میں مذکور ہے) تنوین مضاف الیہ کے بدلہ میں ہے، اس تنوین کو تنوینِ عوض کہتے ہیں۔

اگر لفظ کُلٌّ پہلے اور اس کے بعد نفی ہو تو سارے افراد کی نفی ہوگی، جیسے کُلُّهُمْ لَمْ يَقُوْمُوْا (کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا)۔

نوٹ: قرآن مجید اور فصحاءِ عرب کے کلام میں کہیں بھی یہ لفظ معرف باللام نہیں آیا یعنی اَلْکُلُّ، یہ محض متکلمین، فقہاء اور دیگر علماء فن کی اصطلاح ہے، (المفردات)۔

حَدِيْثٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے، باب حَدَّثَ يُحَدِّثُ تَحْدِيْثاً (حدیث روایت کرنا، بیان کرنا)، از باب تَفْعِيْلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مَقِرٌّ: صیغہ واحد اسم ظرف، باب قَرَّ يَقِرُّ قَرَاراً وَقُرُوْراً، وَقَرّاً (کسی جگہ یا کسی معاملہ پر قرار و سکون اختیار کرنا)، از باب فَعِلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اگر یہ لفظ 'مَقِرٌّ' ضَرَبَ باب سے ہو، تو پھر مَقِرٌّ پڑھیں گے جسکی اصل مَقْرِرٌ بروزن مَفْعِلٌ ہے، پھر پہلی 'ر' کی حرکت ماقبل 'ق' کو دے کر دوسری 'ر' میں ادغام کر دیا گیا، تو مَقِرٌّ بن گیا،

اور اگر سَمِعَ یَسْمَعُ باب سے ہو تو مقر پڑھیں گے اس لیے کہ مضارع مفتوح العین اور مضموم العین اور ناقص سے ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتی ہے جبکہ مثال اور مکسور العین سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتی ہے، تو سَمِعَ سے مَفْعَلٌ کے وزن پر ہوگا، تو اس صورت میں مقرٌ جس کی اصل مَقْرَرٌ تھی پھر پہلی 'ر' کی فتحہ کو ماقبل 'ق' کو دے کر دوسری 'ر' میں مدغم کر دیا گیا، تو مَقَرٌّ ہو گیا۔

رَوٰی: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب رَوٰی یَروِیُ رِوَایَةً (حدیث نقل کرنا، بیان کرنا، رسّی بٹنا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے لفیف مقرون، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اصل میں رَوَیَ تھا، 'ی' متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے 'ی' کو الف سے بدل دیا، لیکن لکھنے میں باقی رکھی گئی ہے رَوٰی ہو گیا۔

سوال: رَوَیَ میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے اس کو الف سے کیوں نہ بدلہ گیا؟

جواب: قَالَ کے قانون کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ 'واؤ' اور 'یاء' لفیف کا عین کلمہ نہ ہو، اور یہ رَوٰی فعل بھی لفیف مقرون ہے اور 'واؤ' عین کلمہ ہے تو لہٰذا اس میں تعلیل نہ کی گئی۔

اَلْاَئِمَّةُ: اِمَامٌ کی جمع ہے بروزن اَفْعِلَةٌ، جمع قلّت کا وزن ہے، لیکن جمع کثرت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، اِمَامٌ کی صیغہ کے لحاظ سے تفصیل اِمَامٌ کی بحث میں ہے۔

تعلیل: اصل میں اَأْمِمَةٌ تھا تو دونوں 'میموں' میں سے پہلی 'میم' کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دے کر 'میم' کو 'میم' میں ادغام کر دیا گیا، تو أَئِمَّةٌ ہو گیا۔

سوال: اٰمَنَ کے قاعدے کے مطابق اٰمِمَةٌ کیوں نہ کیا گیا؟

جواب: قاعدہ یہ ہے کہ بوقت تعارض مضاعف کے قاعدے کو ترجیح دی جائے گی، یعنی ایسا لفظ جسمیں مہموز اور مضاعف کا قاعدہ جاری ہو تو مضاعف کو ترجیح دی جائے گی، (علم الصیغہ)

اَلْمُتْقِنُوْنَ: صیغہ جمع مذکر اسم فاعل، باب اَتْقَنَ یُتْقِنُ اِتْقَانًا (کام کو مضبوطی سے کرنا)، از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلرَّاسِخُوْنَ: صیغہ جمع مذکر اسم فاعل، باب رَسَخَ یَرْسُخُ رُسُوْخًا (اپنی جگہ گڑھ جانا، جم جانا، علم کا دل میں رچ جانا، پختہ علم ہونا، بیٹھ جانا، تالاب کے پانی کا زمین میں جذب ہو جانا)، از باب فَعَلَ یَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

نوٹ: اَلْمُتَقُوْنَ اور اَلرَّاسِخُوْنَ، پر جو الف لام ہے، یہ اسمی ہے، یعنی اسم فاعل و مفعول پر داخل ہوتا ہے، اور یہ معرفہ نہیں کرتا ہے، بلکہ اَلَّذِیْ اسم موصول کے معنٰی میں ہوتا ہے۔

مِثْلٌ: فِعْلٌ کے وزن پر اسم مفرد ہے، باب مَثَلَ یَمْثُلُ (مانند ہونا، چاند کا ظاہر ہونا، غائب ہونا، زمین سے چمٹنا، اپنی جگہ سے ہٹنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مِثْلٌ اسم مفرد ہے، 'طرح' تشبیہ، تمثیل کے لیے عربی میں جتنے بھی الفاظ استعمال ہوتے ہیں، ان سب سے زیادہ عام لفظ 'مثل' ہے، کیونکہ ذات اور حقیقت میں اگر کوئی کسی کا شریک ہو تو اسے 'نِدٌّ' کہتے ہیں، کیفیت میں شریک ہوں تو 'مشبہ و شبیہ' کہتے ہیں، جسمانیت و تعداد میں برابر ہو تو 'مُسَاوِی' کہتے ہیں، صورت، نقوش اور خطوطِ ظاہرہ میں مشابہت ہو تو اس کو 'شکل' کہا جاتا ہے، لیکن مثل کا لفظ ہر جگہ بول سکتے ہیں، (مفردات القرآن)۔

اَبِیْ: اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے، جری حالت ہے، اس لیے اَبِیْ ہے، کیونکہ ان کی جری حالت 'ی' کے ساتھ آتی ہے۔

اِسْمَاعِیْلَ: اسماعیل عجمی نام ہے، جو دو کلموں سے مرکب ہے، أَسْمَعُ اور اِیْلُ، جس کا معنٰی عبرانی زبان میں ہوتے ہیں، 'میری دعا سن اے اللہ' کہا جاتا ہے، کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو طلب فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمائے تھے، جب دعا قبول ہوئی تو آپ نے اپنے بیٹے کا نام یہی رکھ دیا، لیکن علامہ محمود آلوسی اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، 'وَارَاهُ فِیْ غَایَةِ الْبُعْدِ' (مجھے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے)۔

بعض نے اسماعیل کے عربی معنٰی 'اللہ تعالیٰ کے مطیع ہونے' کے بیان کیے ہیں، (روح المعانی ج

اسماعیل غیر منصرف ہے، اس میں علمیت و عجمہ دو سبب پائے جاتے ہیں۔

اَلْبُخَارِیّ: عراق کے شہر 'بخارا' کی طرف نسبت سے بخاری ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ کی نسبت ہے۔

مُسْلِم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَاماً (مطیع و فرمان بردار ہونا، مذہب اسلام قبول کرنا، دشمن کو چھوڑ دینا، معاملہ کو اللہ کے سپرد کرنا)، از باب اِفْعَالٌ ہفت اقسام سے صحیح شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْحَجَّاج: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ باب حَجَّ یَحُجُّ حَجاً، (دلیل میں غالب آنا، زخم میں سلائی ڈال کر ٹٹولنا، قصد کرنا، مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْقُشَیْرِیّ: امام مسلم کی نسبت ہے۔ اور قُشَیْرَة سے اسم منسوب ہے۔ بنو قشیر کی طرف نسبت کرتے ہوئے، جو کہ عرب کا ایک قبیلہ ہے۔

مَالِک: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب مَلَكَ یَمْلِكُ مَلْکاً (قابو رکھنا، عورت سے نکاح کرنا، آٹے کو اچھی طرح گوندھنا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَنَس: مصدر بروزن فَعَلٌ، باب اَنِسَ یَأْنُسُ اَنَسًا وَاَنَسَةً (مانوس ہونا، کسی سے محبت کرنا، کسی سے دل لگنا)، از باب فَعِلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْاَصْبَحِیّ: 'ذِیْ اَصْبَحَ' کی طرف نسبت ہے۔ جو یمن کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھے اور وہ امام مالک کے آباؤ اجداد میں سے ایک تھے۔

اِدْرِیْس: یہ ایک پیغمبر کا نام ہے۔ اور اس لفظ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ

لفظ سریانی ہے یا عربی، عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق 'دراست' سے ہے۔ جس کے معنی پڑھنے اور یاد کرنے کے ہیں، صحف الٰہیہ اور مطالعہ دروس کی کثرت کی وجہ سے ادریس کہا گیا ہے۔ لیکن زمخشری نے الکشاف میں اور مجد الدّین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ لفظ عربی نہیں ہے بلکہ عجمی ہے۔ اور 'دراست' سے اسکا اشتقاق بنانا محض وھم ہے، صحیح نہیں ہے۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر یہ لفظ ''ادریس'' 'اِفعِیلٌ' کے وزن پر 'درس' سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہیے، کیونکہ اس صورت میں اسمیں صرف ایک سبب یعنی 'علمیّت' باقی رہتی ہے۔ حالانکہ یہ منصرف نہیں ہے بلکہ غیر مُنصرف ہے۔ لہذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عُجمیّت کی دلیل ہے۔ زمخشری نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے 'ادریس' جس زبان کا لفظ ہو اس زبان میں اسکے معنی ''درس اور دراست'' سے ملتے جلتے ہوں، جس سے راوی نے اسکو 'درس' سے

مشتق خیال کرلیا ہو، (تفسیر الکشاف، سورۃ مریم ج (۲) ص (۴۱۴) طبع مصر ۱۳۵۴)۔

صحیح ابن حبّان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ (حضرت ادریس علیہ السلام) سریانی تھے اس لیے ممکن ہے کہ یہ نام سریانی ہو، (فتح الباری جزو (۱۳) ص (۲۲۵) طبع انصاری دہلی)۔

اَلشَّافِعِيّ : شَافِع کی طرف نسبت ہے۔ جو امام شافعی کے آباء واجداد میں سے کسی کا نام تھا،

اَحْمَدَ : واحد مذکر اسم تفضیل، باب حَمِدَ یَحْمَدُ حَمْدًا (تعریف کرنا، بدلہ دینا، تعریف والا ہونا)، از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ یہ لفظ غیر منصرف ہے اس لیے کہ اس میں 'علمیّت' اور 'وزن فعل' دو اسباب ہیں،

حَنْبَلٍ : فَعْلَلٌ کے وزن پر اسم ہے۔ باب حَنْبَلَ یُحَنْبِلُ حَنْبَلَةً، (لوبیا کھانا، موزہ یا پرانی پوستین پہننا)، از باب فَعْلَلَةٌ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے رباعی مجرد، سہ اقسام سے اسم حَنْبَلٌ کا معنیٰ ''پست قد اور موٹے پیٹ والا'' ہے۔

اَلشَّيْبَانِيّ: شیبان سے اسم منسوب ہے جو کہ ایک قبیلے کا نام ہے۔

عِیسیٰ: اس لفظ میں بہت اختلاف ہے جس کی تفصیل ہم عرض کیے دیتے ہیں، بِحَمْدِاللّٰہِ

وَتَوْفِيقِهٖ۔

(۱) 'عِیْسٰی' عبرانی کلمہ ہے۔نسبت کے لیے 'عِیْسَوِیٌّ' یا 'عِیْسِیٌّ' آتا ہے۔

(۲) یہ ایک پیغمبر کا نام ہے۔اسم عَلَم ہے۔اگر یہ لفظ عربی الاصل مان لیا جائے، تو ہوسکتا ہے کہ یہ "عِیَسٌ" سے ماخوذ ہو، جو 'اَعْیَسُ' سے جمع ہے۔اور اس کی مؤنث 'عِیْسَاءُ' آتی ہے۔اور "عِیَسٌ" کے معنی "سفید اونٹ جسکی سفیدی میں قدرے سیاہی کی آمیزش ہو،" اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ 'عَیْسٌ' سے مشتق ہو، جس کے معنی "سانڈ کے مادہ منویہ" کے ہیں، (المفردات (ع، ی س))۔

(۳) علامہ ابو حیان اندلسی 'البحر المُحیط' میں لکھتے ہیں

'عِیْسٰی' عجمی نام ہے جو علمیت اور عجمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔اور جو یہ دعویٰ کرے کہ یہ لفظ "عَیَسٌ" سے مشتق ہے اور 'عَیَسٌ' کہتے ہیں "اس سفیدی کو جو سرخی کی طرف مائل ہو" اس نے غلطی کی ہے۔کیونکہ عربی اشتقاق عجمی ناموں میں نہیں چلا کرتا، (البحر المحیط ج (۱) ص (۲۹۷)) طبع مصر)،

(۴) علامہ سیّد مرتضیٰ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں:،

'عِیْسٰی' بالکسر، حضرت مسیح صلوٰت الله علی نبینا و علیه کا نام نامی ہے۔جوہری کا بیان ہے کہ یہ سریانی یا عبرانی زبان کا لفظ ہے اور علامہ لیث کہتے ہیں کہ یہ "اَیْشُوْع" سے معدول ہے چنانچہ سریانی زبان جاننے والے یہی بتاتے ہیں۔

(۵) علامہ سیّد محمود آلوسی روح المعانی میں رقم فرماتے ہیں کہ 'عِیْسٰی' کی اصل عبرانی زبان میں 'اَیْشُوْع' ہے (اس ہمزہ کے ساتھ جسکا اِمالہ بین بین ہے۔یا ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، اس کا معنی 'سیّد'، یعنی 'سردار' کے ہیں، اور بعض نے اس کا ترجمہ مبارک کیا ہے۔بعد میں اسکی تعریب کرکے 'عِیْسٰی' کردیا گیا اور جب اس لفظ کی طرف نسبت کی جاتی ہے تو "عِیْسِیٌّ" یا "عِیْسَوِیٌّ" بولتے ہیں، (روح المعانی ج (۱) ص (۳۱۶) طبع خیریہ مصر)،

اَلتِّرْمِذِيّ: امام ترمذی رحمہ اللہ کے وطن کی نسبت "بُوغِیٌّ" اور "تِرمَذِیٌّ" ہے۔ 'ترمذ'
دریائے جیحون کے کنارے واقع خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔ اور اس شہر سے بڑے بڑے علماء و محدثین پیدا ہوئے ہیں، اس لیے اس کو (مدينة الرّجال) کہتے ہیں، اس شہر سے چند فرسخ فاصلے پر 'بُوغ' نامی ایک قصبہ تھا، امام ترمذی رحمہ اللہ اسی قصبے میں پیدا ہوئے، اس لیے ان کو "بُوغِیٌّ" بھی کہتے ہیں، اور 'ترمذی' بھی کہتے ہیں، چونکہ 'بُوغ' 'ترمذ' کے مضافات میں واقع تھا اس لیے ترمذی کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔ (وفیات الاعیان ج (۴) ص (۲۷۸) اور ج (۴) ص (۱۹۶)۔

دَاوُدَ: یہ عجمی نام ہے عجمہ اور علمیّت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

سُلَيْمَانَ: حافظ ابوحیّان اندلسی فرماتے ہیں:۔

سلیمان عجمی نام ہے علمیّت اور عجمہ کی بناء پر غیر منصرف ہے۔ عجمیت میں اس کی نظیر اس امر میں کہ اس کے بھی آخر میں (الف ونون زائدتان) ہو، "ھامان، ماھان اور سامان" ہیں، اور اس کا غیر منصرف ہونا، علمیّت اور الف ونون زائدتان کی بناء پر نہیں کیونکہ الف ونون کا زیادہ ہونا اشتقاق وتصُّرف پر موقوف ہے۔ اور عجمی ناموں میں اشتقاق وتصرّف کا دخل نہیں ہوتا۔

(البحر المحیط ج (۱) ص (۳۱۸-۳۱۹) طبع مصر)۔

أَلسِّجِسْتَانِيّ: یہ سیستان (سجستان) سے اسم منسوب ہے جو ایک مشہور ملک ہے اور ھند کے پہلو میں سندھ اور ہرات کے مابین اور قندھار کے متصل واقع ہے۔ بعض لوگوں نے بصرہ کے ایک گاؤں سجستان، سجستانہ کو آپ کا وطن بتایا ہے جو درست نہیں ہے۔

شُعَيْبٍ: صنعانی نے کہا ہے کہ یہ عربی نام ہے۔ ممکن ہے کہ شَعْبًا کی تصغیر ہو یا اَشْعَبُ (بہت چوڑے سینے والا) کہ جس طرح اہل عرب 'اَسْوَدُ' کی تصغیر میں 'سُوَيْدٌ' کہتے ہیں، یہ تصغیر ترخیم ہے (تاج العروس، فَصْلُ الشِّيْنِ مِنْ بَابِ الْهَآءِ) راغب لکھتے ہیں کہ 'شُعَيْبٌ' یا 'شَعْبٌ' مصدر کی تصغیر ہے (جس کے معنی فراہم کرنے والا اور پراگندہ کرنے کے ہیں)، یا 'شَعْبٌ' اسم کی

تصغیر ہے۔(جس کے معنی بڑے قبیلے کے ہیں)اوریاشِـعْـبٌ کی تصغیر ہے(جس کے معنی پہاڑی کی گھاٹی)کے ہیں،بعض لوگوں نے اسے تصغیر ماننے کوغلط قرار دیا ہے کیونکہ انبیاء علیھم السلام کے ناموں کی تصغیر جائز نہیں،

اَلنَّسَائِي: نسائی (بفتح النون بالمد والقصر) یہ 'نسا' کی طرف منسوب ہے جو''مرو'' کے قریب خراسان کا مشہور شہر ہے۔نَسا کی طرف نسبت کرتے ہوئے'نَسوِیٌّ' بھی کہا جاتا ہے۔

مَـاجَةَ: "مـاجـه" (جیم کی تخفیف) کے ساتھ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ہے۔اسی لیے ''ابن''میں الف لکھنا چاہیے،تاکہ واضح ہوجائے کہ لفظ "اِبْـنِ مَاجَةَ" لفظ "مُـحَـمَّدِ" کی صفت ہے نہ کہ "عَبْدِاللّٰهِ" کی، فَافْهَمْ،

اَلْقَزْوِيْنِيّ: 'قَزْوِيْنٌ' سے اسم منسوب ہے۔ 'قَزْوِيْنٌ' ایران یا عراق عجم کا مشہور شہر ہے۔

الدَّارِمِيّ :'راءٗ' کے کسرہ کے ساتھ، 'دَارِم بن مالك' کی طرف نسبت کرتے ہوئے،جو بنوتمیم کی ایک بڑی وادی کا نام ہے۔

حَسَنٍ: فَعَلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے۔

عَلِيّ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔باب عَلَا يَـعْلُوْ عُلُوًّا (بلند ہونا،غالب ہونا، چڑھنا،تلوار سے مارنا)،ازباب فَـعَـلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے ناقص واوی،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔،

تـعـلیل :"عَـلِيٌّ "اصل میں "عَلِيْوٌ" تھا،پھر'واؤ' کو 'یاءٗ سے بدل دیا اور پھر'یاءٗ' کو'یاءٗ' میں مدغم کر دیا،تو عَلِيٌّ ہوگیا،

عُمَرَ: علم ہے اور علمیّت وعدل تقدیری کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔خلیفہ ثانی کا نام ہے۔

اَلـدَّارقُـطْـنِيّ : بغداد میں ایک بہت بڑے محلے دارالـقـطن کی طرف نسبت سے ہے۔یہ بھی "بَعلَبَكّ" کی طرح مرکب منع صرف ہے۔ 'دَارٌ' اور 'قُطْنٌ' سے ہے۔

بَكْرٍ:فَعْلٌ کے وزن پر اسم ہے۔باب بَكَرَ يَبْكُرُ بُكُوْرًا یا بَكِرَ يَبْكَرُ بَكَرًا(صبح

کے وقت کسی کے پاس جانا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْبَیْهَقِیّ: "بَیْهَقٌ" بروزن "صَیْقَلٌ" نیشاپور کے نزدیک ایک شہر کا نام ہے جس کی طرف منسوب ہے۔

رَزِیْــــنِ :امام ابوالحسن کا نام ہے۔اصل میں وصفیت سے علمیّت کی طرف آیا ہے۔اس کا معنیٰ (ساکن، پختہ رائے والا) ہے۔صیغۃً، فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔باب رَزَنَ یَرْزُنُ رَزَانَۃً، (چیز کو اٹھا کر اس کے وزن کا اندازہ لگانا، اقامت کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ،

مُعَاوِیَۃ: وصفیت سے علمیت کی طرف لایا گیا ہے۔ عَوٰیٌ سے مشتق ہے۔

اَلْعَبْدَرِیّ: قریش کے ایک بطن (وادی) 'عبدالدار بن قصی' کی طرف منسوب ہے۔

غَیْرُ: لفظ غیر اسم تفضیل کا صیغہ ہے اصل میں اَغْیَرُ تھا پھر ہمزہ کو حذف کر کے 'ی' کی حرکت 'غین' کو دے دی، تو 'غَیْــرُ' ہو گیا، یہ حروف استثناء میں بھی شامل ہے۔بہر حال ہم لفظ غَیْــر کی کچھ تفصیل یہاں ذکر کر دیتے ہیں،

یاد رکھیے کہ لفظ غیر چار طرح سے استعمال کیا جاتا ہے:-

(۱) صرف نفی کے لیے جیسے، ﴿بِغَیْرِ هُدًى مِنَ اللّٰهِ﴾، (الزخرف(۱۸)) (اللہ کی طرف سے ھدایت نہ ہونے کی صورت میں) اور جیسے ﴿وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ﴾ ()، (دلیل پیش کرنے کے وقت (مناظرہ کے وقت) وہ کھول کر بیان نہیں کر سکتا)،

(۲) لفظ اِلّا کی طرح صرف استثناء کے لیے جیسے ﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ﴾، (القصص (۳۸) "میں نہیں جانتا تمھارے لیے کوئی الٰہ سوائے میرے" اور جیسے ﴿مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ﴾ (اعراف (۸۹) "نہیں تمھارے لیے کوئی الٰہ سوائے اس کے"۔

(۳) اصل چیز کو باقی رکھ کر صرف ظاہری شکل وصورت کی نفی کی لیے، جیسے ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ

جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا﴾ (النساء ٥٦)۔ "جب دوزخیوں کے بدن کی کھال پک جائے گی تو ہم (اللہ تعالیٰ) انکی کھال کی صورت ازسرِ نو بدل دیں گے" یعنی کھال تو وہی رہے گی لیکن صورت بدل جائے گی،

(۴) صورت اور اصل شے سب کی نفی یعنی کسی چیز کی مکمل نفی کر کے اس کی جگہ دوسری چیز قائم کرنا، جیسے ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ (الانعام ۹۴) "بسبب اسکے کہ تم اللہ پر ناحق بات کہتے تھے (باطل بہتان بندی کرتے تھے)"۔

قَلِيْلٌ : فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ، باب قَلَّ يَقِلُّ قَلًّا وَقِلَّةً ، از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم (کم ہونا، مال کم ہونا، لاغر اور کمزور ہونا، کسی چیز سے چھوٹا ہونا)،

مَا: حرف ہے زائدہ غیر کافہ، برائے تاکید،

قَوْلُهٗ: وَاِنِّيْ اِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيْثَ اِلَيْهِمْ كَاَنِّيْ اَسْنَدْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُمْ قَدْ فَرَغُوْا مِنْهُ وَاَغْنَوْنَا عَنْهُ،

ترجمہ: اور بے شک جب میں نسبت کروں گا حدیث کی ان (محدثین) کی طرف، تو گویا میں نے سند بیان کر دی اللہ کے نبی ﷺ تک، اس لیے کہ یہ (محدثین) تحقیق فارغ ہو چکے ہیں اس (اسناد بیان کرنے) سے اور بے پرواہ (غنی) کر گئے ہیں ہم کو اس (اسناد بیان کرنے) سے،

تشریح: اس عبارت میں صاحب مشکاۃ امام تبریزی رحمہ اللہ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض: یہ ہے کہ مشکاۃ لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ امام بغوی رحمہ اللہ نے کتاب المصابیح میں نہ تو سند ذکر کی تھی اور نہ ہی حوالہ کتب ذکر کیا تھا تو اس پر اعتراض ہوا تھا لیکن مشکاۃ لکھے جانے کے بعد بھی ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ امام تبریزی رحمہ اللہ نے بھی تو سند ذکر نہیں کی، صرف صحابی کا نام ذکر کیا ہے اور حوالۂ کتب ذکر کیے ہیں، جبکہ ان کو پوری سند ذکر کرنی چاہیے تھی۔

جواب: امام تبریزی فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے سند ذکر نہیں کی لیکن ہم نے یہ بتلا دیا ہے کہ اس حدیث کو کس محدث نے روایت کیا ہے اور چونکہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام سند ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان احادیث پر حکم بھی لگایا ہے اور اسناد بیان کرنے سے وہ فارغ ہو چکے ہیں اور خود ہی سند کے سلسلے میں تلاش وجستجو اور نقد ونظر کے بعد اس مرحلے کو طے کر لیا تھا، اور اپنی کتابوں پر مکمل اسناد ذکر کر دی تھیں، اس لیے اُن کی ذکر کردہ سند کو کافی سمجھتے ہوئے ہم کو اب تمام سند ذکر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ حدیث کے متصل یا مقطوع، موقوف یا مرفوع، صحیح یا حسن، ضعیف یا موضوع ہونے کے اعتبار سے بھی سند کی تحقیق کی ضرورت نہ رہی اور انکی کتابوں کا حوالہ ہی کافی سمجھا گیا، کیونکہ ان حضرات نے تحقیق کامل کے بعد ہی تمام اسناد کا اندراج فرمایا تھا، (المرقاة ج/۱، ص/۳۰)۔

ترکیب: 'واؤ' حرف عطف، 'اِنَّ' حرف مشبہ بالفعل ہے۔ 'ی' ضمیر متکلم اسکا اسم ہے۔ اِذَا اسم ظرف برائے شرط، نَسَبْتُ فعل ہے۔ اسمیں 'تُ' ضمیر مرفوع متصل فاعل، اَلْحَدِیْثَ مفعول بہ، اِلیٰ حرف جارہ، ھِم ضمیر مجرور بالحرف، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل نَسَبْتُ کے، نَسَبْتُ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ہوئی، کَاَنّ حرف مشبہ بالفعل ہے 'ی' ضمیر متکلم اسکا اسم ہے۔ اَسْنَدْتُ فعل ماضی، 'تُ' ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، اِلیٰ حرف جارہ، النَّبِیِّ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اَسْنَدْتُ فعل کے، لام جارہ، اَنّ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ ھُم ضمیر منصوب متصل بالحرف، اسکا اسم ہے۔ قَدْ حرف تحقیق، فَرَغُوْا فعل ماضی، ھُمْ ضمیر مستتر، اسکا فاعل، مِنْ حرف جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل فَرَغُوْا کے، فَرَغُوْا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَغْنَوْا فعل ماضی، ھُمْ ضمیر مستتر اسکا فاعل، نَا ضمیر منصوب متصل بالفعل اسکا مفعول بہ، عَنْ حرف جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اَغْنَوْا کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اَنَّ اپنے ھُمْ اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر لام جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا

کے،اَسۡنَدۡتُ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر کَأَنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر،کَأَنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء،شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ).

ترکیب:صَلّٰی فعل ماضی،لفظ اَللّٰہُ فاعل،عَلٰی حرف جارہ،ہِ ضمیر مجرور،جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فعل صَلّٰی کے، صَلّٰی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوکر معطوف علیہ،واؤ عاطفہ، سَلَّمَ فعل ہے۔اسمیں ھُوَ ضمیر مستتر اسکا فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

تحقیق:اِذَا :یہ اسمائے ظروف میں سے ہے۔بمعنی (جس وقت،جبکہ،اچانک) یہ زمانۂ استقبال کے لیے آتا ہے۔اگرچہ ماضی پر ہی کیوں نہ داخل ہو،اور شرط غیر جازم ہوتا ہے۔اور اِذَا مفاجات کے لیے بھی آتا ہے جس کا معنیٰ اچانک، دَفۡعَۃً ہوتا ہے۔اور اسکے بعد مبتدا ہوتا ہے۔جیسے خَرَجۡتُ فَاِذَا زَیۡدٌفِی الۡبَابِ، (میں نکلا پس اچانک زید دروازے میں تھا)،یہ لفظ اِذا مبنی ہے حرف سے معنوی مشابہت کی بناء پر۔

نَسَبۡتُ: صیغہ واحد متکلم،باب نَسَبَ یَنۡسِبُ نَسَبًا وَنِسۡبَۃً، (نسب بیان کرنا،نسب دریافت کرنا،منسوب کرنا،شاعر کا غزل میں عورت کی خوبی بیان کرنا)،از باب فَعَلَ یَفۡعِلُ،ہفت اقسام سے صحیح،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے فعلیہ باب، نَصَرَ سے بھی آتا ہے۔

اَسۡنَدۡتُ:صیغہ واحد متکلم،فعل ماضی مثبت معلوم،باب اَسۡنَدَ یُسۡنِدُ اِسۡنَادًا (پہاڑ پر چڑھنا، دوڑنے میں کوشش کرنا،کسی کی طرف منسوب کرنا،سہارا دینا)، از باب اِفۡعَال ہفت اقسام سے صحیح ،شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ،سہ اقسام سے فعل ہے۔

النَّبِیّ: فَعِیۡل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔باب نَبَّأَ یُنَبِّأُ تَنۡبِیۡأً (خبر دینا،ہٹانا،ایک ملک

سے دوسرے ملک کونکال دینا)، ازباب تفعیل ہفت اقسام سے مہموز اللام، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: نَبِیٌّ، اصل میں نَبِیْءٌ یعنی "نَ بِ یْ ءٌ" تھا پھر ہمزہ کو 'ی' سے بدل دیا اور 'ی' میں ادغام کردیا تو نَبِیٌّ ہوگیا۔

قاعدہ: واؤ ویائے مدّہ زائدہ یا یائے تصغیر کے بعد ہمزہ جوازاً ماقبل کی جنس سے بدل جاتا ہے۔ اور پھر اسمیں ادغام ہوجاتا ہے۔ جیسے مَقْرُوَّةٌ کہ اصل میں "مَقْرُوْءَ ةٌ" تھا، اور "خَطِیَّةٌ" کہ اصل میں 'خَطِیْئَۃٌ' تھا، وغیرہ وغیرہ۔

فَرَغُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب فَرَغَ یَفْرُغُ (ن، س، ف) فَرَاغًا و فُرُوْغًا (کام پورا کر کے خالی ہونا، قصد کرنا، مرجانا، خون کارائیگاں جانا یعنی بدلہ کا مطالبہ نہ کیا جائے، کام تمام کرنا، برتن کا خالی ہونا، پانی بہانا)، ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ، فَعِلَ یَفْعَلُ، فَعَلَ، یَفْعَلُ) ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَغْنَوْا: صیغہ جمع مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَغْنیٰ یُغْنِیْ اِغْنَاءً (مالدار کرنا، کافی ہونا، قائم مقام ہونا، دور کرنا، فائدہ دینا، غنی کرنا، بے نیاز کرنا)، ازباب اِفعال، ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل،

تعلیل: اَغْنَوْا اصل میں اَغْنَیُوْا تھا، بروزن اَکْرَمُوْ، پھر واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا، اور پھر جمع ساکنین سے الف گر گیا تو اَغْنَوْا رہ گیا،

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

صَلّٰی: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب صَلّٰی یُصَلِّیْ تَصْلِیَةً وَصَلٰوةً، (دعا کرنا، نماز پڑھنا، برکت دینا، اچھی تعریف کرنا)، ازباب تفعیل، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، شش اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: صَلّٰی اصل میں صَلَّوَ تھا پھر واؤ کو الف سے بدل دیا، قَالَ کے قانون کے تحت

صَلّٰی ہوگیا۔

سَلَّمَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب سَلَّمَ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا وَ سَلَامًا (السلام علیکم کہنا، کسی کو آفت سے بچانا، کسی کو کسی کے سپرد کر دینا، حوالہ کر دینا، راضی ہونا، فرمان بردار ہونا، خالص ہونا)، از باب تفعیل ' ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

قَوْلُہٗ: (وَسَرَدْتُ الْکُتُبَ وَالْاَبْوَابَ کَمَا سَرَدَھَا وَاقْتَفَیْتُ اِثْرَہٗ فِیْھَا وَقَسَمْتُ کُلَّ بَابٍ غَالِبًا عَلٰی فُصُوْلٍ ثَلٰثَۃٍ).

ترجمہ: اور میں نے رکھا کُتب اور ابواب کو جس طرح رکھا انہوں (امام بغوی رحمہ اللہ) نے اور میں نے اتباع کی اُن کی اس (کتب اور ابواب کی ترتیب) میں،

تشریح: جس کتاب میں بھی مختلف موضوعات پر بحث کی جاتی ہے۔ یعنی مختلف موضوعات پر مضامین ہوتے ہیں اُن مضامین کی وضاحت و علامت کے لیے مصنف کتاب کو فصلوں اور ابواب میں تقسیم کر دیتے ہیں، چنانچہ لفظ کتاب کی تعریف یوں ہوئی،

کِتَاب: کے ذریعے جو عنوان قائم کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت مختلف ابواب ہوتے ہیں جو اگرچہ ایک ہی موضوع سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے مضامین و مباحث کی تفصیل الگ الگ ہوتی ہے۔ مثلاً طہارت ایک موضوع ہے۔ اور اس موضوع سے متعلق مختلف النوع صورتیں اور انکے احکام و مسائل ہیں جیسے وضوء، غسل، تیمم وغیرہ، تو سب سے پہلے "کتاب الطھارہ" کا عنوان قائم ہوتا ہے۔ پھر اس کے تحت مختلف النوع صورتیں اور انکے احکام و مسائل پر مشتمل مضامین کو نقل کرنے کے لیے ابواب قائم کئے جاتے ہیں، جیسے باب الوضوء، باب الغُسل، باب التیمّم وغیرہ وغیرہ،

کتاب کی ایک تفصیل یوں بھی ہے کہ چونکہ کتاب لغت کے اعتبار سے مصدر ہے جَمَعَ کے معنی میں، کہا جاتا ہے۔

كُتِبَتُ الْخَيلَ اَیْ جَمَعْتُھَا، میں نے خیالات جمع کیے،

اس میں کیونکہ حروف اکھٹے کئے گئے ہیں اس لیے کتاب کہا گیا پھراسکا اطلاق مکتوب پر ہونے لگا مثلاً ارشاد ربانی ہے:

﴿ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ (البقرۃ)

کتاب کا مصنفین کی اصطلاح میں ان مسائل پر اطلاق ہوتا ہے۔ جن کی تعبیر مستقل ہو خواہ بہت سی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔

لہذا صاحب مصابیح نے اپنی تصنیف میں جس ترتیب کے ساتھ کتاب اور باب کے عنوان قائم کئے تھے، صاحب مشکاۃ نے بھی اسی ترتیب سے اپنی تصنیف کے کتاب اور ابواب ترتیب دیئے ہیں، جن میں انہوں نے کسی شے کو کسی پر مقدم و مؤخر نہیں کیا۔

"قَسَمْتُ كُلَّ بَابٍ" یاد رہے کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ہر باب کے دو حصّے بنائے تھے پہلے حصے میں بخاری و مسلم یا ان دونوں کی احادیث لائے تھے اور اس حصّے کے لئے "مِنَ الصِّحَاحِ" کا عنوان قائم کیا تھا، جبکہ صاحب مشکوٰۃ نے "مِنَ الصِّحَاحِ" کی بجائے ان احادیث کے لئے "اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ" کا عنوان اختیار کیا ہے۔

دوسرے حصّے میں امام بغوی رحمہ اللہ نے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ان کے علاوہ دوسرے آئمۂ حدیث کی احادیث لائی تھیں اور ان کے لیے "مِنَ الْحِسَانِ" کا عنوان قائم کیا جبکہ صاحب مشکوٰۃ نے "مِنَ الْحِسَانِ" کی جگہ "اَلْفَصْلُ الثَّانِي" کو اختیار کیا۔

یہاں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے:

اعتراض: امام بغوی رحمہ اللہ نے پہلے حصّے میں جس کو انہوں نے "مِنَ الصِّحَاحِ" سے موسوم کیا تھا اس لیے کہ اس میں تمام حدیثیں صحیح تھیں لیکن دوسرے کو "مِنَ الْحِسَانِ" سے موسوم کیا جبکہ اس حصّے میں ضعیف روایات بھی موجود تھیں تو پھر "مِنَ الْحِسَانِ" کیوں کہا؟

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اس حصّے میں اکثر احادیث حسن

کے درجے کو پہنچنے و تو "لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ" کے قائدے کے تحت امام بغوی نے ان تمام احادیث کو تغلیباً۔ ان میں شمار کردیا ہے۔ اس اعتراض کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ امام بغوی رحمہ اللہ کی یہ کوئی اپنی اصطلاح ہو۔

ان دو فصلوں کے بعد امام تبریزی رحمہ اللہ نے ایک تیسرے حصّے کا اضافہ فرمایا جسکو "اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ" سے تعبیر فرمایا، تقریباً ہر باب کی ہی تین فصلیں بنائی ہیں، جن کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔ اِنْشآءَ اللّٰہُ۔

ترکیب: واؤ عاطفہ، سَرَدْتُ فعل ماضی، اسمیں تُ، ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، اَلْکُتُبَ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَلْاَبْوَابَ معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ ہوا فعل کا، کاف جارہ، مَا اسم موصول، سَرَدَ فعل ماضی، اسمیں ھُوَ ضمیر مستتر اسکا فاعل، ھَا ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَا اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر کاف جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا سَرَدْتُ فعل کے سَرَدْتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، اِقْتَفَیْتُ فعل ماضی، تُ، ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، اِثْرَ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فِیْ حرف جارہ، ھَا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اوّل، واؤ عاطفہ، قَسَمْتُ فعل ماضی، تُ، ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، کُلَّ مضاف، بَابٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل قَسَمْتُ کا، غَالِبًا صفت ہے جس کا موصوف محذوف ہے اور وہ 'قِسْمًا' ھے۔ موصوف صفت ملکر قَسَمْتُ فعل کا مفعول مطلق ہوا، عَلٰی جارہ، فُصُوْلٍ موصوف، ثَلٰثَۃٍ صفت، موصوف صفت ملکر عَلٰی جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، فعل قَسَمْتُ کے، قَسَمْتُ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ، مفعول مطلق اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ عاطفہ ہوا۔

نوٹ: غَالِبًا، کی چار طرح سے ترکیب ہوسکتی ہے۔

(۱) اس سے پہلے ماقبل فعل کا مصدر محذوف ہوگا، وہ موصوف ہوگا، پھر غَـالِبًـا صفت بنے گا، پھر موصوف صفت ملکر ماقبل فعل کا مفعول مطلق ہوا،

(۲) اس سے پہلے "زَمَانًا" موصوف محذوف ہوگا، اور غَالِبًا صفت، موصوف صفت ملکر ماقبل فعل کا مفعول فیہ ہوگا،

(۳) ماقبل فعل کی ضمیر سے حال ہوگا،

(۴) "مَـنْـصُوْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ" یعنی غَالِبًا اصل میں مجرور تھا اس سے ماقبل 'فِیْ' حرف جارہ محذوف ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

"فِـیْ غَـالِـبِ الْإِسْتِعْمَـالِ" پھر 'فِیْ' کو حذف کر کے غَـالِبًـا کو منصوب کردیا، اور "اَلْإِسْتِعْمَالِ" مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف پر تنوین لے آئے، تو غَالِبًا ہوگیا،

تحقیق، سَرَدْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب سَـرَدَ یَسْـرُدُ سَرَادًا و سِرَدًا و سَـرْدًا، یـا سَـرِدَ یَسْرَدُ (چمڑا سینا، سوراخ کرنا، زرہ بننا، اچھی طرح بیان کرنا یا پڑھنا، کتاب کو تیزی سے پڑھنا، لگاتار روزہ رکھنا)، از باب فَـعَلَ یَفْعُلُ یا فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

نوٹ: سَـرَدْتُ کے تلفظ میں "دال" نہیں پڑھتے بلکہ "دال" کو 'تاء' میں مدغم کردیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ دو ایک جنس کے حروف یا قریبُ المخرج حروف اکھٹے ہوں تو پہلے کو دوسرے میں مدغم کردیتے ہیں، تو یہاں بھی 'دال' اور 'تاء' قریب المخرج ہیں، کیونکہ دونوں کا مخرج نوکِ زبان ہے۔ اس لیے 'دال' کو 'تاء' میں مدغم کردیا،

الْكُتُبَ: کِتَابٌ کی جمع ہے۔

اِقْتَفَيْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِقْتَفٰی یَقْتَفِیْ اِقْتِفَاءً، (کسی کو کسی امر کی وجہ سے ترجیح دینا، خاص کرنا، کسی کو کسی پر فضیلت دینا، کسی کی پیروی کرنا)، از باب افتـعـال هفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: ناقص واوی ہونے کی صورت میں اصل میں 'اِقْتَفَوْتُ' تھا پھر 'واؤ' کو 'ی' سے بدل دیا تو "اِقْتَفَيْتُ" ہو گیا۔

قاعدہ: جو واؤ کسی لفظ میں تیسری جگہ واقع ہو اگر کسی حرف کے بڑھانے سے چوتھی، پانچویں، چھٹی یا اس کے بھی آگے چلی جائے تو اس 'واؤ' کو 'یاء' بنایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ 'واؤ' کا ماقبل متحرک ہو، اور اس 'واؤ' کے ماقبل کی حرکت 'واؤ' کے مخالف ہو۔

اب اس قاعدہ کے تحت 'اِقْتَفَيْتُ' میں 'واؤ' پہلے تیسری جگہ تھی یعنی مجرد میں (قَفَا، جو اصل میں 'قَفَوَ' تھا)، پھر جب مزید فیہ میں لانے کے لیے 'ہمزہ افتعال' اور 'تاء افتعال' بڑھائی تو پانچویں جگہ چلی گئی اس لیے 'واؤ' کو 'ی' سے بدل دیا، تو 'اِقْتَفَيْتُ' ہو گیا۔

أَثَرَ: یہ دو طرح سے پڑھا جا سکتا ہے ایک تو ہمزہ کے فتح اور 'ث' کے فتح کے ساتھ یعنی أَثَر اور دوسری طرح یہ کہ ہمزہ کے کسرہ اور 'ث' کے سکون کے ساتھ یعنی 'اِثْر'، بہرحال معنیٰ ایک ہی ہے۔ اَثَرٌ مصدر بروزن فَعَلٌ ہے۔ باقی صیغہ ص (   ) پر ہے 'آثار' کی بحث میں۔

قَسَمْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب قَسَمَ يَقْسِمُ قَسْمًا (تقسیم کرنا، اپنے کام کا تخمینہ کرنا، کام کا اندازہ کرنا کہ کس طرح کیا جائے)، از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے یہ تفعیل باب سے بھی آ سکتا ہے۔ اس صورت میں شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ ہو گا اور معنی (کسی چیز کو بانٹنا اور ٹکڑے کرنا)۔

غَالِبًا: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب غَلَبَ يَغْلِبُ غَلَبًا، (غالب آنا)۔

از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

فُصُولٌ: فُعُولٌ کے وزن پر فَصْلٌ کی جمع ہے۔ اور 'فَصْلٌ' 'فَعْلٌ' کے وزن پر مصدر ہے۔ باب فَصَلَ يَفْصِلُ فَصْلًا (قطع کرنا، جدا کرنا، ممتاز کرنا، علیحدہ کرنا، مقدر کرنا، ثابت کرنا)، از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

فَصْلٌ کہتے ہیں دو چیزوں کے درمیان روک، دو زمینوں کے درمیان حد، ہر دو دھڑیوں کے

درمیان ملنے کی جگہ جس کو جوڑ کہتے ہیں، کتاب کا ایک مستقل ٹکڑا، سال کے چار موسموں اور چار حصوں میں سے ایک حصہ یا موسم،

ثَلٰثَةٍ: تین کے معنیٰ میں ہے۔ اسم عدد ہے اور مذکر کے لیے مستعمل ہے۔ فَعَالَةٌ کے وزن پر ہے۔ یا تو ثَلَثَ يَثْلِثُ ثَلْثًا سے مشتق ہے۔ یا اَثْلَثَ سے مشتق ہے۔ باب ثَلَثَ يَثْلِثُ ثَلْثًا (ثَلَثَ سے معنیٰ، کسی چیز کا ایک تہائی لینا، قوم کا ثُلُث مال لینا، ان میں تیسرا ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ اَثْـلَـثَ سے معنیٰ (تین (۳) ہونا، تیں (۳۰) ہونا)۔

قَوْلُهٗ: اَوَّلُهَـا مَـا اَخْـرَجَهُ الشَّيْخَانِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاكْتَفَيْتُ بِهِمَا وَاِنِ اشْتَرَكَ فِيْهِ الْغَيْرُ لِعُلُوِّ دَرَجَتِهِمَافِي الرِّوَايَةِ،

ترجمہ: پہلی ان (تین فصلوں میں) سے وہ (فصل) ہے۔ جس (میں موجود احادیث) کو نکالا شیخین (امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ) نے، یا ان میں سے کسی ایک نے اور میں نے اِکتفاء کیا ان دونوں کے ساتھ اگر چہ شریک تھے اس (حدیث بیان کرنے) میں ان کے علاوہ (محدثین) بھی، اُن دونوں (بخاری و مسلم رحمہما اللہ) کے درجات کی بلندی کی وجہ سے روایت بیان کرنے میں،

تشریح: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ تینوں فصلوں کے اندر لائی گئی احادیث کے بارے میں بیان کر رہے ہیں کہ پہلی فصل میں تو صرف بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی روایت لائی گئی ہیں یعنی ایسی حدیث جس کو یا تو امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہو یا پھر دونوں میں سے کسی ایک نے روایت کیا ہو،

اور ان دونوں پر اکتفاء کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر چہ ایک حدیث کو امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ کسی دوسرے محدث نے بھی روایت کیا ہوگا، پھر بھی صرف امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی روایت کو ہی لائیں گے اور حوالہ بھی صرف ان دونوں کا ہی دیں گے، کیونکہ یہ دونوں شیخین حدیث کے معاملے میں اور حدیث بیان کرنے میں بلند مرتبہ و پایہ رکھتے ہیں، مزید سمجھنے کی

لیے ہم مثال بھی عرض کیے دیتے ہیں:

مثال: مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الایمان' الفصل الاوّل' پہلی حدیث، کہ جس کو بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ امام احمد، ابوداوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبّان اور ان کے علاوہ اور محدثین نے بھی روایت فرمایا ہے۔ لیکن صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کے حوالے کے لیے صرف بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ دوسرے محدثین کا تذکرہ نہیں فرمایا،

ترکیب: اَوَّلُ مضاف، ھا ضمیر مجرور بالاضافۃ، مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، مَا اسم موصول، أَخْــــرَجَ فعل ماضی، ہٗ ضمیر منصوب متصل بالفعل، مفعول بہ مقدّم از فاعل، اَلشَّیْـخَـانِ معطوف علیہ، أَوْ عاطفہ، اَحَـدُ مضاف، ھُـمَـا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اَخْـرَجَ فعل کا فاعل، اَخْـرَجَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ مل کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اِکْتَفَیْتُ فعل ماضی، تُ ضمیر مرفوع متصل، فاعل، بـا جارہ، ھِـمَا ضمیر مجرور بالحرف، مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اِکْتَفَیْتُ کے،

وَاِنِ اشْتَــرَكَ فِیْــهِ الْـغَیْــرُ، یہ شرط بنے گی لیکن اس کے مابعد والے الفاظ یعنی "لِـعُلُوِّ دَرَجَتِهِمَا" یہ متعلق ہوگا اِکْتَفَیْتُ فعل کے، یعنی لام جارہ، عُلُوِّ مضاف، دَرَجَةِ مضاف الیہ مضاف، ھِـمَـا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر پہلے مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر لام جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اِکْتَـفَیْـتُ فعل کے، اِکْتَفَیْتُ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء مقدم، واؤ عاطفہ، اِنْ وصلیہ اِشْتَرَكَ فعل ماضی، فِیْ حرف جارہ، ہِ ضمیر مجرور، مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اِشْتَرَكَ کے، اَلْغَیْرُ فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر، شرط مؤخر اپنی جزاء مقدم سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا،

نوٹ: اَوَّلُ پر تینوں اعراب پڑھ سکتے ہیں ایک یہ کہ مبتدا بنائیں، تو مرفوع پڑھیں گے، دوسرا یہ کہ 'اَغْنِیْ' کا مفعول بہٖ بنائیں، تو منصوب پڑھیں گے، تیسرا یہ کہ "فُصُوْلٍ ثَلٰثَةٍ" موصوف

صفت ملکر مبدل منہ بنائیں اور اَوَّلُ بدل بنائیں تو کر پڑھیں گے،

تحقیق: اَوَّلُ :امام خلیل کے نزدیک اس کی اصل 'أَوْلٌ' ھے۔ یعنی ''ہمزہ، واؤ، لام'' کا مادہ ہے۔اس بناء پر یہ اسم 'فَعَّلٌ'' کے وزن پر ہے۔بعض کا خیال ہے کہ اس کا مادہ 'وَوَلٌ' ہے اور اس بناء پر یہ 'أَوَّلُ' بروزن 'أَفْعَلُ' ھے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔اس لیے کہ 'فاء' اور 'عین' کلمے میں دو حرف ایک جنس کے آنا بہت قلیل ہے۔ چونکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے اس بناء پر یہ 'أَوْلٌ' سے مشتق ہے۔ جس کا معنیٰ (اصل کی طرف رجوع ہونا) اور یہ اصل میں آوَلُ ہوگا یعنی 'أأْوَلُ' کثرت استعمال کی وجہ سے الف ثانی کو 'واؤ' سے بدل دیا، اور واؤ کو واؤ میں مدغم کر دیا، تو أَوَّلُ ہو گیا، اَوَّلُ اصل میں صیغہ صفت ہے کیونکہ اس کی مؤنث اُولٰی آتی ہے بروزن اُخریٰ، اور أَوَّلُ وہ ہے جس پر اس کا غیر مرتب ہو، اسکا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے:-

(۱) جو دوسرے پر باعتبارِ زمانہ متقدم ہوتا ہے۔ جیسے عَبْدُ الْمَلِكِ اَوَّلًا ثُمَّ مَنْصُوْرٌ، (پہلے عبدالملک اور پھر منصور)۔

(۲) اور مرتبہ اور ریاست کے اعتبار سے دوسرے پر متقدم ہو اور دوسرا اسکی اقتداء کرے جیسے، اَلْاَمِیْرُ اَوَّلًا ثُمَّ الْوَزِیْرُ، (پہلے امیر پھر اس کے بعد وزیر)۔

(۳) وضع اور ہیئت کے اعتبار سے جیسے ایک شخص عراق سے روانہ ہو تو اسے کہا جائے گا، اَلْقَادِسِیَّةُ اَوَّلًا ثُمَّ فِیْدٌ، (قادسیہ پہلے ہے پھر فید ہے)، اور مکہ سے روانہ ہونے والے کو کہا جائے گا، اَلْفِیْدُ اَوَّلًا ثُمَّ الْقَادِسِیَّةُ (فید پہلے ہے اور قادسیہ بعد میں)،

(۴) جو نظام صنعائی کے اعتبار سے متقدم ہو جیسے، اَلْآسُ اَوَّلًا ثُمَّ الْبِنَاءُ (پہلے بنیاد رکھی جاتی ہے پھر اس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے) جب اَوَّلُ صفتِ باری تعالیٰ ہو تو ''هُوَ الْاَوَّلُ'' کہا جاتا ہے اس وقت اس سے مراد وہ ذات ہوتی ہے جس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ ہو، لفظ اوّل صفت کی حالت میں غیر منصرف ہوگا جیسے مَا رَأَیْتُهُ عَامًا اَوَّلَ (میں نے اسکو نہیں دیکھا پہلے سال)، اسکے علاوہ صورتوں میں منصرف رہتا ہے۔ جیسے مَارَأَیْتُهُ اَوَّلًا وَ آخِرًا، اَوْلٌ مصدر ہے بروزن 'فَعْلٌ'، باب اٰلَ یَأُوْلُ أَوْلًا وَ مَآلًا (لوٹنا، اصل کی طرف رجوع کرنا، رعیّت کا انتظام کرنا، سیاست دانی

کرنا)، ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے مہموز الفاء اور اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَخْرَجَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَخْرَجَ یُخْرِجُ اِخْرَاجًا (نکالنا، خراج ادا کرنا، کچھ حصہ چیر لینا اور کچھ بے چرا چھوڑ دینا)، ازباب اِفْعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَلشَّیْخَانِ: شَیْخٌ کا تثنیہ ہے۔ شیخ کا معنیٰ 'معمر آدمی' کے ہیں عمر رسیدہ آدمی کے، چونکہ تجربات و معارف زیادہ ہوتے ہیں اسی مناسب سے کثیر العلم شخص کو بھی شیخ کہتے ہیں، اگر فلاسفہ بغیر کسی قید کے لفظ شیخ بولیں تو اس سے مراد ''ابو علی ابن سینا'' ہے۔ اہل معانی کے نزدیک لفظ شیخ سے مراد ''عبد القاہر جرجانی'' ہے۔ اہل سِیَر کے نزدیک شیخین سے مراد جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، محدثین کے نزدیک شیخین سے مراد امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ ہیں، فقہاء حنفیہ کے نزدیک شیخین سے مراد امام محمد و امام ابو یوسف ہیں۔

شَیْخٌ مصدر ہے بروزن فَعْلٌ، باب شَاخَ یَشِیْخُ شَیْخًا، (بوڑھا ہونا)، ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَحَدٌ: اکیلا، تنہا، اصل میں وَحَدٌ تھا پھر واؤ کو خلاف قیاس ہمزہ سے بدل دیا تو اَحَدٌ ہو گیا، وَحْدٌ سے مشتق ہے جو مصدر ہے۔ بروزن فَعْلٌ، باب وَحَدَ یَحِدُ حِدَةً وَوَحْدًا (اکیلا ہونا)، ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ لفظ اَحَدُ کا استعمال دو طریقوں سے ہوتا ہے:

(۱)، کبھی صرف نفی میں، (۲) کبھی صرف اثبات میں،

(۱)، نفی کی صورت میں ذو العقول کے لیے آتا ہے اور پوری جنس کے استغراق کا فائدہ دیتا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مجتمع ہو یا متفرق جیسے مَافِی الدَّارِ اَحَدٌ (گھر میں کوئی بھی نہیں)، یعنی نہ ایک نہ دو نہ دو سے زیادہ نہ مجتمع نہ متفرق طور پر، اس بناء پر کلام مثبت میں اسکا استعمال درست نہیں ہے

کیونکہ دو متضاد چیزوں کی نفی تو صحیح ہے لیکن دونوں کا اثبات نہیں ہوسکتا، جب فِی الدَّارِ وَاحِدٌ کہا جائے گا تو ظاہر ہے ایک اکیلے کا گھر میں ہونا تو ثابت ہو گیا، اور ساتھ ساتھ دو یا دو سے زیادہ کا اجتماعاً وافتراقاً اثبات ہو جائے گا، پھر چونکہ اَحَدٌ کا لفظ "مَافوقَ الْوَاحِدِ" کی بھی نفی کرتا ہے۔ اس لیے 'مَامِنْ اَحَدٍ فَاعِلِيْنَ' کہنا درست ہوا، چنانچہ قرآن میں یہ ہے۔ ﴿مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ﴾ (الحاقة) پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں روکنے والا نہ ہوگا) کلام مثبت میں اَحَدٌ کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

(۱) عَشَرَاتٌ کے ساتھ مل کر یا ضم ہو کر جیسے اَحَدَ عَشَرَ، (گیارہ)، اَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ، (اکیس)۔

(۲) مضاف یا مضاف الیہ ہو کر، اس صورت میں یہ اَوَّل یعنی (پہلا) کے معنیٰ میں ہوگا، جیسے قرآن مجید میں ہے "اَمَّا اَحَدُ كُمَا فَيَسْقِىْ رَبَّهٗ خَمْرًا (۱۲/۱۴) یعنی تم میں سے جو پہلے ہے وہ تو اپنے ربّ کو شراب پلائے گا۔

(۳) مطلق بطور صفت استعمال ہوتا ہے تو اسی صورت میں یہ اللہ ربّ العزت کا وصف ہوتا ہے اور اسکے معنیٰ ہونگے (یکتا، یگانہ، بے نظیر، بے مثل) جیسے قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ، (۱۱۲/۱)، کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے)۔

اِكْتَفَيْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِكْتَفٰى يَكْتَفِىْ اِكْتِفَاءً (قناعت کرنا، بے نیاز ہونا)، از باب افتعال، ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اِشْتَرَكَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِشْتَرَكَ يَشْتَرِكُ اِشْتِرَاكًا (کسی امر کا مشتبہ ہونا، باہم شریک ہونا)، از باب افتعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

عُلُوّ: فُعُوْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب عَلَا يَعْلُوْ عُلُوًّا (بلند ہونا، غالب ہونا، تلوار سے مارنا،

بلند کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں عُلُوْوٌ تھا پھر واؤ کو دوسری واؤ میں مدغم کر دیا تو عُلُوٌّ ہو گیا،

قَوْلُهُ:(وَثَانِيهَا ما اَوْرَدَهُ غَيْرُهُمَا مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ).

ترجمہ: اور دوسری (فصل) ان (فصلوں) کی (جس میں) وہ احادیث ہیں کہ وارد کیا ان کو ان دونوں (شیخین) کے علاوہ نے ذکر کردہ اُئمہ میں سے،

تشریح: دوسری فصل کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ دوسری فصل میں اُن محدثین کی روایات ہیں جن کا تذکرہ ابھی تھوڑی دیر پہلے گزر چکا ہے لیکن امام بخاری و مسلم رحمھما اللہ کے علاوہ جو ائمہ ہیں انکی روایات لائی گئی ہیں،

ترکیب: وَ عاطفہ ثَانِیْ مضاف، هَا ضمیر مجرور، مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء، مَا اسم موصول، اَوْرَدَ فعل ماضی، ہ ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ مفعول بہ، غَيْرُ مضاف، هُمَا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا، مِنْ جارہ، اَلْأَئِمَّةِ موصوف، اَلْمَذْكُوْرِيْنَ صفت، موصوف صفت ملکر مِنْ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اَوْرَدَ کا، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدأ کی خبر، مبتدأ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق: ثَانِیْ: اسم عدد ہے بمعنی (دوسرا) صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب ثَنىٰ يَثْنِيْ ثَنْيًا (موڑنا، لپیٹنا، تہہ کرنا، دوسرا ہونا)، از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَوْرَدَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَوْرَدَ يُوْرِدُ اِيْرَادًا (گھاٹ پر لانا، پیش کرنا، لانا، ذکر کرنا، بیان کرنا)، از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَلْمَذْكُوْرِيْنَ: صیغہ جمع مذکر اسم مفعول، باب ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا، (اللہ تعالیٰ کی پاکی و بزرگی بیان کرنا، یاد کرنا، ذکر کرنا)، از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَوْلُهٗ: (وَثَالِثُهَا مَا اشْتَمَلَ عَلٰى مَعْنَى الْبَابِ مِنْ مُلْحَقَاتٍ مُنَاسَبَةٍ مَعَ مُحَافَظَةٍ عَلَى الشَّرِيْطَةِ وَاِنْ كَانَ مَأْثُوْرًا عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ).

ترجمہ: اور تیسری فصل (ان فصلوں) میں سے (جس میں) وہ چیزیں ہیں جو مشتمل ہیں باب کے معنیٰ پر (وہ چیزیں) مناسب ملائی گئی (چیزوں) میں سے ہیں شرط کی حفاظت کی بناء پر، اگرچہ وہ نقل کی گئی ہوں سلف (صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے یا خلف (تابعین عظام رحمہم اللہ) سے۔

تشریح: مصابیح میں جو احادیث تھیں اُن کو فصل اول اور ثانی میں درج کر دیا گیا، اس کے بعد تقریباً مشکاۃ کے ہر باب میں فصل ثالث بنائی گئی ہے جس فصل میں تمام روایات صاحب مشکاۃ لائے ہیں لیکن پہلے کی طرح فصل اوّل اور ثانی میں جن شرائطِ حدیث کا لحاظ رکھا گیا تھا، اس فصل میں بھی اُن شرائط کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ یعنی کہ راوی کا نام، خواہ صحابی ہو یا تابعی، کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور (مَعَ مُحَافَظَةٍ عَلَى الشَّرِيْطَةِ) سے یہی مراد ہے کہ جس طرح پچھلی دو فصلوں میں راوی کا نام اور کتب کا حوالہ دیا گیا تھا اس فصل ثالث میں بھی اسی طرح کیا جائے گا،

صاحب مصابیح نے اپنی کتاب میں تمام روایات مرفوع لائی تھیں، اگر کہیں کوئی موقوف یا مقطوع روایت ہے بھی تو وہ بالتبع آئی ہے۔ قَصْدًا و اِصَالَةً نہیں لائی گئی، لیکن صاحب مشکاۃ نے فصل ثالث میں موقوف و مقطوع روایات کو بھی قَصْدًا و اِصَالَةً ذکر فرمایا ہے اور اُن کی تعداد بعض جگہ خاصی ہو جاتی ہے۔

تیسری فصل میں وہ روایات ہیں جو باب کے مضمون سے مناسبت رکھتی ہیں۔

ترکیب: وَ عاطفہ، ثَالِثُ مضاف، هَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، مَا اسم

موصول، اِشْتَمَلَ فعل ماضی، هُوَ ضمیر اسمیں مستتر اسکا فاعل، عَلیٰ حرف جارہ، معنیٰ مضاف، اَلْبَابِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اِشْتَمَلَ کے، مِنْ (بیانیہ) جارہ، مُلْحَقَاتٍ موصوف، مُنَاسِبَةٍ صفت، موصوف صفت ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل اِشْتَمَلَ کے، مَعَ مضاف، مُحَافَظَةِ مصدر، عَلیٰ جارہ، اَلشَّرِیْطَةِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مُحَافَظَةِ مصدر اپنے متعلق سے ملکر مَعَ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ یا ظرف ہوا فعل اِشْتَمَلَ کا، اِشْتَمَلَ فعل اپنے فاعل، دونوں متعلقوں اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مَا موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر ذوالحال، وَ حالیہ، اِنْ وصلیہ، کَانَ فعل ناقص، اسمیں هُوَ ضمیر جو مَا اسم موصول کی طرف راجع ہے۔ اسکا اسم ہے۔ مَاثُوْرًا اسم مفعول کا صیغہ، عَنْ حرف جارہ، اَلسَّلَفِ معطوف علیہ، وَ عاطفہ، اَلْخَلْفِ معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر عَنْ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مَاثُوْرًا اسم مفعول کے، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کَانَ فعل ناقص کی خبر، کَانَ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، اس کی جزاء محذوف ہے جس پر پچھلا جملہ یعنی مَا اشْتَمَلَ...... عَلَی الشَّرِیْطَةِ دلالت کررہا ہے۔ وہ جزاء ہے۔ شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر ذوالحال کا حال، ذوالحال حال ملکر مبتدا کی خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق، ثَالِثٌ: اسم عدد تین کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باقی تفصیل ثَلٰثَةٌ کی بحث میں ہے۔

اِشْتَمَلَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مثبت معلوم، باب اِشْتَمَلَ یَشْتَمِلُ اِشْتِمَالًا (آمادہ ہونا، ارادہ کرنا، کپڑے میں پورا لپٹنا، گھیرنا، احاطہ کرنا، بچانا)، از باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

مَعْنیً: اسم ظرف مکان، بروزن مَفْعَلٌ، یا مصدر میمی بروزن مَفْعَلٌ بمعنی اسم مفعول، باب عَنیٰ یَعْنِیْ عَنْیًا (مراد لینا، واقع ہونا، نازل ہونا، اگانا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں مَعْنَيٌ یعنی "م ع ن ی ن" تھا پھر 'ی' متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی، پھر جمع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تو مَعْنًى یعنی "م ع ن ن" رہ گیا، 'ی' کو لکھنے میں باقی رکھا تا کہ پتا چلے کہ یہاں سے 'ی' حذف ہوئی ہے۔

نوٹ: مَعْنًى کو اسم مفعول بھی بنایا جاسکتا ہے اس صورت میں کہ اس کی اصل 'مَعْنُوْيٌ' بروزن مَفْعُوْلٌ ہو یعنی "م ع ن و ی ن" تو مَرْمِيٌّ کے قاعدے کے تحت 'واؤ' کو بھی 'یا' کیا اور پھر 'یا' کو 'یا' میں مدغم کر دیا، تو "م ع ن یّ ن" ہو گیا، پھر 'ی' کی وجہ سے 'ن' کو کسرہ دیا تو "م ع نِ ی ن" بن گیا، پھر پہلی 'ی' کو خلاف قیاس حذف کر دیا، پھر نون کو فتح دے دیا تو "م ع ن ی ن" ہو گیا، پھر قَالَ کے قانون کے تحت 'ی' کو الف سے بدل کر گرا دیا تو مَعْنًى رہ گیا، 'ی' لکھنے میں برقرار رکھی تا کہ معلوم ہو یہاں سے 'ی' حذف ہوئی ہے۔

اعتراض: عَنىٰ يَعْنِيْ کا مضارع تو مکسور العین ہے اس لیے اس کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آنا چاہیے، جبکہ آپ نے مَفْعَلٌ کے وزن پر بتایا ہے۔

جواب: محترم جناب! ہم نے مَقِر کی بحث میں یہ بات واضح کی تھی کہ ناقص سے اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر ہی آتا ہے۔

مُلْحَقَاتٍ: صیغہ جمع مؤنث اسم مفعول، باب اَلْحَقَ يُلْحِقُ اِلْحَاقًا (جاملنا، ملا دینا، ایک دوسرے کے پیچھے جانا، ایک دوسرے کو جاملنا، سواریوں کا ایک دوسرے کے پیچھے چلنا)، از باب اِفْعَال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مُنَاسَبَةٍ: صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول، باب نَاسَبَ يُنَاسِبُ مُنَاسَبَةً (مشابہ ہونا، نسبت میں شریک ہونا، مناسب ہونا)، از باب مُفَاعَلَة، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مَعَ: یہ ظرف لازم النصب ہے۔ ظرف زمان و مکان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "جِئْنَا مَعًا اَیْ فِیْ زَمَانٍ" (ہم ایک ہی وقت میں آئے)، اور "كُنَّا مَعًا اَیْ فِیْ مَكَانٍ"، (ہم

ایک ہی مکان میں تھے)۔

یادرہے کہ اس کا استعمال دوطریقوں سے ہوتا ہے:

(۱) تنوین کے ساتھ، جس کی مثالیں اوپر گزر چکی ہیں،

(۲) بغیر تنوین کے اضافت کے ساتھ جیسے مَعَہٗ، (اسکے ساتھ)، اسکی تفصیل اس طرح ہے کہ 'مَعَ' مُصَاحَبَة کے لیے آتا ہے جس کے لیے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر 'مَعَ' ان دونوں چیزوں کے درمیان آرہا ہو تو دوسرے کی طرف مضاف ہوگا، جیسے ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾ (البقرہ) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اس صورت میں یہ مفعول فیہ بنتا ہے اور اگر 'مَعَ' دونوں چیزوں کے بعد آرہا ہو تو بغیر اضافت کے تنوین کے ساتھ استعمال ہوگا، اس صورت میں دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں، (۱) مفعول فیہ، (۲) "مُجْتَمِعِيْنِ" کے معنیٰ میں ہو کر ماقبل سے حال ہوگا۔

مُحَافَظَةِ: مصدر بروزن مُفَاعَلَة، باب حَافَظَ يُحَافِظُ مُحَافَظَةً (کسی امر پر ہمیشگی اختیار کرنا، نگہبانی کرنا، مدافعت کرنا)، از باب مُفَاعَلَه، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم

اَلشَّرِيْطَةِ: فَعِيْلَةٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ باب شَرَطَ يَشْرُطُ شَرْطًا (شرط لگانا، جلد میں نشتر لگانا)، از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

وَ: عاطفہ یا حالیہ یا اعتراضیہ،

اِنْ: وصلیہ،

مَاثُوْرًا: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باقی اثر کی بحث میں ملاحظہ فرمائیے،

اَلسَّلَف: عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ بروزن فَعَلٌ مصدر ہے۔ باب سَلَفَ يَسْلُفُ سَلْفًا وَسَلَفًا وَسُلُوْفًا (گزر جانا، آگے بڑھنا، سبقت کرنا، قوم سے آگے نکلنا)، از باب فَعَلَ يَفْعُلُ،

ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ سَــلَفٌ کا معنیٰ (قرضِ حسنہ، عمل صالح، گذشتہ آباؤ اجداد)۔

اَلْـخَلْفِ: فَـعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب خَـلَفَ یَـخْـلُفُ خَلْفًا وَ خِلَافَةً (جانشین ہونا، جانشین بنانا، بعد میں رہ کر کسی کا قائم مقام ہونا)، از باب فَـعَـلَ یَـفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَوْلُہٗ: (ثُمَّ اِنَّكَ اِنْ فَقَدْتَ حَدِيْثًا فِيْ بَابٍ فَذَالِكَ عَنْ تَكْرِيْرٍ اُسْقِطُهٗ).

ترجمہ: پھر بے شک اگر تو گم پائے کسی حدیث کو کسی باب میں تو یہ (حدیث کا نہ پایا جانا) تکرار کی وجہ سے ہے، میں نے ساقط کر دیا ہے اس (حدیث) کو۔

تشریح: امام تبریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے مشکاۃ المصابیح پڑھنے والے طالب علم اگر کتاب پڑھنے کے دوران یا بعد میں تمھارے ذھن میں یہ سوال پیدا ہو کہ بعض ایسی احادیث جو کتاب المصابیح میں موجود تھیں لیکن مشکاۃ المصابیح میں موجود نہیں ہیں، کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے بعض ایسی احادیث جس کو امام بغوی رحمہ اللہ نے بار بار ذکر فرمایا تھا، ان کے اس تکرار کی وجہ سے انکو ذکر نہیں کیا، اور صرف اُن احادیث کو لایا جس سے باب کی زیادہ مناسبت و تعلق تھا اور یہ میں نے جان بوجھ کر قصداً ایسا کیا ہے میری غلطی نہیں ہے۔

یعنی اس سے مراد یہ کہ جو احادیث بار بار ذکر کی گئی تھیں، صاحب مشکاۃ نے اُن کو ایک ہی مرتبہ ذکر کیا اور جو کسی باب سے زیادہ مناسبت رکھتی تھیں اُن کو ایک سے زیادہ مرتبہ بھی ذکر کیا ہے۔

ترکیب: ثُــمَّ حرف عطف، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ کَ ضمیر منصوب متصل بالحرف اِنَّ کا اسم ہے۔ اِنْ شرطیہ، فَـقَـدْتَ فعل ماضی، تَ ضمیر مرفوع متصل اسکا فاعل، حَـدِیْـثًـا مفعول بہ، فِـیْ حرف جارہ، بَابٍ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل فَـقَـدْتَ، فَقَدْتَ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فاء جزائیہ، ذَالِكَ اسم اشارہ مبتدأ، عَنْ حرف جارہ،

تَـكْـرِيْرٍ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوئے فعل اُسْقِطَ کے، اُسْقِطُ فعل مضارع، اَنَا ضمیر مستتر اس کا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا،

تحقیق: فَقَدتُّ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مثبت معلوم، باب فَـقَـدَ يَـفْـقِـدُ فَقْدًا و فُقُدَانًا (گم ہونا، معدوم ہونا، گم پانا)، از باب فَـعَلَ يَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: دال کو تاء میں قریب المخرج ہونے کی وجہ سے مدغم کر دیا گیا،

ذَالِكَ: اسم اشارہ ہے۔ ان کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

"هُـوَ مَـا وُضِـعَ لِتَـعْيِـيْـنِ الْمُشَارِ اِلَيْهِ (جو مشارٌ الیہ کی تعیین کے لیے وضع کیا گیا ہو)، اسمائے اشارات مبنی ہیں حرف سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے کیونکہ یہ بھی اشارہ حسی یا عقلی کی طرف محتاج ہوتے ہیں۔

سوال: اسم اشارۃ کی ترکیب کیسے ہوتی ہے؟

جواب: اس کی ترکیب کی چند شکلیں ہیں:

(۱) اگر اسم اشارہ کے بعد اسم نکرہ ہو تو اسم اشارہ مبتدا ہوگا، اور مابعد والا خبر ہوگا، جیسے، هٰـــــذَا كِتَابٌ لَطِيْفٌ،

(۲) اگر مابعد عَلَم ہو یا مضاف ہو تو پھر بھی مبتدا خبر ہی بنیں گے جیسے ذٰلِكَ غُلَامُ عَمْرٍو،

(۳) اگر مابعد معرف باللام یا اسم موصول ہو تو چار ترکیبیں ہو سکتیں ہیں:

(۱) موصوف صفت جیسے ذَالِكَ الْكِتَابُ اور یہی کثیر الاستعمال ترکیب ہے۔

(۲) عطف بیان، (۳) بدل، مبدل منہ، (۴) مبتدا خبر، یہ قلیل الاستعمال ہے جیسے تِلْكَ

تَکْرِیْر: مصدر بروزن تفعیل، باب کَرَّرَ یُکَرِّرُ تَکْرِیْرًا (کسی کو بار بار لانا)، از باب تَفْعِیْل، بروزن تَقْلِیْل ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اُسْقِطُ: صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع مثبت معلوم، باب اَسْقَطَ یُسْقِطُ اِسْقَاطًا (گرانا، عورت کا ادھورا بچہ گرانا، گالی دینا، غلطی کرنا)، از باب اِفعال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

ہٗ: ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ یہ ضمیر 'حَدِیْثًا' کی طرف راجع ہے۔

قَوْلُہٗ: (وَاِنْ وَجَدْتَّ آخَرَ بَعْضَہٗ مَتْرُوْکًا عَلٰی اخْتِصَارِہٖ اَوْ مَضْمُوْمًا اِلَیْہِ تَمَامُہٗ فَعَنْ دَاعِیْ اِھْتِمَامٍ اَتْرُکُہٗ وَ اُلْحِقُہٗ).

ترجمہ: اور اگر تو پائے کسی اور حدیث کو کہ اس کا بعض حصہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے اختصار کی وجہ سے، یا ملا دیا گیا ہے اس کا مکمل حصہ پس یہ کسی خاص وجہ سے ہے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا یا ملا دیا۔

تشریح: صاحب مصابیح نے کئی احادیث ایسی ذکر کی تھیں کہ وہ نامکمل تھیں یعنی مختصر تھیں امام تبریزی نے بھی ان میں سے بعض کو مختصر ہی رہنے دیا جبکہ بعض کو پورا پورا ذکر کیا، علاّمہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

بعض اوقات لمبی اور طویل حدیث کے کچھ حصے کو باب کی مناسبت کی وجہ سے نقل کر دیتے ہیں، پوری حدیث نقل ہی نہیں کرتے، صاحب مشکاۃ بھی اختصار کے پیش نظر یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں، یا یہ کہ کوئی حدیث مختلف معانی یا الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جس کا ایک حصہ ایک باب کے ساتھ مناسب ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے باب کے ساتھ مناسب ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اسی مناسبت سے حدیث کے جملوں کو ذکر کرتے ہیں، صاحب مشکاۃ خطیب

تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اس حالت میں بھی ان کی پیروی کرتے ہیں مگر جہاں ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہو تو پھر پوری حدیث نقل کر دی جاتی ہے۔ (مقدمہ شرح طیبی ۱/۸۶)

ایسا اس لیے ہوتا ہے۔ کہ متروک حصہ کی باب کے ساتھ مناسبت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی اس سے قبل مذکور حدیث کی یا پھر کسی مذکور کو سمجھنا متروک پر موقوف ہوتا ہے۔ اس لیے اس متروک کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ مذکور اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔

ملاّ علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں (یعنی وَالْحِقُهٗ میں) واؤ بمعنیٰ أَوْ ہے تو گویا سبب اور داعی ہونے کی صورت میں اختصار اور حذف اختیار کیا گیا ہے جبکہ داعی اور سبب نہ ہونے کی صورت میں الحاق اور ذکر اختیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا سبب اور داعی کا تعلق اختصار اور ترک سے ہے۔ ذکر اور الحاق سے نہیں، (مرقاۃ المصابیح ۱/۳۳)۔

ترکیب: وَ عاطفہ، اِنْ حرف شرط، وَجَدْتَّ فعل ماضی، 'تَ' ضمیر مرفوع متصل اس کا فاعل، آخَرَ مبدل منہ، بَعْضَ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہ کا بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر ذوالحال، مَتْرُوْکًا صیغہ اسم مفعول، عَلٰی حرف جارہ، اِخْتِصَارِ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، مَتْرُوْکًا کے، مَتْرُوْکًا صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، أَوْ حرف عطف، مَضْمُوْمًا صیغہ اسم مفعول، اِلٰی حرف جارہ، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مَضْمُوْمًا کے، تَمَامُ مضاف، ہٗ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل ہوا مَضْمُوْمًا کا، مَضْمُوْمًا صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ذوالحال کا حال، ذوالحال حال ملکر مفعول بہ فعل وَجَدْتَّ کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، عَنْ حرف جارہ، دَاعِیْ مضاف، اِهْتِمَام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَتْرُكُ فعل مؤخر کے، اَتْرُكُ فعل مضارع، اَنَا ضمیر اسمیں پوشیدہ جو اسکا فاعل، ہٗ ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، وَاؤ عاطفہ

،اُلْحِقُ فعل مضارع، اسمیں بھی اَنَا ضمیر مستتر اسکا فاعل ہ ضمیر منصوب متصل بالفعل اسکا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط کی جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

تحقیق: وَجَدْتَّ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مثبت معلوم، باب وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا وَوُجُوْدًا (پانا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

آخَرَ: بمعنی (دوسرا)، یہ اَلْآخَرُ سے معدول ہے اور اس بارے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے۔ کلام عرب میں اسکی کوئی اور مثال نہیں ملتی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہوں وہ اسم تفضیل ہوگا، اگر اس کے بعد لفظ "مِنْ" لَفْظًا یا تَقْدِیْرًا موجود ہے تو نہ اس کا تثنیہ آ سکتا ہے اور نہ جمع اور نہ ہی تانیث آ سکتی ہیں اور اگر 'مِنْ' مذکور نہ ہو تو یہ معرف باللام ہوگا پھر اسکا تثنیہ و جمع اور تانیث آ سکتی ہے۔ لیکن اس لفظ آخَرُ میں اگر 'مِنْ' لَفْظًا یا تَقْدِیْرًا مذکور ہو تو پھر اس کا جمع، تثنیہ و تانیث نہیں آنی چاہیے جبکہ آتی ہے اور اگر 'مِنْ' مذکور نہ ہو تو اس کو معرف باللام ہونا چاہیے تب جا کے اس کا جمع، تثنیہ و تانیث آئے گی لیکن ایسا بھی نہیں ہوتا یعنی الف لام بھی اس پر نہیں ہے۔ اور جمع وغیرہ بھی آ رہی ہے۔ تو گویا معلوم یہ ہوا کہ یہ اَلْآخَرُ سے معدول ہے۔ ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مَتْرُوْکًا: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب تَرَکَ یَتْرُکُ تَرْکًا (چھوڑنا، غافل کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مَضْمُوْمًا: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب ضَمَّ یَضُمُّ ضَمًّا (ملانا، جمع کرنا، اپنی طرف کھینچنا، قبضہ کرنا، گلے ملنا، حرف کو ضمہ دے کر حرکت دینا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تَمَامُ: فَعَالٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب تَمَّ یَتِمُّ تَمًّا وَتَمَامًا (کام ہونا، پورا ہونا، پورا کرنا، کام انجام دینا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی

مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

دَاعِیٌ: سبب کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔

صیغہ واحد مذکر اسم فاعل، باب دَعَا یَدْعُوْ دُعَاءً (پکارنا، رغبت کرنا، مدد چاہنا، کسی کو کسی کی طرف چلانا)، ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: دَاعِی اصل میں دَاعِوٌ تھا پھر واؤ کو 'ی' کیا، تو "دَاعِ یُ نُ" ہوگیا، 'ی' پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے گرادیا تو "دَاعِ یْ نْ" رہ گیا، جمع ساکنین کی وجہ سے 'ی' کو گرادیا، تو 'دَاعِ نْ' رہ گیا، یعنی دَاعِی 'ی' کتابت میں باقی رکھی جاتی ہے، اضافت کے وقت 'ی' واپس آجاتی ہے۔ اس لیے کہ اضافت کے وقت تنوین نہیں رہتی، جس کی وجہ سے اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا اور 'ی' واپس آجاتی ہے۔

قاعدہ: ہر واؤ جو طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہو وہ 'یا' ہو جاتی ہے۔ طرف سے مراد لام کلمہ ہے۔

اِهْتِمَام: مصدر بروزن افتعال، باب اِهْتَمَّ یَهْتَمُّ اِهْتِمَامًا (غمگین ہونا، اپنے کام کے انتظام میں بہت محنت کرنا)، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَتْرُکُ: صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع مثبت معلوم، باب تَرَكَ یَتْرُكُ تَرْكًا (چھوڑنا، غافل کرنا) ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اُلْحِقُ: صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع مثبت معلوم، باقی "مُلْحَقَاتِ" کی بحث میں ہے۔

قَوْلُهُ: (وَاِنْ عَثَرْتَ عَلَى اخْتِلَافٍ فِي الْفَصْلَيْنِ مِنْ ذِكْرِ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ فِي الْاَوَّلِ وَذِكْرِ هِمَا فِي الثَّانِي فَاعْلَمْ اَنِّيْ بَعْدَ تَتَبُّعِيْ كِتَابَيِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ اِعْتَمَدْتُ عَلَى صَحِيْحَيِ الشَّيْخَيْنِ وَمَتْنَيْهِمَا).

ترجمہ: اور اگر تو اطلاع پائے کسی اختلاف پر دونوں فصلوں میں یعنی (اختلاف یہ ہے کہ) شیخین کے علاوہ کا ذکر پہلی فصل میں اور شیخین کا ذکر دوسری فصل میں، تو جان لے کہ میں نے امام حمیدی رحمہ اللہ کی کتاب، الجمع بین الصحیحین اور (ابن الاثیر کی کتاب) جامع الاصول کی (تلاش) تتبع کرنے کے بعد اعتماد کیا ہے شیخین کی صحیحین پر اور ان کے متنوں پر،

تشریح: بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ امام بغوی ایک حدیث کو اپنی کتاب کے پہلے حصے یعنی "من الصّحاح" میں لاتے ہیں جس حصّے میں صرف بخاری و مسلم کی روایات درج ہوتی ہیں تو قاعدہ و قانون کے تحت امام تبریزی رحمہ اللہ کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اس حدیث کو 'الفصل الاوّل' میں ہی ذکر کریں، لیکن یوں نہیں ہوتا بلکہ امام تبریزی رحمہ اللہ اس حدیث کو دوسری فصل میں ذکر کرتے ہیں، جس کی مثال "بَابٌ فِيُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ" اور "بَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ" میں موجود ہے۔

اسی طرح بعض ایسی روایات جن کو فصل ثانی میں درج کرنا چاہیے تھا ان کو امام تبریزی رحمہ اللہ نے فصل اوّل میں لاکر شیخین کی طرف منسوب کیا ہے جیسے "بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَا التَّكْبِيْرِ" وغیرہ میں ہے۔

تو اپنی اس تبدیلی اور فرق کو بیان کرنے کے لیے امام تبریزی فرماتے ہیں کہ یہ میری غلطی نہیں ہے بلکہ میں نے تو امام حُمیدی رحمہ اللہ کی کتاب "الجمع بین الصحیحین، اور ابن الاثیر کی کتاب جامع الاصول" کا بڑے انہماک سے مطالعہ کرنے کے بعد اور تتبع و تلاش کرنے کے بعد ایسا کیا ہے اور اس سلسلے میں ان دونوں کتابوں کے علاوہ بخاری و مسلم کے اصل نسخوں اور ان کے متنوں پر اعتماد کیا ہے چنانچہ جو روایات ان کتابوں میں امام بخاری و مسلم کی طرف منسوب تھیں اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو دوسرے حصے یعنی "مِنَ الْحَسَّانِ" میں لایا تھا اور اسی طرح ان کی نسبت شیخین کے غیر کی طرف ہوئی تھی تو اُن احادیث کو میں نے اپنی کتاب مشکاۃ المصابیح کے اندر ان کی اصل جگہ یعنی فصل اوّل میں شیخین کی طرف نسبت کی، اور اسی طرح جن احادیث کو امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں پہلی حصے میں درج کر کے شیخین کی طرف

منسوب کیا تھا، میں ان کو اُن کی اصل جگہ یعنی فصل ثانی میں اُن کے اصل راویوں اور ناقلوں کی طرف منسوب کیا، تو گویا کہ امام بغوی رحمہ اللہ سے ایسا سَھْـــوًا ہوا ہے۔ جس کی تحقیق کر کے ہم نے درست کر دیا،

ترکیب: وَ عاطفہ، اِنْ حرف شرط، عَثَـــرْتَ فعل ماضی، تَ ضمیر مرفوع متصل بالفعل اسکا فاعل، عَلٰی جارہ، اِخْتِلَافِ مصدر، فِیْ حرف جار، اَلْـفَـصْلَیْنِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، اِخْتِلَافِ مصدر کے، مِنْ حرف جارہ، ذِکْرِ مضاف، غَیْرِ مضاف الیہ مضاف، اَلشَّیْخَیْنِ مضاف الیہ، غَیْر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ذِکْرِ مضاف کا، مضاف الیہ، فِی حرف جار، اَلْاَوَّلِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ذِکْر مصدر مضاف کے، ذِکْر مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، ذِکْرِ مضاف، هِـمَا مضاف الیہ، فِیْ حرف جارہ، اَلثَّانِیْ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ذِکْـرِ مصدر مضاف کے، ذِکْـر مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مِـــنْ حرف جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اِخْتِلَافِ مصدر کے، اِخْتِلَافِ مصدر اپنے دونوں متعلقوں سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا، عَثَرْتَ فعل ماضی کے، عَثَرْتَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فاء جزائیہ، اِعْـلَمْ فعل امر، اَنْتَ اسمیں ضمیر مستتر فاعل، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ یْ ضمیر متکلم اسم اَنَّ کا، بَـعْدَ ظرف مضاف، تَتَبُّعِ مضاف الیہ مضاف، یْ، ضمیر متکلم مضاف الیہ، کِتَـابَیْ مضاف، اَلْـجَـمْعِ مصدر، بَیْنَ مضاف، اَلـصَّحِیْحَیْنِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اَلْـجَـمْعِ مصدر کا ظرف، مصدر اپنی ظرف سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مبتدا، لِ حرف جارہ، اَلْـحُمَیْدِیِّ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثَـابِتٌ کے، ثَـابِتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، وَ عاطفہ، جَامِعِ مضاف، اَلْاُصُوْلِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر کِتَابَیْ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا تَتَبُّعِ مصدر کا، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر بَـــعْـــدَ مضاف کا مضاف الیہ،

مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف مقدم ہوا اِعْتَمَدْتَ فعل کے، اِعْتَمَدْتُّ فعل ماضی، تُ ضمیر اسمیں فاعل، عَلٰی حرف جارہ، صَحِیْحَیْ مضاف، اَلشَّیْخَیْنِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، مَتْنَیْ مضاف، هِمَا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اِعْتَمَدْتُّ کے، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ یا ظرف مقدم اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اِعْلَمْ فعل امر کا مفعول بہ، فعل امر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جُملہ انشائیہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا،

تحقیق: عَثَرْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مثبت معلوم، باب عَثَرَ یَعْثُرُ عَثْرًا و عُثُوْرًا (بھید پر اطلاع پانا)، ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اِخْتِلَافٍ: مصدر بروزن افتعال، باب اِخْتَلَفَ یَخْتَلِفُ اِخْتِلَافًا (اختلاف کرنا، جانشین پکڑنا، پیچھے سے پکڑنا)، ازباب افتعال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْفَصْلَیْنِ: فَصْلٌ کا تثنیہ ہے۔

ذِکْرِ: مصدر بروزن فِعْلٌ، باب ذَکَرَ یَذْکُرُ ذِکْرًا (اللہ تعالیٰ کی پاکی و بزرگی بیان کرنا، یاد کرنا، ذکر کرنا)، ازباب فَعَلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلشَّیْخَیْنِ: شَیْخَانِ کی جری حالت ہے۔

اِعْلَمْ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل امر حاضر معلوم، باب عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا (جاننا، حقیقت علم کو پالینا، پہچاننا، یقین کرنا)، ازباب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تَتَبُّعِ: مصدر بروزن تَفَعُّلُ، باب تَتَبَّعَ یَتَتَبَّعُ تَتَبُّعًا (دیر تک تلاش و جستجو کرنا، احوال کی ٹٹول میں

لگا رہنا)، از باب تَفَعُّلٌ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے ۔

کِتَابَی: کِتَاب کا تثنیہ، اصل میں کِتَابَیْنِ تھا، یہ اسکی نصبی حالت ہے اضافت کی وجہ سے (ن) گر گیا ہے۔ اور 'ی' کو اَلْجَمْعِ سے ملانے کی لیے کسرہ دیا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ "اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ، یعنی ساکن کو جب حرکت دیتے ہیں تو کسرہ دیتے ہیں،

اَلْجَمْع: فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب جَمَعَ یَجْمَعُ جَمْعًا (جمع کرنا، اکٹھا کرنا)، از باب فَعَلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

بَیْنَ: بمعنی (درمیان، بیچ، جدائی، ملاپ)۔ یہ دو چیزوں کے درمیان اور بیچ کو بتانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ بعض اس کو مصدر کہتے ہیں اور بعض ظرف غیر متمکن کہتے ہیں، اسی لیے "اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّحِیْحَیْنِ" میں اگر مصدر بنائیں تو اَلْجَمْعُ کی خبر یا فاعل ہونے کی صورت میں مرفوع ہوگا، اور اگر ظرف بنائیں تو منصوب پڑھیں گے، مصدر ہونے کی صورت میں فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب بَانَ یَبِیْنُ بَیْنًا (ظاہر ہونا، واضح ہونا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

یاد رہے کہ لفظ 'بَیْنَ' کا استعمال چند جگہوں پر ہوتا ہے۔

(۱) وہاں جہاں مسافت پائی جائے جیسے، بَیْنَ الْبَلَدَیْنِ، (دو شہروں کے درمیان)۔

(۲) جہاں دو یا دو سے زیادہ کا عدد موجود ہو جیسے بَیْنَ الصَّحِیْحَیْنِ، یا بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ، (دو آدمیوں کے درمیان)، یا بَیْنَ الْقَوْمِ، (قوم کے درمیان)۔

(۳) جس جگہ وحدت کا معنی ہو اور وہاں بَیْنَ کی اضافت ہو تو تکرار ضروری ہے جیسے وَمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ (فصلت) (ہمارے درمیان اور تیرے درمیان پردہ ہے)۔

(۴) جب بَیْنَ کی اضافت اَیْدِیْ (یَدٌ کی جمع معنی ہاتھ) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں جیسے مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْنَا، (ہمارے سامنے یا ہمارے قریب)۔

(۵) بَیْنَ کے بعد 'الف' یا 'مَا' بڑھا کر حِیْنَ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسے بَیْنَمَا زَیْدٌ یَفْعَلُ کَذَا، (جب زید ایسا کرتا ہے)۔

اَلصَّحِیْحَیْن: صَحِیْحٌ کا تثنیہ ہے۔ صَحِیْحٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ باب صَحَّ یَصِحُّ صُحًّا وصِحَّۃً (تندرست ہونا، چیز کا ہر عیب سے بَری اور سالم ہونا، خبر کا واقع کے مطابق ثابت ہونا)، ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْحُمَیْدِیِّ: حُمَیْدٌ تصغیر کی طرف منسوب ہے۔ یہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر ہیں اپنے دادا حُمَیْدٌ کی طرف منسوب ہیں، اور حافظ ابن حزم کے تلامذہ میں سے ہیں،

اَلْاُصُوْلِ: اَصْلٌ کی جمع ہے فُعُوْلٌ کے وزن پر، اَصْلٌ کا اصطلاحی معنیٰ "مَا یُبْنٰی عَلَیْہِ غَیْرُہٗ" (جس پر اس کے غیر کی بنیاد رکھی جائے)، اَصْلٌ کے لغوی معنیٰ 'جڑ' کے ہیں۔

أَصْلٌ مصدر ہے۔ باب أَصُلَ یَأْصُلُ أَصْلًا وَأَصَالَۃً (جڑ والا ہونا، جڑ پکڑنا، شریف الاصل ہونا)، ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے مہموز الفاء، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اِعْتَمَدْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِعْتَمَدَ یَعْتَمِدُ اِعْتِمَادًا (دیوار سے ٹیک لگانا، بھروسہ کرنا)، ازباب اِفْتِعَال، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

صَحِیْحَیْ: صَحِیْحٌ کا تثنیہ، اصل میں صحیحین تھا اضافت کی وجہ سے (ن) گر گیا ہے۔

اَلشَّیْخَیْن: شَیْخٌ کا تثنیہ ہے۔

مَتْنَیْ: اصل میں مَتْنَیْنِ تھا پھر اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو مَتْنَیْ رہ گیا، لغت میں مَتْنٌ کسی چیز کے ظاہر حصے کو کہتے ہیں اور اصطلاحات المحدّثین کی رو سے وہ جگہ جہاں حدیث کی سند ختم ہوتی ہے۔

مَتْنٌ فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔ باب مَتَنَ یَمْتِنُ مَتْنًا (پیٹھ پر مارنا)، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔ مَتْنٌ کتاب کی اس اصل عبارت کو کہتے ہیں جو بغیر شرح وحاشیہ ہو، بلند زمین اور پیٹھ کو بھی مَتْنٌ کہتے ہیں،

قَوْلُهٗ:(وَاِنْ رَأَيْتَ اخْتِلَافًا فِيْ نَفْسِ الْحَدِيْثِ فَذَالِكَ مِنْ تَشَعُّبِ طُرُقِ الْاَحَادِيْثِ وَلَعَلِّيْ مَااطَّلَعْتُ عَلٰى تِلْكَ الرِّوَايَةِ الَّتِيْ سَلَكَهَا الشَّيْخُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ).

ترجمہ: اور اگر دیکھے تو اختلاف حدیث کے نفس (متن) میں پس یہ (متن میں اختلاف) احادیث کی سندوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور شاید کہ میں اطلاع نہ پاسکا ہوں اس (حدیث) پر جس کو شیخ (امام بغوی) رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

تشریح: یہاں پر امام تبریزی رحمہ اللہ ایک اعتراض کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں۔

اعتراض: یہ ہے کہ بعض ایسی احادیث بھی موجود ہیں کہ جن کے الفاظ مصابیح میں کچھ اور، اور مشکاۃ میں کچھ اور ہیں، آیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ ہے کہ ایک حدیث کی کئی کئی سندیں ہوا کرتی ہیں، تو اگر کوئی ایسی حدیث جسکو امام بغوی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا تھا اگر امام تبریزی رحمہ اللہ کو وہ ویسا نہ متن مل سکا تو امام تبریزی نے دوسری سند سے دوسرا متن ذکر کردیا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام تبریزی رحمہ اللہ کسی روایت کو ڈھونڈ ہی نہ سکے ہوں، یعنی اس حدیث پر اطلاع نہ پاسکے ہوں جو امام بغوی رحمہ اللہ نے لائی ہے۔

ترکیب: وَ عاطفہ، اِنْ حرف شرط، رَأَيْتَ فعل ماضی، اس میں تَ ضمیر اسکا فاعل، اِخْتِلَافًا موصوف، فِيْ حرف جارہ، نَفْسِ مضاف، اَلْحَدِيْثِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فِيْ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتًا صیغہ اسم فاعل محذوف کے، ثَابِتًا صیغہ اسم فاعل اپنے اندر ھو ضمیر مستتر فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر موصوف کی صفت، موصوف صفت ملکر مفعول بہ ہوا رَأَيْتَ فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ہوئی، فا جزائیہ، ذَالِكَ اسم اشارہ مبتدأ، مِنْ حرف جارہ، تَشَعُّبِ مضاف، طُرُقِ مضاف الیہ مضاف،

اَلْاَحَادِیْثِ مضاف الیہ، طُرُقِ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا، مضاف مضاف الیہ ملکر مِن جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتٌ کے، ثَابِتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ یْ ضمیر لَعَلَّ کا اسم ہے۔ مَا نافیہ، اِطَّلَعْتُ فعل ماضی، تُ ضمیر مرفوع متصل بالفعل ہے۔ اسکا فاعل، عَلٰی حرف جارہ، تِلْكَ اسم اشارۃ، اَلرِّوَایَۃِ موصوف، اَلَّتِیْ اسم موصول، سَلَكَ فعل ماضی، ھَا ضمیر مفعول بہ، اَلشَّیْخُ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر صفت، موصوف کی صفت، موصوف صفت ملکر مشارٌ الیہ، اشارۃ مشارٌ الیہ ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق فعل اِطَّلَعْتُ کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر لَعَلَّ کی خبر، لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا،

تحقیق: رَأَیْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مثبت معلوم، باب رَأٰی یَرٰی رُؤْیَۃً (دیکھنا، آنکھ سے دیکھنا)، از باب فَعَلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے مہموز اللام وناقص یائی (مخلوط)، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اِخْتِلَافًا: مصدر بروزن افتعال، نصبی حالت ہے۔

نَفْس: مؤنث سماعی ہے۔

تَشَعُّبِ: مصدر بروزن تَفَعُّل، باب تَشَعَّبَ یَتَشَعَّبُ تَشَعُّبًا (متفرق ہونا، بکھرنا، شاخدار ہونا، جدا ہونا، پھیلنا، درست ہونا)، از باب تَفَعُّلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

مَا: حرف نفی ہے۔ اور اصل میں لفظ ''مَا'' کی کئی قسمیں ہیں جن کی کچھ تفصیل ہم عرض کئے دیتے ہیں، لفظ مَا دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱)حرفیہ (۲)اسمیہ

(۱)حرفیہ مندرجہ ذیل طریقوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۱)مَانافیہ جیسے مَا هٰذَا بَشَرًا (یہ آدمی نہیں ہے)،

(۲)مَازائدہ، جیسے، اِذَا مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ، یہ اِذَا، مَتٰی، اَیٌّ، اَیْنَ اور اِنْ شرطیہ کے بعد زائد ہوتا ہے اور بعض حروفِ جر کے بعد بھی زائد ہوتا ہے۔

(۳)مَا کافّہ، یعنی یہ حرف مشبہ بالفعل پر جب داخل ہوتا ہے تو اس کے عمل کو روک دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو کافّہ کہتے ہیں، جیسے، کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ، (گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں)،

(۴)مَامصدریہ، جیسے وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَارَحُبَتْ،(باوجود فراخ ہونے کے زمین ان پر تنگ ہوگئی)،

(۲)اسمیہ، یہ بھی مندرجہ ذیل طریقوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱)مَااِستفہامیہ، جیسے مَا عِنْدَكَ، (تیرے پاس کیا ہے)،

(۲)مَاموصولہ، مَاعِنْدَکُمْ یَنْفَدُ، (جو کچھ تمھارے پاس ہے ختم ہو جائے گا)،

(۳) مَا تعجبیہ ، مَا اَحْسَنَ زَیْدًا، (زید کیا ہی خوبصورت ہے)،

اِطَّلَعْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اِطَّلَعَ یَطَّلِعُ اِطِّلَاعًا (جاننا، اچانک آ جانا، طلوع فجر کو دیکھنا، دشمن کے پوشیدہ حال سے واقف ہونا)، از باب افتعال ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اِطَّلَعْتُ اصل میں اِطْتَلَعْتُ تھا پھر تائے افتعال کو 'طا' سے بدل کر 'طا' کا 'طا' میں ادغام کر دیا تو اِطَّلَعْتُ ہو گیا،

قاعدہ: اگر باب افتعال کی تاء سے پہلے حروف مُطْبَقَہ میں سے کوئی ایک حرف واقع ہو تو

تائے افتعال کو 'طا' سے بدل دیا جاتا ہے۔حروفِ مُطبقہ چار ہیں،(ص، ض، ط، ظ)،

قَوْلُهٗ، (وَقَلِيْلًا مَاتَجِدُ اَقُوْلُ مَا وَجَدْتُ هٰذِهِ الرِّوَايَةَفِىْ كُتُبِ الْاُصُوْلِ اَوْوَجَدْتُ خِلَافَهَا فِيْهَا).

ترجمہ: اور کم ہی تو پائے گا کہ میں کہوں گا کہ "نہیں پایا میں نے اس روایت کو اصول کی کتابوں میں" یا "پایا میں نے اس کے مخالف روایت کو اُن (اصول کی کتابوں) میں"۔

تشریح: بعض اوقات صاحب مشکاۃ فصل اوّل اور فصل ثانی میں حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کا حوالہ نہیں دیتے بلکہ یہ لکھ دیتے ہیں، "مَاوَجَدْتُ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِىْ كُتُبِ الْاُصُوْلِ"، یا پھر یہ لکھ دیتے ہیں، "وَجَدْتُ خِلَافَهَا" یعنی مجھے تو حدیث مصابیح کے مخالف حدیث ملی ہے۔ لیکن امام تبریزی فرمارہے ہیں کہ ایسا بہت ہی کم ہوگا کہ میں نے یہ الفاظ لکھے ہوں بہر حال ایسا ہوا ضرور ہے۔

ترکیب: وَ عاطفہ، قَلِيْلًا مؤکد،مَا زائدہ غیر کافہ تاکید،مؤکد تاکید ملکر مفعول مقدم تَجِدُ فعل کے،تَجِدُ فعل اس میں اَنْتَ ضمیر مرفوع مستتر فاعل،اَقُوْلُ فعل مضارع،اس میں اَنَا ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قول، مَا نافیہ،وَجَدْتُ فعل ماضی، تُ ضمیر فاعل، هٰذِهِ اسم اشارہ مبدل منہ، اَلرِّوَايَةَ بدل،مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مفعول بہ ہوا،فِىْ حرف جارہ، كُتُبِ مضاف،اَلْاُصُوْلِ مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل وَجَدْتُ کے،فعل اپنے فاعل،مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، اَوْ حرفِ عطف،وَجَدْتُ فعل ماضی،اسمیں تُ ضمیر فاعل،خِلَافَ مضاف، هَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا،فِىْ حرف جارہ، هَا ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل وَجَدْتُ کے،فعل اپنے فاعل،مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ عاطفہ ہوکر قول کا مقولہ ہوا،قول مقولہ ملکر فعل تَجِدُ کا مفعول بہ ثانی، تَجِدُ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،

تحقیق: **قَلِیْلًا:** قَلِیْلٌ کی نصبی حالت ہے۔

اَقُوْلُ: صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع مثبت معلوم، باب قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا، (کہنا، بولنا، حکم لگانا، اعتقاد رکھنا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: اَقُوْلُ اصل میں اَقْوُلُ تھا، پھر واوَ متحرک ماقبل مفتوح کے قاعدے سے فتحہ ماقبل قاف کو دے دیا تو اَقُوْلُ ہو گیا،

خِلَافَ: فِعَالٌ کے وزن پر اسم مصدر ہے۔ باب خَالَفَ یُخَالِفُ مُخَالَفَةً وَ خِلَافًا، (مخالفت کرنا، پیچھے رہنا)، از باب مُفَاعَلَة ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَوْلُهٗ: (فَاِذَا وَقَفْتَ عَلَیْهِ فَانْسُبِ الْقُصُوْرَ اِلَیَّ لِقِلَّةِ الدِّرَایَةِ لَا اِلٰی جَنَابِ الشَّیْخِ رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَهٗ فِی الدَّارَیْنِ حَاشَا لِلّٰهِ مِنْ ذَالِكَ).

ترجمہ: پس جب تو ٹھہرے اس (میرے "مَا وَجَدْتُ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِیْ کُتُبِ الْاُصُوْلِ اَوْ وَجَدْتُ خِلَافَهَا فِیْهَا" کہنے) پر تو نسبت کر قصور کی میری طرف نہ کہ جناب شیخ (امام بغوی رحمہ اللہ) کی طرف، بلند کرے اللہ تعالیٰ اُن کی قدر (مرتبہ) دونوں جہانوں میں، اللہ کی پناہ ہے اس (قصور کی نسبت امام بغوی رحمہ اللہ کی طرف کرنے) سے،

تشریح: امام تبریزی رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ جب تم مشکاۃ المصابیح پڑھتے پڑھتے ایسے مقام پر پہنچ جاؤ جہاں لکھا ہو، "مَا وَجَدْتُ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِیْ کُتُبِ الْاُصُوْلِ" یا "وَجَدْتُ خِلَافَهَا فِیْهَا" تو یہ میری تتبع و تلاش کی نقص کی وجہ سے ہوگا، اس میں میرے شیخ امام بغوی رحمہ اللہ کی کوئی غلطی و قصور نہیں ہے۔ چونکہ یہ غلطی میری ہوگی اس لیے اس غلطی کی نسبت بھی میری ہی طرف کی جائے نہ کہ امام بغوی رحمہ اللہ کی طرف،

ترکیب: فَ حرف عطف، اِذَا ظرفیہ برائے شرط، وَقَفْتَ فعل ماضی، اسمیں تَ ضمیر فاعل،

عَـلٰی حرف جارہ، ہِ ضمیر مجرور، جارمجرور ملکر متعلق ہوا قُل وَقَـفْـتَ کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ،فـا جزائیہ، اُنْسُبْ فعل امر،اس میں اَنْتَ ضمیر فاعل،اَلْـقُصُوْرَ مفعول بہ،اِلٰـی حرف جارہ،ی ضمیر مجرور، جارمجرور ملکر معطوف علیہ،("لِـقِـلَّـةِالـدِّرَایَةِ " کی ترکیب "لَااِلٰـی جَنَابِ الشَّیْخِ ' کے بعد ہوگی)، لَا عاطفہ، اِلٰی حرف جارہ، جَنَابِ مضاف،اَلشَّیْخِ مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جارمجرور ملکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق فعل امر کے،لام تعلیلہ جارہ، قِـلَّـةِ مضاف ،الـدِّرَایَةِ مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ ملکر لام جارہ کا مجرور، جارمجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل امر کے،فعل امر اُنْسُبْ اپنے فاعل ،مفعول بہ اور دونوں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزائیہ،شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا،

حَاشَااَللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ

اس کی ترکیب اس کی تقدیری عبارت نکال کرکی جاتی ہے۔یعنی

اَعُوْذُ مَعَاذَاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ،

اَعُوْذُ فعل مضارع ،اس میں اَنَـا ضمیر فاعل ،مَـعَـاذَ مضاف ،لفظ الـلّٰـهِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق ،مِـــنْ حرف جارہ ،ذَالِكَ مجرور، جارمجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے،فعل اپنے فاعل ،مفعول مطلق اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،

تحقیق، اِذَا: ظرف زمان بمعنی شرط،

وَقَفْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر،فعل ماضی مثبت معلوم ،باب وَقَفَ يَـقِـفُ وَقْـفًـا،(ٹھرنا،کھڑا ہونا،چپ چاپ کھڑا ہونا،مسئلہ میں شک کرنا)،از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَلْقُصُوْرَ: فُعُوْلٌ کے وزن پر مصدر ہے باب قَصَرَ يَقْصُرُ قُصُوْرًا ،(ناقص ہونا، سستی ہونا،کسی چیز سے رک جانا،عاجز ہونے کی وجہ سے کسی چیز کو ترک کر دینا،تیر کا نشانہ پر نہ لگنا)،از باب فَـعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح،شش اقسام سے ثلاثی مجرد،سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلدِّرَايَةِ :فِعَالَةٌ کے وزن پر مصدر ہے۔باب دَرٰی یَدْ رِیُ دَرْيًا و دِرَايَةً (حیلہ سے جاننا، جاننا) از باب فَعَلَ يَفْعِلُ ہفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم،

لَا: حرف عطف، لَا کے عطف کے لیے چند شرطیں ہیں، (۱) معطوف مفرد ہو، (۲) اس سے پہلے ایجاب یا امر ہو، ایک قول یہ بھی ہے کہ معطوف علیہ فعل ماضی کا مفعول نہ ہو،

جَنَابِ: فَعَالٌ کے وزن صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔باب جَنَبَ يَجْنُبُ جَنْبًا، (کسی کی طرف مائل ہونا، مشتاق و بے چین ہونا، دور کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَدْرَ: مصدر بروزن فَعْلٌ، باب قَدَرَ يَقْدُرُ قَدْرًا، (کسی چیز پر قوی وقادر ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلدَّارَيْنِ :دَارٌ کی تثنیہ ہے۔اسکی جری حالت ہے دارٌ مؤنث سماعی ہے۔کبھی کبھار مذکر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔اصل میں دَوَرٌ تھا پھر واؤ کو قال کے قانون کے تحت الف سے بدل دیا تو دَارٌ بن گیا،

حَاشَا: حرف جارہ ہے۔اور حرف استثناء بھی ہے اور اگر اس کے بعد اسم مجرور ہو تو یہ جارہ ہوگا اور اگر اسکا مابعد منصوب ہو تو یہ فعل ہوگا لیکن معنی استثناء والا ہی ہوگا، فعل ہونے کی صورت میں اسکا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر ہوگی پھر یہ جملہ بن کر حال بن جائے گا، یہ ناقص یائی ہے۔

قَوْلُهُ، رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ اِذَا وَقَفَ عَلٰى ذٰلِكَ نَبَّهَنَا عَلَيْهِ وَاَرْشَدَنَا طَرِيْقَ الصَّوَابِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر کہ جب وہ ٹھہرے اس (روایت) پر تو تنبیہ کرے ہم کو اس پر اور رہنمائی کرے ہماری سیدھے راستے کی طرف،

تشریح: امام تبریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اس حدیث کے بارے میں اطلاع ملے جس حدیث کو ہم نہ پا سکے یا جس کے خلاف ہم کو کوئی حدیث ملی تو وہ شخص اس حدیث کے

بارے میں ہمیں خبر دے اور ہماری صحیح طریقے سے رہنمائی کرے تو اللہ ایسے شخص پر اپنی رحمتِ خاص فرمائے، آمین،

ترکیب: رَحِمَ فعل ماضی، لفظِ اللّٰہُ فاعل، مَن اسم موصولہ، اِذَا ظرف بمعنی شرط، وَقَفَ فعل ماضی، عَلٰی حرف جارہ، ذَالِكَ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا وَقَفَ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، نَبَّهَ فعل ماضی، اسمیں هُوَ ضمیر مستتر فاعل، نَا ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ مفعولٌ بہ، عَلٰی حرف جارہ، ہِ ضمیر مجرور، جارہ مجرور ملکر متعلق ہوا نَبَّهَ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عاطفہ، اَرْشَدَ فعل ماضی، نَا ضمیر منصوب متصل بالفعل ہے۔ مفعول بہ، طَرِیْقَ مضاف، اَلصَّوَابِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل اَرْشَدَ کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر شرط کہ جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر مَن اُسم موصولہ کا صلہ، موصولہ صلہ ملکر رَحِمَ فعل کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوا،

تحقیق، رَحِمَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب رَحِمَ یَرْحَمُ رُحْمًا ورَحْمَةً، (رحم کرنا، رحم دل ہونا، ترس کھانا، معاف کرنا)، از باب فَعِلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

نَبَّهَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب نَبَّهَ یُنَبِّهُ تَنْبِیْهًا، (نیند سے جگانا، بیدار کرنا، آگاہ کرنا، واقف کرنا)، از باب تَفْعِیْل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام فعل ہے۔

اَرْشَدَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَرْشَدَ یُرْشِدُ اِرْشَادًا، (ہدایت کرنا، سیدھی راہ پر چلانا) از باب اِفْعَالُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

اَلصَّوَابِ: فَعَالٌ کے وزن پر اسم مصدر ہے۔ باب صَوَّبَ یُصَوِّبُ تَصْوِیْبًا و صَوَابًا

(تصدیق کرنا، نیـ ما کرنا، درست پانا) از باب تَفْعِیل ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید یـ ہ اقسام سے اسم ہے۔

قَوْلُهٗ، وَلَمْ اٰلُ جُهْدًا فِی التَّنْقِیْرِ وَالتَّفْتِیْشِ بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ،

ترجمہ: اور میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی بحث اور تفتیش میں کوشش کرنے میں اپنی وسعت و طاقت کے مطابق،

تشریح: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں احادیث وغیرہ کو ڈھونڈ نے میں اپنی طرف سے کوشش اور جدو جہد میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی،

ترکیب: واؤ حرف عطف، لَمْ اٰلُ فعل جحد معلوم، اَنَا ضمیر اسمیں فاعل، جُهْدًا مصدر فِی حرف جارہ، اَلتَّنْقِیْرِ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، تَفْتِیْشِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فِیْ حرف جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے جُهْدًا مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول بہ ہوا لَمْ اٰلُ فعل کے، بِ جارہ، قَدْرِ مضاف، اَلْوُسْعِ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَلطَّاقَةِ معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر قَدْرِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر با جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل لَمْ اٰلُ کے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق: لَمْ اٰلُ: صیغہ واحد متکلم، فعل جحد معلوم، باب اَلَا یَـاْلُـوْ اَلْوًا وَاُلُوًّا، (کسی کام میں کوتاہی کرنا، دیر لگانا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے مہموز الف اور ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: لَمْ اٰلُ میں لَمْ جازمہ ہے جو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے تو اصل میں اَاْلُوْ تھا، دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلا تو اٰلُوْ ہو گیا پھر لَمْ جازمہ کے آنے کی وجہ سے واوٗ گر گئی تو اٰلُ باقی رہ گیا،

قاعدہ: ہر ساکن ہمزہ جس کے ماقبل متحرک ہمزہ ہو تو ساکن ہمزہ کو متحرک ھمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے اٰمَنَ، اِیْسِرْ، یُوْمِنُ، جو اصل میں اَاْمَنَ، اِاْسِرْ اور

يُؤمِنُ تھا،

جُهْدًا: فُعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔باب جَهَدَ يَجْهَدُ جُهْدًا، (بہت کوشش کرنا، کسی کا امتحان لینا)، از باب فَعَلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلتَّنْقِيرِ: مصدر بروزن تفعِيل، باب نَقَّرَ يُنَقِّرُ تَنْقِيرًا (پرندے کا جگہ کو انڈے دینے کے لیے نرم کرنا، چھان بین کرنا) از باب تَفعِيل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلتَّفْتِيْشِ :مصدر بروزن تَفْعِيل ،باب فَتَّش يُفَتِّشُ تَفْتِيْشًا ،(ڈھونڈنا، تلاش کرنا، سوال کرنا، بحث کرنا) از باب تَفعِيل ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلْوُسْعِ: فُعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے۔باب وَسَعَ يَسَعُ وُسْعًا وَوَسْعًا و وَسْعَةً و سِعَةً، (وسیع کرنا، جگہ کا وسیع ہونا، گھیرنا، طاقتور ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

اَلطَّاقَةِ: مصدر بروزن فَعَلَةٌ، باب طَاقَ يَطُوقُ طَوْقًا و طَاقَةً (طاقت رکھنا، چیز پر قادر ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

تعلیل: اصل میں طَوَقَةٌ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا تو طَاقَةٌ ہو گیا،

قَوْلُهُ، وَنَقَلْتُ ذَالِكَ الْاِخْتِلَافَ كَمَاوَجَدْتُ،

ترجمہ: اور نقل کر دیا میں نے اختلاف جس طرح پایا،

تشریح: اس عبارت کا تعلق پچھلی عبارت کے ساتھ ہے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے

حدیث کی چھان بین میں پوری طاقت وقوت صرف کی ہے اور میں نے کتاب المصابیح اور کتب ستہ کی احادیث میں مطابقت میں کوئی قصر نہیں چھوڑی پھر بھی جہاں کہیں مجھے اختلاف باقی نظر آیا تو میں نے اس کو اسکی حالت پر ہی نقل کردیا جسے میں نے کہا "مَاوَجَدْتُ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِيْ كُتُبِ الْأُصُوْلِ"، یا یہ کہا کہ "وجدت خلافهافيها" اسی طریق سے اس اختلاف کو بھی نقل کردیا،

ترکیب: واؤ عاطفہ، نَقَلْتُ فعل ماضی، اس میں "تُ" ضمیر فاعل، ذَالِكَ اسم اشارہ مبدل منہ، اَلْإِخْتِلَافَ بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر نَقَلْتُ فعل کا مفعول بہ، كَ جارہ، مَا موصولہ، وَجَدْتُ فعل ماضی، "تُ" ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَا موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر كَ جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل نَقَلْتُ کے، نَقَلْتُ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،

تحقیق: نَقَلْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب نَقَلَ يَنْقُلُ نَقْلًا، (ایک جگہ سے دوسری جگہ پر تبدیل کرنا، پیوند لگانا اور درست کرنا، کتاب نقل کرنا، روایت کرنا، ترجمہ کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل ہے۔

قَوْلُهُ، وَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ غَرِيْبٍ أَوْضَعِيْفٍ أَوْ غَيْرِهِمَا بَيَّنْتُ وَجْهَهٗ غَالِبًا وَمَالَمْ يُشِرْ اِلَيْهِ مِمَّا فِي الْأُصُوْلِ فَقَدْ قَفَّيْتُهٗ فِيْ تَرْكِهٖ اِلَّا فِيْ مَوَاضِعَ بِغَرَضٍ،

ترجمہ: اور وہ احادیث جن کی طرف (امام بغوی) رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا یعنی غریب یا ضعیف یا انکے علاوہ (کی طرف) میں نے بیان کردی اس کی توجیہ اکثر طور پر، اور وہ احادیث کہ ان کی طرف (امام بغوی) نے اشارہ نہیں کیا (وہ احادیث) ان احادیث میں سے تھیں ان کی (تغریب وتضعیف وغیرہ) اصول کی کتابوں میں تھی، پس تحقیق میں نے پیروی کی ان (امام بغوی) کی اس کے چھوڑنے میں مگر چند جگہ پر کسی غرض کی وجہ سے،

تشریح: مصنف رحمہ اللہ فرمارہے ہیں کہ امام بغوی نے کتاب المصابیح میں جہاں کہیں کسی حدیث کو غریب یا ضعیف یا منکر وغیرہ کہا ہے اور وجہ نہیں بیان کی تو میں ان میں اکثر مقامات پر اس کی وجہ بیان کردی ہے۔ اور بعض مقامات پر جہاں امام بغوی نے کسی حدیث کی نوعیت پر سکوت

اختیار کیا ہے تو میں نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے وہاں خاموشی ہی اختیار کی یعنی ان کو ایسی ہی چھوڑ دیا۔"

"اِلَّا فِــیْ مَــوَاضِــعَ" کا مفہوم یہ ہے کہ امام بغوی نے جن اصول کی کتابوں یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، وغیرہ سے حدیث لی ہے۔ تو اس کتاب میں اس حدیث کی نوعیت کے بارے میں کچھ لکھا ہوتا ہے کہ یہ حدیث منقطع، موقوف یا مرسل ہے لیکن امام بغوی اس حدیث کو تو لاتے ہیں لیکن اس پر کی گئی بحث کو ذکر نہیں کرتے تو اس پر امام تبریزی نے بھی امام صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اُن کی نوعیت پر بحث نہیں کی، لیکن بعض ایسے مقامات تھے جہاں پر حدیث کی نوعیت کی وضاحت کرنے کی کوئی وجہ تھی جس وجہ سے اس جگہ امام تبریزی نے اشارہ کیا اور وجہ بیان کردی، مثلاً اگر ایک حدیث کے بارے میں اختلاف ہے بعض موضوع کہتے ہیں اور بعض حسن تو امام تبریزی نے جس قول کو معتبر پایا اس کے لحاظ سے حدیث کے نیچے اشارہ کردیا،

ترکیب: وَ حرف عطف، مَـا اسم موصولہ بمعنی شرط، اَشَـارَ فعل ماضی، اسمیں هُوَ ضمیر فاعل، اِلٰـی حرف جارہ ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، مِنْ جارہ، غَرِیْبٍ معطوف علیہ، اَوْ حرف عطف، ضَعِیْفٍ معطوف اوّل، أو حرف عطف، غَیْر مضاف، هِـمَـا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَشَارَ فعل ماضی کے، فعل اپنے فاعل، اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَا اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر شرط، بَیَّـنْتُ فعل ماضی کے، بَیَّـنْت فعل ماضی، اسمیں تُ، ضمیر فاعل، وَجْهَـهٗ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل کا، غَـالِبًـا سے پہلے یا تو بَیَانًا موصوف نکالیں اور غَالِبًا اسکی صفت، موصوف صفت ملکر فعل کا مفعول مطلق ہو جائے گا یا پھر غَـالِبًـا سے پہلے موصوف زَمَـانًـا نکالیں، پھر موصوف صفت ملکر ملکر مفعول فیہ بن جائے گا فعل بَیَّـنْتُ کا، بَیَّـنْتُ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ موخر اور مفعول فیہ یا مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا، معطوف علیہ، وَ عاطفہ، مَا اسم موصول بمعنی شرط لَمْ یُشِرْ ماضی جحد معلوم، اسمیں هُوَ ضمیر مستتر اسکا فاعل، اِلٰی حرف جارہ، ہٖ ضمیر ذوالحال،

مِنْ حرف جارہ، مَا اسم موصول، اس کے بعد ھو ضمیر محذوف مبتدا نکالیں گے، فِیْ حرف جارہ، اَلْاُصُول مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتٌ محذوف کے، ثَابِتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ھُو محذوف مبتدأ کی خبر، ھُو مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر مِنْ جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق مَوْجُوْدًا کے، مَوْجُوْدًا صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ذوالحال کا حال، ذوالحال حال ملکر اِلٰی جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا لَمْ یُشِرْ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَا موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر شرط، فا جزائیہ، قَدْ حرف تحقیق، قَفَّیْتُ فعل ماضی، اسمیں تُ ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فِیْ حرف جارہ، تَرْكِ مضاف، ہٖ ضمیر مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء فِیْ جارہ، مَوَاضِعَ مجرور جار مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتًا کے، لام جارہ، غَرَضٍ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا ثَابِتًا کے، ثَابِتًا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر تَرْكِ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فِیْ جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قَفَّیْتُ فعل کے، قَفَّیْتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

تحقیق: اَشَارَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی، مثبت معلوم، باب اَشَارَ یُشِیْرُ اِشَارَةً (آگ کو شعلہ زن کرنا، واقف کرانا، تعارف کرنا، اشارہ کرنا، نصیحت کرنا، ٹھیک راہ بتانا)، از باب اِفْعَال ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے

تعلیل: اصل میں اَشْیَرَ تھا پھر متحرک ماقبل ہونے کی وجہ سے ی کو الف سے بدل دیا تو اشار ہو گیا۔

غَرِیْبٍ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ باب غَرَبَ یَغْرُبُ غُرْبًا، وَغُرَابَةً وَ غَرَابَةً (وطن سے جدا ہونا، پردیسی ہونا)، از باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

نوٹ: اگر فَعُلَ سے ہو تو بمعنی (غیر واضح ہونا، پیچیدہ ہونا، غیر مانوس ہونا)،

س: غریب کی تعریف کریں۔

جواب: وہ حدیث جس کی سند کے کسی ایک طبقے میں صرف ایک راوی ہو، اسکی دو قسمیں ہیں،

(۱) غـریـبُ الـمُـطْلَق: اگر کسی سند کے اصل میں غرابت ہو یعنی صحابی کی طرف سے غرابت ہو تو غریب المطلق کہیں گے،

(۲) غـریـب النِّسبِی: اگر کسی سند کے اثناء میں غرابت ہو یعنی صحابی سے بہت لوگوں نے بیان کیا پھر اُن میں سے کسی ایک سے ایک راوی روایت کرے تو اس کو غریب النِّسبِی کہتے ہیں،

ضَعِیفٍ: فَعِیلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے۔ باب ضَعُفَ یَضْعُفُ ضَعَافَةً (کمزور ہونا) از باب فَعُلَ یَفْعُلُ ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

سوال: ضعیف کی تعریف کریں۔

جواب: وہ حدیث جس کی سند میں نہ تو صحیح کی شرائط ہوں اور نہ ہی حسن کی،

بَیَّنْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب بَیَّـنَ یُبَیِّنُ تَبْیِینًا، (واضح ہونا، ظاہر ہونا، ظاہر کرنا، واضح کرنا، لڑکی کا نکاح کرنا) از باب تَـفْـعِـیـل ہفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

وَجْهَ: فَعْلٌ کے وزن پر اسم مصدر ہے، باب وَجَّـهَ یُوَجِّهُ تَوْجِیهًا وَ وَجْهاً، (واضح کرنا، کسی کی طرف جانا) از باب تـفـعِیل ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم ہے۔

نوٹ: لفظ وَجْهٌ وجہ، نوع، قسم کے معانی میں آتا ہے۔

لَمْ یُشِرْ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل جحد معلوم، باقی اَشَارَ کی بحث میں ہے اصل میں یُشِیرُ تھا لَمْ کی وجہ سے (ر) ساکن ہوئی تو جمع ساکنین سے 'ی' گر گئی،

قَفَّيْتُ: صیغہ واحد متکلم، باب قَفّٰی یُقَفِّیْ تَقْفِیَةً، (آنا، پیچھے چلنا، پیروی کرنا، لے جانا)، ازباب تفعیل ہفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل ہے۔

تعلیل: قَفَّیْتُ اصل میں قَفَّوْتُ تھا پھر واؤ کو 'ی' سے بدل دیا، تو قَفَّیْتُ ہو گیا،

مَوَاضِعَ: اسم ظرف ہے، مَوْضِعٌ کی جمع ہے، جمع منتہی الجموع ہے مَفَاعِلُ کے وزن پر، اس لیے اس پر جری حالت میں کسرہ نہیں آیا بلکہ فتحہ آیا ہے،

باب وَضَعَ یَضَعُ وَضْعًا، (رکھنا، ہاتھ سے ڈال دینا، مرتبہ سے گھٹانا، قرض سے کچھ چھوڑنا) ازباب فَعَلَ یَفْعَلُ ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

غَرَضٍ: مصدر بروزن فَعَلٌ، باب غَرِضَ یَغْرَضُ غَرَضًا، (مشتاق ہونا، اکتانا، ملول ہونا، ڈرنا)، ازباب فَعِلَ یَفْعَلُ، ہفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم ہے۔

قَولُہٗ: (وَرُبَّمَا تَجِدُ مَوَاضِعَ مُهْمَلَةً وَذَالِكَ حَيْثُ لَمْ اَطَّلِعْ عَلٰى رَاوِيهِ فَتَرَكْتُ الْبَيَاضَ، فَإِنْ عَثَرْتَ عَلَيْهِ فَاَلْحِقْهُ بِهٖ اَحْسَنَ اللّٰهُ جَزَاكَ).

ترجمہ: "اور کبھی تو پائے گا مہمل جگہیں (جہاں حوالہ ذکر نہ کیا گیا ہوگا) یہ اس وجہ سے ہے کہ میں اطلاع نہ پاسکا اس روایت کے راوی (مُخرِج) پر پس میں نے چھوڑ دی سفیدی، پس اگر تو اطلاع پائے اس روایت کے راوی پر تو ملا دے اس (راوی) کو اس (روایت) کے ساتھ، اچھی کرے اللہ تیری جزاء کو (اللہ آپ کو بہتر بدلہ دے)"۔

تشریح: بعض مقامات پر امام تبریزی رحمہ اللہ نے خالی جگہ چھوڑ دی اور حدیث کا حوالہ نہیں دیا، اس لیے کہ اس کا حوالہ اُن کو مل نہ سکا تھا لیکن اس حدیث کے آخر میں حوالہ دینے کے لیے جگہ چھوڑ دی ہے 'سفیدی' سے یہی مراد ہے کہ میں نے وہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے پس جس شخص کو اس حدیث

کے بارے میں معلوم ہو وہ اس چھوڑی ہوئی جگہ میں وہ حوالہ درج کر دے۔ چنانچہ بعض شارحین نے حوالہ بین السطور لکھ دیا ہے۔

ترکیب: وَ عاطفہ، رُبَّ حرف جارہ، مَا کافہ (جس نے رُبَّ کے عمل کو روک دیا) تَجِدُ فعل مضارع، اس میں اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، مَوَاضِعَ موصوف، مُهْمَلَةً صفت، موصوف صفت ملکر تَجِدُ فعل کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ مُعَلَّلَة' وَ تعلیلیہ، ذَالِكَ مبتداء حَيْثُ ظرف مضاف، لَمْ اَطَّلِعُ فعل جحد معلوم، اسمیں اَنَا ضمیر فاعل، عَلٰى حرف جارہ، رَاوِیُ اسم فاعل مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا لَمْ اَطَّلِعُ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف مکان بنا ثَبَتَ فعل محذوف کے، ثَبَتَ فعل اسمیں هُوَ ضمیر فاعل اور اپنی ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ذَالِكَ مبتدا کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، فَ عاطفہ، تَرَكْتُ فعل ماضی، اس میں تُ ضمیر فاعل، اَلْبَيَاضَ مَفْعُول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر تَعْلِيل یا جملہ مُعَلِّلَةً، مُعَلَّلَةً اپنی تعلیل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ تعلیلیہ، فَ عاطفہ، اِنْ حرف شرط، عَثَرْتَ فعل ماضی معلوم، اس میں تَ، هُوَ ضمیر فاعل اور اپنی ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ذَالِكَ مبتداء کی جز، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، فَـــاء عاطفہ، تَرَكْتُ فعل ماضی، اس میں تُ ضمیر فاعل، اَلْبَيَاضَ مَفْعُول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر تَعْلِيل یا جملہ مُعَلِّلَةً۔ مُعَلَّلَة اپنی تعلیل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ تعلیلیہ۔

فاء عاطفہ، اِنْ حرف شرط، عَثَرْتَ فعل ماضی معلوم، اس میں تَ ضمیر فاعل، عَلٰى جارہ، ہ ضمیر مجرور (جو رَاوِیُ کی طرف لوٹ رہی ہے)، جار مجرور ملکر متعلق ہوا عَثَرْتَ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فاء جزائیہ، اَلْحِقُ فعل امر، اس میں اَنْتَ ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، باء جارہ، ہ ضمیر مجرور، جار

مجرور ملکر متعلق ہوا فعل اَلْحِقْ کے۔ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

اَحْسَنَ فعل ماضی، لفظ اللّٰہُ فاعل، جَزَا مضاف، كَ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تحقیق۔ رُبَّ: حرف جارہ ہے اس کے بعد مَا زائدہ ہوتا ہے اور اکثر مَا کافہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی عمل بھی واقع ہوجاتا ہے جسے اس شعر میں ہے۔

رُبَّمَا ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ صَيْقَلٍ

كَمَا النَّاسِ مَخْزُوْمٌ عَلَيْهِ وَجَازِمٌ

رُبَّ کبھی کبھار حذف بھی ہوتا ہے اور عمل باقی رہتا ہے، لیکن فاء اور واؤ کے بعد کثیرًا اور بَلْ کے بعد قلیلًا حذف ہوتا ہے، اور کبھی ان کے بغیر بھی حذف ہوتا ہے۔ یہ حرف جارہ ہے اس کی اصل وضع تو تقلیل (کم کرنا، کم ہونا) کے لیے ہے۔ جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهٗ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) لیکن اگرچہ اس کی اصل وضع تقلیل کے لیے ہے مگر یہ کثرت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (اکثر اوقات آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا)۔

رُبَّ کے تلفظ میں آٹھ لغتیں ہیں (۱) رُبَّ، رُبَ، رُبُ، رُبْ، رَبَّ، رَبَ، رَبَّتْ، رَبَتْ (تاء فوقانیہ ہے)۔

اسکا مجرور نکرہ موصولہ ہوا کرتا ہے جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهٗ۔ یا اس کا مدخول ضمیر مبھم غائب ہوتی ہے جو کہ ممیّز بنتی ہے اور اس کی تمیز نکرہ موصوفہ ہوتی ہے جیسے رُبَّهٗ رَجُلًا جَوَّادًا لَقِيْتُهٗ۔

مَا: کافّہ ہے جس نے رُبَّ کے عمل کو روک دیا ہے۔

تعلیل: تَجِدُ اصل میں تَوْجِدُ تھا۔ واؤ کو حذف کردیا تو تَجِدُ رہ گیا۔

قاعدہ: ہر واؤ جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان ہو تو وہ واؤ گر جاتی ہے جیسے مذکورہ مثال میں ہے۔ یا علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان لیکن ایسے کلمے میں جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو تو ایسی صورت میں بھی واؤ گر جاتی ہے جیسے یَفَعُ۔ اصل میں یَوْضَعُ تھا۔

مُهْمَلَةً: واحد مؤنث اسم مفعول، باب اَهْمَلَ يُهْمِلُ اِهْمَالًا، (قصداً یا بھولے سے چھوڑ دینا، کام کو غیر محکم چھوڑنا، حروف پر نقطے نہ لگانا)، از باب اِفْعَال، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

واؤ: تعلیلہ۔

حَيْثُ: یہ ظرف مکان ہے۔ یہ جملے کی ظرف مضاف ہوتا ہے اور اسمیہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے مبنی بر ضم ہے۔ جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ جَلَسَ زَيْدُ اَىْ اِجْلِسْ مَكَانَ جُلُوْسِ زَيْدٍ۔ یہ جملہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حروف کے مشابہ ہے اس لیے مبنی ہے۔

لَمْ اَطَّلِعْ: صیغہ واحد متکلم۔ فعل جحد معلوم۔

اصل میں اَطْتَلِعُ تھا پھر 'تا' کو طا سے بدل دیا اور طاء کو طاء میں مدغم کر دیا تو اَطَّلِعُ ہو گیا۔ قاعدہ مَا اطَّلَعْتُ کی بحث میں ہے۔ لَمْ جازمہ کی وجہ سے مجزوم ہے۔

اَلْبِيَاضَ: فِعَالٌ کے وزن پر اسم مصدر ہے، باب اِبْيَضَّ يَبْيَضُّ اِبْيِضَاضًا وَبَيَاضًا۔ (سفید ہونا) از باب اِفْعِلَال، ھفت اقسام سے اجوف یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

اَحْسَنَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب اَحْسَنَ يُحْسِنُ اِحْسَانًا (نیکی کرنا، کام کو اچھی طرح کرنا، اچھا بنانا، اچھی طرح بنانا، نیک سلوک کرنا)

از باب اِفْعَال، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل۔

جزا: فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب جَزٰی یَجْزِیْ جَزًا وَ جَزَآءً (کسی کو بدلہ دینا، کسی کا حق ادا کرنا، کسی چیز کا کسی کے لیے کافی ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ۔ ھفت اقسام سے ناقص یائی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: اصل میں جَزْیًا تھا پھر یُقَالٌ کے قاعدے کے تحت 'ی' کی حرکت ماقبل کو دے کر 'ی' کو الف سے بدل دیا تو جَزَاْنٌ ہو گیا جمع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تو جَزًا ہو گیا۔ لیکن جب اسکی اضافت کی جائے گی تو جو جمع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تھا وہ واپس آ جائے گا اور تنوین اضافت کے وقت گر جائے گی اس لیے یہاں بھی جَزَا ہے۔

قَوْلُہٗ: وَسُمَّیْتُ الْکِتَابَ بِمِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْحِ۔

ترجمہ: اور میں نے نام رکھا کتاب کا "مشکوٰۃ المصابیح"

ترکیب: واؤ عاطفہ، سَمَّیْتُ فعل ماضی، اسمیں 'تُ' ضمیر فاعل، اَلْکِتَابَ مفعول بہ، باء جارہ، مِشْکٰوۃِ مضاف، اَلْمَصَابِیْح مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، سَمَّیْت فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق۔ سَمَّیْتُ: صیغہ واحد متکلم، فعل ماضی مثبت معلوم، باب سَمّٰی یُسَمِّی تَسْمِیَۃً، (نام رکھنا، کسی کام کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا) از باب تَفْعِیل، ھفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل۔

قَوْلُہٗ: وَأَسْأَلُ اللّٰہَ التَّوْفِیْقَ وَالْاِعَانَۃَ وَالْھِدَایَۃَ وَالصِّیَانَۃَ وَتَیْسِیْرَمَا اَقْصُدُہٗ وَاَنْ یَنْفَعَنِیْ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

وَالْمُسْلِمَاتِ۔

ترجمہ: اور میں سوال کرتا ہوں اللہ سے توفیق اور مدد اور ھدایت اور (غلطی سے) بچاؤ اور اس چیز کی آسانی کا جس کا میں ارادہ کرتا ہوں، اور یہ کہ نفع دے مجھے زندگی میں اور مرنے کے بعد اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو۔

تشریح: اب امام تبریزی رحمہ اللہ اللہ ربّ العزت کے سامنے ناصیہ فرسائی کرتے ہوئے اپنی عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنے اس کام پر اللہ کریم سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے میرے پروردگار تو میری اس کام میں مدد فرما اور مجھے صحیح و درست طریقے سے اس میں درج کرنے کی توفیق عنایت فرما اور مجھے اس کام میں غلطیوں سے محفوظ فرما اور جو کچھ بھی میں اُس میں لانا چاہتا ہوں میرے لیے اس میں آسانی فرما۔ اور وہ تمام چیزیں مجھے اپنے انعام سے عطا فرما اور مجھے اور تمام مسلمان عورتوں، مردوں کو جو اس کو پڑھنے والے ہیں ان تمام کو حقیقی دنیاوی و اُخروی نفع عنایت فرما۔ امین یا رب العالمین۔

ترکیب: واؤ حرف عطف، أَسْأَلُ فعل مضارع معلوم اس میں اَنَا ضمیر فاعل لفظ اللہ مفعول بہ اوّل، اَلتَّوْفِيْق معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَلْاِعَانَةَ معطوف اوّل، واؤ عاطفہ، اَلْهِدَايَةَ معطوف ثانی، واؤ عاطفہ، اَلصِّيَانَة معطوف ثالث، واؤ عاطفہ، تَيْسِيْر مصدر مضاف، مَا اسم موصول، اَقْصُدُ فعل مضارع، اسمیں اَنَا ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر مصدر مضاف مَا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف رابع واؤ عاطفہ، اَنْ مصدریہ، یَنْفَعَ فعل مضارع، ھُوَ ضمیر اسمیں فاعل، نُونْ وقایہ کا، یْ ضمیر مفعول بہ، فِی حرف جارہ، اَلْحَيٰوةِ جار مجرور ملکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، بَعْدَ ظرف مضاف، اَلْمَمَاتِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف کے ملکر متعلق فعل یَنْفَعَ کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر

معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، جَمِیعِ مضاف، اَلْمُسْلِمِیْن معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اَلْمُسْلِمَاتِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا یَنْفَعَ فعل مضارع محذوف کے، یَنْفَعَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر اَنْ مصدریہ کی وجہ سے مصدر کی تاُویل میں ہو کر معطوف خامس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفوں سے ملکر أَسْــأَلُ فعل کا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ ہوا۔

تحقیق۔أَسْأَلُ: صیغہ واحد متکلم، فعل مضارع مثبت معلوم، باب سَــأَلَ يَسْــأَل سُوَالًا (ماننا، چاہنا، درخواست کرنا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ہفت اقسام سے مہموز العین، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل، (یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے)۔

اَلتَّــوْفِيْــقَ: مصدر بروزن تَفْعِيل، باب وَفَّقَ يُوَفِّقُ تَوْفِيقًا، (موافق بنانا، درست کرنا، الہام کرنا، اصلاح کرنا) از باب تفعیل، ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

اَلْإِعَــانَةَ: مصدر بروزن إِفْعَالٌ، باب أَعَانَ يُعِينُ إِعَانَةً (مدد کرنا، کسی کو رہائی دینا) از باب إِفْعَال، ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: إِعَــانَةٌ اصل میں إِعْوَان تھا۔ پھر واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدل، جمع ساکنین سے الف گر گیا اور اس کے عوض میں ــــــة آخر میں لے آئے تو إِعَانَةٌ ہو گیا۔

قاعدہ: ہر واؤ 'اور یا' جو متحرک مفتوح ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو 'واؤ' اور 'یا' کی حرکت ماقبل کو دے کر الف سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے يُقَــالُ کہ اصل میں يُقْوَلُ تھا اور أَعَانَ اصل میں أَعْوَنَ تھا۔

سوال: آپ نے جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ 'واؤ' 'یا' ایسے دو ساکنوں کے درمیان نہ ہو جن کا سکون لازمی ہو چاہے اُن میں سے کوئی ایک ساکن مقدر ہو یا ظاہر ہو۔ تو اس شرط کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اِعْوَانٌ میں تعلیل نہیں کی جا سکتی اس لیے کہ یہاں بھی واؤ دو ساکنوں کے درمیان واقع ہے جو دونوں ظاہر ہیں تو تعلیل کیسے ہوگئی۔

جواب: عزیز بھائی جان! آپ کی بات درست ہے لیکن یہاں اِعْـوَانٌ میں تعلیل صرف اس کے فعل کی موافقت کی وجہ سے کی گئی ہے۔ کیونکہ مصدر بلحاظ اعلال فرع ہے اور فعل اصل ہے۔ اس لیے مصدر میں مانع تعلیل کے باوجود بھی تعلیل کر لی گئی ہے۔

فَافْهَمْ۔

اَلصِّيَانَةَ: فِعَالَةٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب صَـانَ يَـصُوْنُ صِوَانًـا وَصِيَـانَةً (بچانا، کپڑے یا سامان کو عیب لگانے والی چیزوں سے بچانا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ھفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: صِيَانَةٌ اصل میں صِوَانَةٌ تھا پھر واؤ کو 'ی' سے بدلہ تو صِيَانَةٌ ہو گیا۔

قاعدہ: ہر وہ واؤ متحرک جو مصدر میں ہو اور اس کے ماقبل حرف مکسور ہو اور اس کے ماضی میں تعلیل ہو چکی ہو تو ایسی واؤ کو 'ی' سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے صِيَـانَةٌ تھا اور اس کی ماضی صَانَ میں تعلیل ہو چکی ہے جو اصل میں صَوَنَ تھا۔

تَيْسِيْرَ: تَفْعِيل کے وزن پر مصدر ہے، باب يَسَّرَ يُيَسِّرُ تَيْسِيْرًا، (سہل و آسان کرنا، توفیق دینا، بکری کی نسل اور اسکا دودھ بڑھنا) از باب تَفْعِيل، ھفت اقسام سے مثال یائی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

يَنْفَعَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب نَفَعَ يَنْفَعُ نَفْعًـا، (فائدہ دینا) از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ

اقسام سے فعل۔

'ن' نون وقایہ: یہ نون وقایہ کا ہے، وقایہ بمعنی بچانا، یعنی یہ نون فعل کو کسرہ سے بچاتا ہے کیونکہ 'ی' ضمیر ماقبل کسرہ چاہتی ہے اور اگر یَنْفَعُ کے بعد 'ی' ضمیر مفعول لگائیں تو یَنْفَعِیْ بن جاتا ہے جو قانون کے خلاف ہے کیونکہ فعل پر کسرہ نہیں آتا، اس لیے نون وقایہ لایا جس کی وجہ سے فعل کی جگہ اس نون پر کسرہ آجاتا ہے اور یہ نون فعل کو کسرہ سے بچالیتا ہے۔

اَلْحَیٰوةِ: مصدر بروزن فَعَلَةٌ، باب حَیِیَ یَحْیٰ حَیٰوةً، (زندہ رہنا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ، ھفت اقسام سے لفیف مقرون، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: اصل میں حَیَوَةٌ تھا پھر واؤ کو متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا لیکن واؤ رسم الخط میں باقی رہتی ہے، تو حَیٰوةٌ ہو گیا۔

اَلْمَمَاتِ: مَفْعَلٌ کے وزن پر مصدر یہی ہے اور اسم ظرف بھی بن سکتا ہے۔ باب مَاتَ یَمُوْتُ مَوْتًا وَمُوْتَانًا، (مرنا، آگ کا بجھنا، ہوا کا اکھڑنا، بخار کی تیزی کا کم ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ھفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: مَمَاتٌ اصل میں مَمْوَتٌ تھا پھر واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدل دیا تو مَمَاتٌ ہو گیا۔

جَمِیْعَ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

اَلْمُسْلِمِیْنَ: جمع مذکر اسم فاعل، باب اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَامًا، (مطیع وفرمانبردار ہونا، مذہب اسلام قبول کرنا، دشمن کو چھوڑنا، معاملہ کو اللہ کے حوالے کرنا) از باب اِفْعَالٌ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

نوٹ: اَلْمُسْلِمِیْنَ اور اَلْمُسْلِمَاتِ پر جو الف لام ہے وہ اسمی ہے اور بمعنی اَلَّذِیْ

ہے اور جمع مذکر و مؤنث سالم پر اگر الف لام ہو تو وہ جمع کثرت میں شمار ہوتے ہیں اور بغیر الف لام کے جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں۔ فَافْہَمْ۔

قَوْلُہٗ: حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ؛ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔

ترجمہ: کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہی بہتر کارساز ہے؛ نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ ہی اطاعت پر قوت مگر اللہ غالب حکمت والے کے ساتھ۔

تشریح: مصنف رحمہ اللہ اپنے آخری الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ میرے سارے کام میں اور میری تمام کوشش میں میرا اصلی وحقیقی کارساز اللہ رب العزت ہے اور مجھ کو اس کام کی قوت بخشنے والا بھی وہی اللہ بزرگ و برتر ہے۔

ترکیب: حَسْبِ مصدر مضاف، 'ی' ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء، لفظ اللّٰہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، نِعْمَ فعل مدح، اَلْوَکِیْلُ اسکا فاعل، اس کے بعد ھُوَ ضمیر محذوف یا لفظ اللّٰہُ محذوف جو اس کا مخصوص بالمدح ہے، فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اس جملے کی ترکیب دو طرح سے ہوسکتی ہے اور دونوں صورتوں میں عبارت تقدیری نکالنی ہوگی ہم دونوں ترکیبیں کئے رہتے ہیں۔

(۱) یہ کہ ایک ہی جملہ بنایا جائے تو اس کی صورت یہ ہوگی۔

لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ وَلَا قُوَّۃَ عَلَی الطَّاعَۃِ ثَابِتَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔

لَا لائے نفی جنس، حَوْلَ مصدر، عَنْ حرف جارہ، اَلْمَعْصِیَۃِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق

ہوئے مصدر کے اپنے متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، لَا مُلغی، قُوَّةَ مصدر، عَلٰی حرف جارہ، اَلطَّاعَةِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا قُوَّةَ مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر لائے نفی جنس کا اسم، ثَابِتَانِ اسم فاعل، لام جارہ، اَحَدٍ مجرور، جار مجرور ملکر مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء باء جارہ، لفظ اللّٰہِ موصوف، اَلْعَزِیْز صفت اوّل، اَلْحَکِیْمِ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر، باء جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر متعلق ہوا ثَابِتَانِ کے، ثَابِتَان صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہو کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں دو جملے بنائے جائیں یعنی لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الگ اور لَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ الگ جملہ بن جائے اور ان دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ بن جائے۔ باقی ترتیب واضح ہی ہے۔

تحقیق۔ حَسْبَ: فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے؛ باب حَسَبَ يَحْسُبُ حَسْبًا و حِسَابًا، (گننا، شمار کرنا، کافی ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔ ایک قول اس کے اسم فعل ہونے کا بھی ہے (المفردات)

نِعْمَ: فعل مدح ہے۔ افعال مدح وذم میں سے ہے۔ افعال مدح وذم، وہ افعال ہوتے ہیں جو انشاء مدح یا مذمت کے لیے وضع کیے گئے ہوں اور یہ چار ہیں نِعْمَ، حَبَّذَا، بِئْسَ، سَآءَ، پہلے دو مدح کے لیے اور دوسرے دو مذمت کے لیے ہیں۔

نِعْمَ اصل میں نَعِمَ تھا یعنی عَین کے کسرہ کے ساتھ، پھر عَین کا کسرہ تخفیفاً ما قبل کو دے کر اس کو ساکن کر دیا۔ اس پر تاء تانیث لگانے کے علاوہ کوئی گردان نہیں

ہوتی مثلاً نِعْمَتِ الْمَرْأَۃُ هِنْدٌ۔

لغت بنی تمیم میں نِعْم کو چار طریقوں سے پڑھا جاتا ہے

(۱) نَعِمَ: فاء کے فتحہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ۔

(۲) نَعِمَ: فاء کے فتحہ اور عین کے سکون کے ساتھ۔

(۳) نَعِمَ: فاء کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ۔

(۴) نَعِمَ: فاء اور عین دونوں کے کسرہ کے ساتھ۔

مشہور اور رائج تیسری لغت ہے۔

اَلْوَکِیْلُ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ ہے باب وَکَلَ یَکِلُ وَکْلًا وَوُکُوْلًا (کوئی کام کسی کے سپرد کرنا، سونپنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ھفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

اَلْوَکِیْل اس شخص کو کہا جاتا ہے جس پر بھروسہ کیا جائے، جس کو عاجز آدمی اپنا کام سپرد کر دے، جب اللہ تعالیٰ کی صفت بنے تو بمعنی (روزی دینے والا، کارساز) ہوگا۔

حَوْلَ: فَعْلٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب حَالَ یَحُوْلُ حَوْلًا وَحُؤُوْلًا، (ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا، پورا ہونا، منتقل ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ھفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

قُوَّۃَ: فُعْلَۃٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب قَوِیَ یَقْوٰی قُوَّۃً (طاقت ور ہونا، کسی کام کی طاقت وقوت رکھنا) از باب فَعِلَ یَفْعَلُ، ھفت اقسام سے لفیف مقرون، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: اصل میں قُوْوَۃ تھا پھر واؤ کو واؤ میں مدغم کر دیا تو قُوَّۃٌ ہو گیا۔

اَلْعَزِیْزِ : فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔باب عَزَّ یَعِزُّ عِزًّا وَ عِزَّۃً (عزیز ہونا، قوی ہونا، کریم ہونا، کمزور کرنا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ ،ھفت اقسام سے مضاعف ثلاثی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

اَلْحَکِیْمِ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے، باب حَکُمَ یَحْکُمُ حِکْمَۃً، (دانا ہونا، دوراندیش ہونا) از باب فَعُلَ یَفْعُلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَانَوٰی فَمَنْ کَانَ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی الدُّنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَاھَاجَرَ اِلَیْہِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بلاشبہ ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی، پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے کہ پالے اس کو یا کسی عورت کی طرف کہ شادی کر لے اس سے، پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (اسے بخاری ومسلم نے نکالا ہے)۔

تشریح: شریعتِ اسلامیہ میں اس حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔تشریح مذکورہ حدیث کی صحت، عظمت اور جلالت پر محدثین کا اتفاق ہے اور یہ ان بنیادی اہمیت کی حامل ہے احادیث میں سے ہے جن پر دین اسلام کا مدار ہے۔

اس حدیث کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ محدثین اپنی اکثر حدیث کی ابتدا اس

حدیث سے کرتے ہیں جس طرح عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں ”من اراد ان یصنف کتابا فلیبتدئ بھذاا لحدیث“ (کتاب الاذکار)

چنانچہ شافعی نے اس حدیث کونصف العلم قراردیا ہے ”ان ھذا الحدیث یدخل فیہ نصف العلم“ (الفتوحات الربانیۃ علی الاذکارالنواویۃ)۔

شان ورود حدیث

اس حدیث کے سبب واارد کے بارے میں ایک خاتون کا قصہ منقول ہے جس کا نام ”قیلہ“ (فتح الباری) تھا اور ام قیس سے مشہور تھیں چنانچہ امام طبرانی نے بسند صحیح ابن مسعود سے یہ منقول کیا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص نے ام قیس نامی خاتون کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے شرط لاگائی کہ ہجرت کر گے تو نکاح ہوسکتا ہے اس شخص نے ہجرت کر کے اس خااتون سے نکاح کرلیا ہم لوگ ان کو ”مہاجرام قیس کہا کرتے تھے۔حافظ ابن حجر نے طبرانی کی روایت کو ”صحیح علی شرط الشیخین“ قراردیا ہے البتہ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسی واقعہ کی وجہ سے حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ بیان فرمائی تھی (فتح الباری وعمدۃ القاری بیان السبب والمورد)

ترکیب: عَنْ حرف جارہ، عُمَرَ موصوف، اِبْنِ مضاف، اَلْخَطَّابِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر عَنْ جارکا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوارُوِیَ فعل مجہول محذوف کے، قَالَ فعل ماضی، اس میں ھُوَ ضمیر اسکا فاعل جو عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ کی طرف لوٹ رہی ہے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قول اوّل، قَالَ فعل، رَسُوْلُ مضاف، لفظ اللہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر قَالَ کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قول ثانی، اِنَّمَا کلمۂ حصر، اَلْاَعْمَالُ مبتدا، باء حرف جارہ، اَلنِّیَاتِ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتَۃٌ کے، ثَابِتَۃٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔

واؤ عاطفہ، اِنَّمَا کلمہ حصر، لَام جارہ، اِمْرِی مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتٌ کے، ثَابِتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر مقدم ہوئی، مَا اسم موصولہ، نَوای فعل ماضی، اسمیں ھُوَ ضمیر فاعل جولوٹ رہی ہے اِمْرِی کی طرف، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم مبتداء مؤخر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر معطوف علیہ ہوا، فاء عاطفہ، مَنْ موصولہ بمعنی شرط مبتداء، کَانَتْ فعل ناقص، ھِجْرَۃُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر کَانَتْ فعل ناقص کا اسم، اِلٰی حرف جارہ، لفظ اللہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، رَسُوْلِ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر اِلٰی جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتَۃً کے، ثَابِتَۃً صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط۔ فاء جزائیہ، ھِجْرَتُہٗ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، اِلٰی حرف جارہ، لفظ اللہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، رَسُوْلِ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جار کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتَۃٌ کے، ثَابِتَۃٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، واؤ حرف عطف، مَنْ اسم موصول بمعنی شرط مبتدا، کَانَتْ فعل ناقص، ھِجْرَۃ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فعل ناقص کا اسم، اِلٰی حرف جارہ، اَلدُّنْیَا ذوالحال یا موصوف، یُصِیْبُ فعل مضارع، ھُوَ ضمیر اسمیں فاعل، ھَا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال یا صفت، ذوالحال حال یا موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، اَوْ حرف عطف، اِمْرَاَۃٍ موصوف یا ذوالحال، یَتَزَوَّجُ فعل مضارع، اس ھُوَ ضمیر فاعل، ھَا ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوکر حال یا صفت، ذوالحال حال یا موصوف صفت ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر اِلٰی جارہ کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتَةً کے، ثَابِتَةً صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر فعل ناقص کی، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، هِجْرَةُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا، اِلٰی حرف جارہ، مَا اسم موصولہ، هَاجَرَ فعل، اسمیں هُوَ ضمیر فاعل، اِلٰی حرف جارہ، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا هَاجَرَ فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مَا اسم موصولہ کا صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثَابِتَةً کے، ثَابِتَةٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر قول ثانی کا مقولہ، قول ثانی اپنے مقولہ سے ملکر قول اول کا مقولہ، قول اول اپنے مقولہ سے ملکر پہلے رُوِیَ فعل مجہول محذوف کا نائب فاعل، رُوِیَ فعل مجہول اپنے متعلق اور نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اصل عبارت یوں ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

هٰذَا اسم اشارہ موصوف، اَلْحَدِيْث صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا، مُتَّفَقٌ صیغہ اسم مفعول، عَلٰی حرف جارہ، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مُتَّفَقٌ کے مُتَّفَقٌ صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ شبہ فعل ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تحقیق۔ عُمَرَ: فُعَلُ کے وزن پر غیر منصرف ہے، اس میں عدل تقدیری اور علم دو سبب ہیں۔

اَلْخَطَّاب: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے، باب خَطَبَ یَخْطُبُ خُطْبَةً و خَطَابَةً (وعظ کرنا، تقریر کرنا، خطبہ پڑھنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

قَالَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا (کہنا، بولنا، حکم لگانا، اعتقاد رکھنا) از باب فَعَلَ یَفْعُلُ، ھفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے فعل۔

تعلیل: اصل میں قَوَلَ تھا پھر واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا۔

اَلنِّیَّاتِ: نِیَّةٌ کی جمع مؤنث سالم ہے، نِیَّةٌ مصدر ہے، باب نَوٰی یَنْوِیْ نِیَّةً وَ نَوَاةً وَنِیَةٌ (ارادہ کرنا، کسی چیز کا قصد کرنا، حفاظت کرنا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا) از باب فَعَلَ یَفْعِلُ، ھفت اقسام سے لفیف مترون، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: چونکہ نِیَّاتٌ نِیَّةٌ کی جمع ہے اس لیے ہم نِیَّ ةٌ کی تعلیل ہی کر دیتے ہیں۔ اصل میں نِوْیَةٌ تھا پھر واؤ کو 'ی' سے بدل کر 'ی' کو 'ی' میں مدغم کر دیا تو نِیَّ ةٌ ہو گیا۔

قاعدہ: اگر کسی کلمے میں واؤ، یاء اکٹھے ہو جائیں اور اُن میں سے پہلا ساکن ہو اور وہ واؤ اور یا کسی سے بدلے ہوئے نہ ہوں تو واؤ کو 'ی' سے بدل دیتے ہیں اور 'ی' کو 'ی' میں مدغم کر دیتے ہیں۔

اِمْرِئٍ: بمعنی مرد، انسان، شخص۔ یہ راء کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے، جیسے أُمْــرَءٌ، اور ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے جیسے اِمْــرُءٌ۔ رفعی حالت میں راء کے ضمہ، نصبی حالت میں فتحہ اور جری حالت میں کسرہ پڑھنا بھی جائز ہے جس طرح مذکورہ لفظ میں ہے۔ اِمْــرَءٌ کا آخری ہمزہ بحالت رفع میں واؤ، نصب میں الف اور جر میں ی کی

شکل میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے اِمْرَءٌ ، اِمْرَأً اور اِمْرَئٍ۔

نَوٰی: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باقی تفصیل لِنَبِیّاتِ کی بحث میں ہے۔

کانَتْ: فعل ناقص۔

هِجْرَةٌ: فِعْلَةٌ کے وزن پر مصدر ہے، باب هَجَرَ يَهْجُرُ هَجْرًا وَهِجْرَةً، (چھوڑ جانا، قطع تعلق ہونا، بیوی سے الگ ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ھفت اقسام سے صحیح، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

اَلدُّنْيَا: واحد مؤنث اسم تفصیل، باب دَنَا يَدْنُو دُنُوًّا (قریب ہونا) از باب فَعَلَ يَفْعُلُ، ھفت اقسام سے ناقص واوی، شش اقسام سے ثلاثی مجرد، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: اصل میں دُنْوٰی تھا پھر واؤ کو 'ی' سے بدلا تو دُنْيَا ہوگیا۔

قاعدہ: جب فُعْلٰی اسمی کے لام کلمے کی جگہ واؤ ہو تو 'ی' ہو جاتی ہے۔ جیسے دُنْيَا، عُلْيَا، اصل میں دُنْوٰی اور عُلْوٰی تھا مگر فُعْلٰی صفتی میں واؤ قائم رہتی ہے جیسے غُزْوٰی (جنگ کرنے والی عورت) جس کا مذکر اَغْزٰی آتا ہے۔

فُعْلٰی اسمی و صفتی میں فرق: فُعْلَى یا فَعْلٰی اسمی سے مراد یہ ہے کہ جو کلمہ اس وزن پر آئے وہ ماقبل کی صفت نہ واقع ہو بلکہ موصوف ہو جیسے فَتْوٰی صَحِيْح، (صحیح فتوی)، دُنْيَا لَذِيْذَةٌ (لذیذ دنیا)۔

يُصِيْبُ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب اَصَابَ يُصِيْبُ اِصَابَةً (تیر کا ٹھیک نشانہ پر لگنا، درست کرنا، درست پانا، پانا) از باب اِفْعَال، ھفت اقسام سے اجوب واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل۔

تعلیل: اصل میں يُصْوِبُ تھا پھر واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی تو چونکہ کسرہ مابعد 'ی' چاہتا ہے پھر واؤ کو 'ی' سے بدل دیا تو يُصِيْبُ ہوگیا۔

Hafiz Muhammad Kausar. 08-09-03

اِمْرَئَۃ: اِمْرءٌ کی مؤنث ہے۔

یَتَزَوَّجُ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مثبت معلوم، باب تَزَوَّجَ یَتَزَوَّجُ تَزَوُّجًا، (نکاح کرنا، کسی قوم میں نکاح کرنا) از باب تَفَعُّل، ہفت اقسام سے اجوف واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے فعل۔

هَاجَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مثبت معلوم، باب هَاجَرَ يُهَاجِرُ مُهَاجَرَةً (چھوڑ جانا، قطع تعلق کرنا، بیوی سے الگ ہو جانا)۔

مُتَّفَقٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول، باب اِتَّفَقَ يَتَّفِقُ اِتِّفَاقًا، (اتفاق ہونا) از باب اِفْتِعَالٌ، ہفت اقسام سے مثال واوی، شش اقسام سے ثلاثی مزید فیہ، سہ اقسام سے اسم۔

تعلیل: اصل میں مُوْتَفَقٌ تھا پھر واؤ کو تاء میں بدل کر تاء کو تاء میں مدغم کر دیا تو مُتَّفَقٌ ہو گیا۔

قاعدہ: اگر باب اِفتعال کے فاء کلمے میں واؤ یا یاء آ جائے اور وہ ہمزہ سے بدلے ہوئے بھی نہ ہوں تو اُن کو تاء سے بدل کر تاء کو تاء میں مدغم کر دیتے ہیں۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

دار المطالعہ الاسلامیہ للتحریری

حافظ کوثر زمان، حافظ شفیق الرحمن

جمبر کلاں تحصیل چونیاں ضلع قصور